

منذ کا شرف

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

محمد عبد الستار طاہر



الممتاز پبلی کیشنز لاہور

تذکار شرف

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
مشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مُرتب:
محمد عبدالستار طاہر

الممتاز پبلی کیشنز : لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	تذکار شرف
مرتب	محمد عبدالستار طاہر
طباعت بار اول	جمادی الآخرہ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء
صفحات	۲۶۰
کپڑا گت	الحجاز کپڑوں، اسلام پورہ لاہور 7225944
تعداد	۱۰۰۰
مطبع	
قیمت	۱۰۰ روپے
ناشر	الممتاز پبلی کیشنز لاہور
باہتمام	حافظ ثار احمد قادری

ملنے کے پتے

مکتبہ	قادریہ	جامعہ نظامیہ	رضویہ	لاہور
مکتبہ	قادریہ	داتا	دربار	بارکیٹ لاہور

فون 7226193

نمبر شمار	نمبریں مقالات	صفحہ نمبر
۱	پہلی بات	۵
۲	وہابیہ کلمات	۷
۳	مشکوہ استقبالیہ (بریلی شریف)	۹
۴	سپانامہ (بریلی شریف)	۱۱
۵	مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری	۱۵
۶	مولانا محمد عبدالکیم شرف	۱۶
۷	عبدالکیم شرف قادری لاہوری	۱۷
۸	تعارف مصنف "تذکرہ اکابر اہلسنت"	۱۹
۹	مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری	۲۷
۱۰	فاضل نوجوان محمد عبدالکیم شرف	۲۹
۱۱	مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری	۳۵
۱۲	میدان تحریر و تدوین کے شاہ سوار	۳۱
۱۳	محمد عبدالکیم شرف قادری	۳۴
۱۴	اشعاع الطغات کے طلیل القدر مترجم	۳۶
۱۵	محقق العصر	۵۳
۱۶	اک ترجمان حقیقت آگاہ	۵۷
۱۷	عاجزی و انصاری کا محمد	۵۹
۱۸	تعارف مصنف "من عقائد اہل سنت"	۶۱
۱۹	معرفی استاد قادری (پنجاب)	۶۶
۲۰	تقدیر فی خاک	۶۷
۲۱	علامہ عمر شافع الدین شرف قادری	۷۲

پہلی بات

”تذکار شرف“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ سیرت علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کی دوسری کڑی ہے۔ اس سے قبل آپ ”احوال و آثار حسن اہل سنت فاضل لاہوری علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری“ ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ اس کا اندازہ اس کا اندازہ لگائیں!

یہ حیات شرف ملت کے حوالے سے محررہ تمام دستیاب مقالات کا مجموعہ ہے۔ اس کی ترتیب ضخامت کے اعتبار سے نہیں رکھی گئی بلکہ اس طریق پر رکھی گئی ہے کہ جس ترتیب سے مقالات سن وار لکھے گئے ہیں انہیں اسی ترتیب سے پیش کیا جائے البتہ جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف میں پیش کیا جانے والا ”منظوم استقبال“ اور ”سپاسنام“ اہل میں شامل کر دیا گیا ہے۔ ان مقالات میں کچھ ضخیم ہیں، کچھ ایک دور قی۔ دوران مطالعہ بعض باتیں بہ نگرار محسوس ہوں گی، لیکن ہر لکھنے والے کا انداز تحریر چونکہ اپنا ہے، اس لئے آپ اس پہلو سے صرف نظر کرتے ہوئے مطالعہ فرمائیں۔

کچھ قارئین جزئیات پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور کچھ بالتفصیل پڑھنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک کی طلب اپنی اپنی ہے۔ بغیر جستجو کے تمام مقالات کا ایک جائزہ جانا بھی کسی ذہنی کوفت سے محفوظ رکھنا ہے۔ لہذا تسکین ذوق و طبع کی خاطر مطالعہ فرمائیں کہ جس ذات سے محبت ہوتی ہے، جس سے کچھ تعلق خاطر ہوتا ہے اس کے بارے میں اگر زیادہ سے زیادہ جاننے کی خواہش میں کچھ مل جائے، تو جانئے کہ وہ نعمت ہے۔ اور اصل نعمت تو ان اہل اللہ کے دامن سے دہاسکی ہے۔ جن کی صحبت اور ہم نشینی قرب الہی اور تعظیم و توقیر رسول اکرم ﷺ سے ادب آشنا کرتی ہے۔ یہ آداب، یہ رکھ رکھاؤ ہی حاصل نسبت ہیں۔

صفحہ نمبر	فہرست مقالات	نمبر شمار
۷۴	حضرت مولانا عبدالکلیم شرف قادری مفتی علی احمد سندیلوی	۲۲
۷۷	ایک صاحب روایت کے لہجہ سے خواجہ رضی حیدر	۲۳
۷۹	علم کی ایک روش و بینش محمد نواز کھرل احاطہ محمد یعقوب	۲۴
۱۲۲	مند تدریس کی ذہانت، صاحب فن استاد ملک محبوب الرسول قادری	۲۵
۱۳۱	ماہ نامہ شیخ الحدیث خطاط پاکستان صوفی خورشید عالم خورشید رقم	۲۶
۱۳۲	علمی و فکری شخصیت مولانا غلام مصطفیٰ مجددی	۲۷
۱۳۳	جامعہ اشرفیہ میں استقبال مولانا مہدک حسین مصباحی	۲۸
۱۳۴	عظیم دینی رہنما محمد شاہ کورٹی	۲۹
۱۳۵	شرف ملت، مسوولت کی نظر میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۳۰
۱۳۴	حیات شرف ایک نظر میں محمد عبدالستار طاہر	۳۱
۱۳۵	کتبیات	۳۲
۱۳۶		۳۳

ان نکتے والوں میں دانشور بھی ہیں، صحافی بھی اور اہل دین حضرات بھی اللہ پاک کے حضور دعا ہے کہ ہمیں اپنے رحم و کرم اور اپنے حبیب اکرم ﷺ کے لطف و کرم سے شریک فرمائے۔ اور ہمارے مہر و جلاہ شریف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی برکات و فیوضات سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

خاک پائے صاحبزادوں

محمد عبدالستار طاہر،

جنوبی کراچی

بیمہ کالونی - راتھن،

لاہور کیسٹ نمبر - ۵۳۸۱۰

۹ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

۵ جون ۱۹۹۸ء

جمعۃ المبارک

دعائیہ کلمات

از مولانا محمد عبدالغفار خضر صابری

ذات حق عہد تراذوقی سلیم

اللہ تعالیٰ ہمیں ذوق سلیم عطا فرمائے

حسبنا اللہ گو واللہ ہم گلی

یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی روانی ہے

تا تو باشی و مر و اہل قبول

تا کہ تم مقبول بندوں کے گرد میں ہو جاؤ

در نظر جزا میں نیاید چچا چیز

اس کے علاوہ کوئی چیز نظر میں نہ آئے

مسلک احمد رضا حق بالیقین

امام احمد رضا کا مسلک یقیناً سچا ہے

باخذ الوصیۃ یالی اماں

اللہ تعالیٰ ہر آدمی اکرم ﷺ کی طرعت سے ملو گا۔

بس یمن است مشرب الی یقین

یقین والوں کا یمن طریقہ ہے

جو کہاں اللہ بس، باقی جو بس

”در سوا و ہند نام او علی“

جن کا نام سر زمین ہند میں روشن ہے

لا طمع بودن ز سلطان و امیر

امراء و سلاطین سے گرز نہ رکھنا ہے

شاہد باش اے مولوی عبدالکیم

اے مولوی عبدالکیم خوش رہو!

حق نگہدار و ترازا ہر بلا

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر بلا سے محفوظ رکھے

نحو شوہر آن در فکر رسول

ہر ساعت رسول اللہ ﷺ کے ذکر میں مشغول رہو

سنت خیر البشر واری عزیز

حضرت خیر البشر ﷺ کی سنت کو عزیز رکھو

تا توانی دور شو، ازاہل کہیں

جہاں تک ہو سکے کہنے والوں سے دور ہو

حق پہ یمن و حق شنو، حق پر زبان

حق دیکھو، حق سنو اور حق کہو!

جز و حق پر و دیگر نہیں

اللہ تعالیٰ کے دروازے کے علاوہ کسی طرف نہ دیکھو

مال دنیا ہست چوں خاشاک و خس

یاد کن شعر جناب علی

حضرت علی (علیہ السلام) کا شعر یاد رکھو

زہد و تقویٰ جیست اے مرد فقیر

اے مرد فقیر زہد و تقویٰ کیا ہے؟

خوش رہا زلمی و نیا زوردار
اسے بکھڑا دیاروں سے دور رکھو
رہنا سکھائی یوم القرار
اسے ہمارے رب اہمیت تک محفوظ رکھو
باظفر وارو تراحق و انما
اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ظفر (نور مجسم) کے ساتھ رکھے
ہم اشی احمد حسن، فیض الحسن
بزرگ درہم من در فیض الحسن کو اللہ تعالیٰ جلا سے ملے
خواب راں را شاد وارو ذکر و گار
اللہ تعالیٰ ہمیں کو بھی خوش رکھے
و انما اول و شمال آباد باد
ان کی اولاد ہمیشہ خوش رہے
پدر و مادر را و پدر جنت مقام
اللہ تعالیٰ والدین کو جنت میں مقام عطا فرمائے
نورج من از جسم پیوں گرد و جدا
میری بدن جب جسم سے جدا ہو
از پیے سر و ار احمد ذی و قادر
ذی و قادر مرشد مولانا محمد سرور احمد کے طفیل
از طفیل برق آس عالی نظر
عالی نظر و انور ذی دہشتی کے مدد سے
ہم ظفر باشد عالم باظفر
ظفر بھی جہان میں کامیاب رہے (آمین)

منظوم استقبالیہ

جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

افتخار اہل سنت و ثروت ارباب فن
نازش بزم ادب، سرمایہ اہل سخن
اے نگار گلستاں، اے آبروئے انجمن
اے دکن دین و ملت، مایہ اہل سخن

گوہر یکتائے حکمت، روح گلزار قلم
حضرت عبدالعظیم قادریؒ محترم

شستہ انداز سخن، شائستہ اسلوب بیان
فکر شجیدہ، متانت آفریں رنگ زبان
دل نشیں طرزِ نظم، پُر کشش حسن بیان
پُر شکوہ الفاظ، مفہوم و معانی بھی عیاں

مرغ فروس تنخیل کی الگ پرواز ہے
کیا عجب ہے باہنیں کیا سوز ہے کیا ساز ہے؟



سیدی و احاب شرفتنا بالمقدم
كنت في أعماق قلبي أكرم من أكرم
أشرقنت أنوار فضلك الكريم الاعظم
أينعت أثمار علمك العظيم الاكرم

قد بذلت جُهدك المسعود في كسب الغلى
ظلل الله تعالى بالتجاح المكرم



اے کہ لوحِ بامِ گروں پیش تو شرمندہ است
آفتابِ فضل از تنویر تو تابدہ است
کشت زارِ فضل از تحریر تو پایندہ است
شورشِ قلزم ز بیلِ آو تو زایدہ است
مرحبا صد مرحبا احلا و سحلا مرحبا
آمدی در صحن ما احلا و سحلا مرحبا

صغیر اختر المصباحی الرامقوری

۳۰ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

استاذ جامعہ نوریہ رضویہ

۱۰ نومبر ۱۹۹۸ء

باقریح بریلی شریف

سپاسنامہ

پیش کردہ مولانا محمد کلیل مصباحی نوری

مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

ماہرِ علم و فن رئیس القلم مفکر اسلام حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ، لاہور، پاکستان، کی مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۸ء بروز منگل بریلی شریف تشریف آوری پر جامعہ نوریہ رضویہ میں پرجوش خیر مقدم - نیز جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کی جانب سے آپکی خدمت میں

”ہدیہ تشکر و امتنان“

”شیخ الجامعہ، ناظم ادارہ، اساتذہ کرام، طلبہ اور جملہ حاضرین محفل“!

یہ روح پرور منظر، وجد آفرین لحظات، کیف و سرور میں ڈوبی ہوئی سماعت اور مقدس و مشرف دن ہمارے لئے باعثِ عز و افتخار اور سعادتِ دینی و فیروزِ بختی کی تابدہ و علامت اور روشن نشانی ہے کہ آج ہم یہاں جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں ایک ایسی معظّم و مختصّم، بار و نق و بد و قار شخصیت کو استقبال دینے، عقیدت و محبت کے پھول اور اپنے تاثرات و جذبات کا حسین گلہ دست پیش کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ جس نے امامِ عشق و محبت، مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہمہ گیر و عبقری شخصیت اور ان کی دینی و ملی، علمی و فتنی خدمات کو اجاگر کرنے اور ساری دنیا کے عوام و خواص یکجا کالجوں اور یونیورسٹیوں تک پہنچانے میں اپنی تمارر توانائیاں صرف کر دی ہیں اور ایک طویل عرصہ سے جس نے علمی دنیا میں امام احمد رضا کے نام کا سہرا اپنوں اور غیروں کے اذھان و افکار پر بھار رکھا ہے اور ان کے لوگ قلم سے

نکلتے ہوئے ہزار ہا علمی، تحقیقی ادبی اور فنی مسائل سے انھیں روشناس کر لیا ہے۔ جسے گنج
دُنیا۔ آمدوئے علم و فن، شہنشاہِ قلم حضرت علامہ محمد عبدالعظیم شرف قادری صاحب
قبلہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ جنگی تصانیف، مقالات اُردو، عربی، تالیفات،
تبصرے، نقدیات اور مکاتیب و بیانات پر صحرائے اہلسنت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور
اغیارِ امام احمد رضا کے علم و فضل کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہتے، سچ ہے
”الفضل ما عھدت بہ الاعداء“

آج موصوف ہمارے درمیان جلوہ قلن اور ضوفشاں ہیں، چنگے دیدار سے ہماری
آنکھوں کو ٹھنڈک، جگر کو تازگی، قلوب کو فرح و سرور اور اوصاف کو سکون و اطمینان میسر
ہو رہا ہے۔

ایک طرف بریلی شریف میں آستانہ رضویہ پر حاضری جہاں ان کے لئے
سعادت و نیک بختی کا سرچشمہ ہے، وہیں دوسری جانب دیدارِ رضا کے ایک عظیم ادارے
جامعہ نور یہ رضویہ میں ان کا قدم میمون ہمارے لئے سعادت و فیروز مندی کا اہم ذریعہ
ہے۔

وقت کی قلت کے پیش نظر تفصیل میں نہ جا کر موصوف کے رجحانات قلم کی
ادنیٰ سی جھلک ملاحظہ ہو۔

موصوف نے عقائد، اخلاق، سیرت و فضائل، افتاء، منطق، تاریخ و فقہ، ترجمہ
و غیرہ مختلف مذاہب و موضوعات پر اپنی تصنیفات کے جو اہر پارے پیش کئے ہیں، اور کئی
کتبوں کا ترجمہ نہایت ہی الو کھے اور جدید طرز پر اُنت مسئلہ کو پیش قیمت تحفہ کے طور پر
عطا کیا ہے۔ اس کی کچھ تصانیف کے اسامہ درج ذیل ہیں :

۱۔ اشرف المصنفات محمد للنہانی ۲۔ کشف النور عن اصحاب التور والانس
۳۔ اولادہ اصل السنو والجماعۃ ۴۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

۵۔ تحقیق الفتویٰ فی البطلان الطغویٰ ۶۔ منطق میں عربی حاشیہ مرصاة، حاشیہ مرصاة
۷۔ تحفہ نصاب ۸۔ بدائع منظوم ۹۔ ذکر کیا ہوا نام حق ۱۰۔ حاشیہ نو میر وغیرہ

مختصر یہ کہ موصوف بے مثال مدرّس، محقق، مفکر، مدبر، مصنف اور شاعر
ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف، منطق و فلسفہ،
بلاغت و عروض اور قدیم و جدید عربی ادب پر کامل مہارت و دسترس رکھتے ہیں۔ اور انہیں
القلم، شہنشاہِ تحریر کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

یہ ہے آپ کی تصنیفات و تالیفات و تراجم کا اجمالی تعارف جس سے یہ بات روز
روشن کی طرح عیاں اور واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کا جو و مسعود ملت اسلامیہ کی ایک
عظیم امانت ہے۔

اس پس منظر میں بلاشبہ رئیس القلم والتحریر، علامہ محمد عبدالعظیم شرف قادری
صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدیسیہ کی بریلی شریف تقریف آوری نہایت ہی معنی خیز اور
خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اگر ان کی آمد پر یہاں اپنے احساسات و جذبات کی ترجمانی اور اپنے
خیالات کا اظہار نہ کیا جاتا تو بڑی ناسپاسی ہوتی، نیز یہ ان کی کرم فرمائی و نوازش اور خلوص و
محبت کی بین و واضح دلیل ہے کہ دیدارِ رضا کے ایک عظیم ادارے جامعہ نور یہ رضویہ میں
قدم رنجہ فرمایا اور جامعہ کے حسن انتظام کو چشم خود ملاحظہ کیا، یہ ادارہ اہم مقاصد کی
تکمیل اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کرنے کیلئے معرض
وجود میں آیا ہے۔ جو مستقبل قریب میں ان شاء اللہ تعالیٰ مختلف حیثیات سے قابلِ قدر
کارنامے انجام دے گا۔ یہ اپنے اندر اس وقت بھی کچھ خصوصیات لئے ہوئے ہے جس کا
مختصر خاکہ اس طرح ہے۔

اس کے بانی تاج الاسلام جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مفتی
محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری دامت برکاتہم العالیہ ہیں، اسکے شیخ الحدیث معتد مفتی

اعظم ہند، استاذ العلماء، ہدیہ السلف، حجت الخلف، نبیرۃ استاذ من حضرت علامہ شاہ
تسلیم رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ النورانی ہیں۔ اس کے صدر المدرسین عین الفضل
والفکر، رئیس محافل اعلیٰ العز و الوقار، مقرر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد حنیف
خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ ہیں۔ اس کے ناظم اعلیٰ نبیرۃ اعلیٰ حضرت خلیفۃ
مطلق العظمیٰ اعظم ہند حضرت مولانا محمد بیان رضا خاں صاحب، قبلہ منی میاں ہیں۔ جو خانوادہ
رضا کے ایک اہم فرد اور عظیم شخصیت کے مالک ہیں جنہوں نے جامعہ کے فروغ و استحکام
کی ذمہ داری پورے طور پر سنبھال رکھی ہے اور مستقبل قریب میں ان کے عزائم نہایت
بلند ہیں اس کے ماسوا دیگر اساتذہ کرام بھی اپنی ذمہ داریوں کو پورے طور پر انجام دینے میں
مصروف و منہمک ہیں۔ جتنی کل تعداد ۱۵ ہے۔

آخر میں جملہ اراکین جامعہ، اساتذہ کرام اور طلبہ کی جانب سے
شرف ملت کی خدمت میں ہدیہ تحشیر و امتنان پیش کر رہا ہوں کہ آپ نے جامعہ نور یہ
رضویہ تشریف لا کر ہماری ہمت افزائی کی اور ہم پر کرم فرمایا۔ ساتھ ہی ہم سب آپ کو
اس سعادت عظمیٰ پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ جس عظیم شخصیت کے آپ عاشق
صادق ہیں اس نے عالم جسمانی میں اپنے آستانے پر بنا کر اپنے روضہ انور کے الوار و تجلیات
سے مشرف فرمایا۔

رب کریم! اپنے حبیب حبیب ﷺ کے صدقہ ان کے سایہ کو ہم سب
اہل سنت و جماعت پر صحت و سلامتی کے ساتھ قائم و دائم رکھے اور اہل سنت و جماعت کو
ان کی دینی و ملی خدمات سے بیش از بیش مستفید و مستفیض فرمائے۔ آمین!
جاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

پیدائش ۱۳/ اگست ۱۹۳۴ء مقام مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں ہوئی۔ قیام
پاکستان کے بعد ان کے والد مولوی اللہ و تاج صاحب انجمن شیڈ، لاہور میں قیام پذیر ہوئے ہیں
پر انہری تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ رضویہ لاکل پور میں ابتدائی کتب پڑھیں۔
کتب متوسطہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لوہاری دروازہ، لاہور میں اور حدیث شریف سمیت آخری
کتب استاذ العلماء مولوی عطا محمد ہدیالوی مدظلہ سے دارالعلوم امدادیہ مظہریہ، ہدیال ضلع
سرگودھا میں پڑھیں۔ فراغت کے بعد ایک سال ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو
لاہور میں مدرس رہے۔ دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور پھر چار سال جامعہ رحمانیہ
ہری پور، ہزارہ اور دو سال اشاعت العلوم، چکوال میں صدر مدرس رہے۔

۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ میں صدر مدرس اور ۱۹۷۵ء میں استاذ
الحدیث مقرر ہوئے۔ ”سوانح سراج الفقہاء“ مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور اور ”یاد اعلیٰ
حضرت“ مطبوعہ ہری پور، ”تذکرہ اکابر اہلسنت“، ”حاشیہ کریمیا“ و ”نام حق“ اور ”حاشیہ
مرقاۃ“ وغیرہ کتابیں لکھیں۔

اچنت گڑھ نزد انجمن شیڈ، لاہور میں مکتبہ رضویہ قائم کیا۔ جامعہ نظامیہ
رضویہ، لاہور میں مکتبہ قادریہ قائم کیا۔ ان کی کوششوں سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے
مندرجہ ذیل رسائل طبع ہوئے :-

۱۔ الحجۃ الفاتحہ و اتیان الارواح ۲۔ ایذا لن الاجر ۳۔ اقامۃ التیام
۴۔ شرح الختوق ۵۔ غایۃ التحقيق ۶۔ تبدل الجواز
۷۔ احوال القلہ والوباء ۸۔ اعز الکتاؤ ۹۔ المیرۃ الوضیہ ۱۰۔

۱۔ محمد بن حکیم، مؤرخ لاہور، ماہنامہ عرفات، لاہور شہدہ نومبر ۱۹۷۵ء

مولانا عبدالحکیم شرف قادری

از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

آپ ۱۳۴۴ھ / اگست ۱۹۲۴ء کو مرزاپور ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد لاہور آئے۔ والد گرامی مولوی اللہ دے صاحب علماء کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ بچے کو دینی تعلیم کیلئے وقف کر دیا۔ چنانچہ جامعہ رضویہ، لائل پور میں داخل ہوئے اور ابتدائی دینی علوم کا مطالعہ کیا۔ اُس وقت کے اساتذہ مولانا منصور شاہ _____ مفتی محمد امین، حافظ احسان الحق _____ اور حاجی محمد حنیف سے استفادہ کیا۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ نظامیہ میں داخل ہوئے۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتابوں سے لے کر مکمل جلال تک مطالعہ کیا۔ مولانا مفتی عبدالقیوم، مولانا غلام رسول شیخ الحدیث اور مولانا شمس الزماں سے پڑھتے رہے۔ ۱۹۶۱ء میں ہمدیال کے مدرسہ اداویہ مظہریہ میں ”حسامی“، ”قاضی مبارک“، ”خیالی“ اور ”صحاح ستہ“ کا مطالعہ کیا۔ ۱۹۶۳ء میں سند فضیلت لی۔ ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور میں مدرس ہوئے۔ ۶۵-۱۹۶۶ء جامعہ نظامیہ، لاہور میں مدرس رہے۔ ان دنوں جامعہ نظامیہ، لاہور کے صدر مدرس اور استاذ الحدیث ہیں۔

مفتی اعجاز دلی خاں مرحوم کے جانشین خطابت ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے رسائل کو بڑی نفاست سے چھپوایا۔ مکتبہ رضویہ، مکتبہ قادریہ قائم کئے۔ ”حاشیہ نام حق“، ”گریبا“، ”مرقاۃ“ آپ کی درسی تالیفات ہیں۔ ”تذکرہ اکابر اہل سنت“ ترتیب دے رہے ہیں۔

مولانا عبدالحکیم شرف قادری لاہوری

از شریف احمد شرافت نوشاہی

۲۳ شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء کو مرزاپور ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کے والد مولوی اللہ دے صاحب انجمن شیڈ لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ ۳۷ بعد ازاں جامعہ رضویہ، لائل پور میں ابتدائی کتب پڑھیں۔ اس وقت کے اساتذہ مولانا منصور شاہ، مفتی محمد امین، حافظ احسان الحق، حاجی محمد حنیف سے استفادہ کیا۔ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء میں جامعہ نظامیہ، لاہور میں داخل ہوئے۔ صرف و نحو کی کتابوں سے لے کر مکمل جلال تک مطالعہ کیا۔ مولانا مفتی عبدالقیوم، مولانا غلام رسول شیخ الحدیث اور مولانا شمس الزماں سے پڑھتے رہے۔ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم اداویہ مظہریہ ہمدیال، ضلع سرگودھا میں چلے گئے۔ آخری کتب ”حسامی“، ”قاضی مبارک“، ”خیالی“ اور ”صحاح ستہ“ وغیرہ استاذ العلماء مولانا عطاء محمد سے پڑھیں۔ ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۶ء میں جامعہ نظامیہ، لاہور میں مدرس رہے۔ ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں دارالعلوم رحمانیہ ہری پور اور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اشاعت العلوم چکوال میں صدر مدرس رہے۔

۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ میں صدر مدرس اور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔ تاحال اسی منصب پر فائز ہیں۔

میرے خاص کرم فرما ہیں۔ میں (شرافت) جب لاہور جاؤں تو ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ نیک اخلاق، بزرگوں کے محبت، عاشقانِ غوثِ اعظم سے ہیں۔

مؤوب، متواضع ہیں۔

تصنیفات:

مولانا شرف صاحب کی تصانیف (اور مطبوعات) سے یہ کتابیں مشہور ہیں:-

☆ سوانح سراج القہام (مطبوعہ مرکزی مجلس رضاء لاہور)

☆ شرح گریما

☆ تذکرہ اکابر اہل سنت (اس کا قطعہ تاریخ طبعیت میں نے لکھا ہے)

☆ یاد اہل حضرت

☆ غلام حق معہ حاشیہ فضل حق

☆ سیف الجہاد

☆ اقامتہ القیامہ

☆ ایذان الازار

☆ قوالی کی شرعی حیثیت

☆ حاشیہ مراقبہ

☆ الکافی حاشیہ ایسا غوثی رشتہ

تعارف صاحب "تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان"

از علامہ غلام رسول سعیدی، شارح مسلم شریف

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم صاحب شرف ایک نوجوان عالم دین ہیں۔

ان کے دل میں سنت کا بے پناہ درد ہے۔ مسلک کیلئے کام کرنے کی انتھک لگن اور ہر پور جذبہ رکھتے ہیں۔ مسلک اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اپنے وسائل سے بڑھ کر کام کرتے ہیں۔ ان کے عزائم اور حوصلے بلند اور ان کی خدمات قابل رشک اور لائق تقلید ہیں۔

میں شرف صاحب سے زمانہ تعلیم سے متعارف ہوں۔ جب نوری کتب خانہ کے سوا اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی مرکز نہ تھا، کوئی قابل ذکر رسالہ تھا، نہ مکتبہ، نہ تصنیف و تالیف اور اشاعت کے کام پر مکمل جمود طاری تھا، اس کے برخلاف اغیار کے بے شمار رسائل، کتابیں اور پمفلٹ شائع ہو رہے تھے۔ شرف صاحب اس صورت حال پر اکثر افسوس کیا کرتے تھے۔ ان کا دل اس جمود سے مضطرب رہتا تھا اور یہ خواہش دل میں کروٹیں لیتی رہتی تھی کہ اشاعت کے ذریعہ مسلک اہل سنت کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ کی جائے۔

پھر چند سال بعد اہل سنت میں بیداری کی ایک لہر دوڑی۔ ملک میں کئی خصوصیات علمی اور معیاری ماہرینوں کا اجرا ہوا۔ مختلف شہروں میں کئی نئے مکتبے قائم ہوئے۔ اسلاف اہل سنت کی متعدد محکب زبور طباعت سے آراستہ ہوئیں اور حال کے لکھنے والوں کو بھی حوصلہ ملا اور کئی نئی کتابیں مارکیٹ میں آئیں۔ اس سلسلہ میں شرف صاحب نے بھی کئی اہم خدمات انجام دیں، جن کا تفصیلی ذکر آئندہ سطور میں کر رہا ہے۔

شرف صاحب ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء تا ۱۳۶۴ء کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد مولوی اللہ دے صاحب اہل کور عش ایک صوفی منش بزرگ ہیں۔ پہلے لاہور میں پرائمری تک پڑھا۔ اس کے بعد دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔

مولانا جلیں میں اکثر اپنے والد ماجد کے ساتھ مولانا غلام الدین رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور وہ انہیں پیار سے "علامہ" اور "فاضل لاہوری" کہا کرتے تھے اور یہ ان کی زبان ہی کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں واقعی علامہ بنا دیا ہے۔

پرانمیری کے بعد شرف صاحب کو ان کے والد ماجد نے جامعہ رضویہ، لاہور میں داخل کر دیا جہاں وہ حضرت شیخ الحدیث قبلہ مولانا سرور احمد صاحب قدس سرہ کی زیر نگرانی پڑھتے رہے اور خود ان سے بھی منطق کے ابتدائی رسالہ "صغریٰ" کو پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جن اساتذہ سے مولانا نے وہاں تعلیم حاصل کی ان میں مولانا حافظ احسان الحق، مولانا سید منصور شاہ، مولانا حاجی محمد حنیف، مولانا حاجی محمد امین اور مولانا محمد عبداللہ جھنگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اہم قابل ذکر ہیں۔ اسی دور ان مولانا جھنگوی کے ساتھ سیال شریف گئے اور وہاں مولانا صوفی حامد علی صاحب علیہ الرحمہ مہتمم مدرسہ نعمانیہ رضویہ، لہ (مظفر گڑھ) سے "نحو میر" پڑھی۔

ابتدائی کتب لاہور میں پڑھنے کے بعد متوسط کتب کی تعلیم کیلئے شرف صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب (حال شیخ الحدیث جامعہ رضویہ، لاہور) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔ اس مدرسہ میں اگرچہ مولانا نور محمد صاحب، مولانا شمس الزماں صاحب، مولانا محمد ایوب صاحب، اور مولانا غلام مصطفیٰ صاحب سے بھی چند کتابیں پڑھیں لیکن اکثر و بیشتر کتب حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی حال مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور و ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان سے پڑھیں۔

بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کیلئے مولانا شرف صاحب بدایاں میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ عطاء محمد صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علولہ جہنم) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے تقریباً ہر فن میں حضرت سے استفادہ کیا ہے۔ نحو میں عبدالغفور

تکملہ "بلاغت میں" مختصر معانی، مطول "منطق میں" "ما احوال"، "رسالہ قطبیہ"، "قاضی اور حمد اللہ"، "فلسفہ میں" "مبذی"، "صدر اہل اور شمس بازہ"، "علم حیات میں" "تقریب"۔ "حندسہ میں" "قلیدس"، "فقد میں" "ہدایہ مکمل"، "اصول فقہ میں" "حسامی"، "مسلم الثبوت"، "حدیث میں" "مشکوٰۃ" و "ترمذی" اور تفسیر میں "میانوی" پڑھی۔ ان کے علاوہ بعض کتبوں کا سماع بھی کیا ہے جن میں "بدیع المیزان، مرقاۃ، قال اقول، شرح تہذیب، قلبی مع میر، ملا حسن" اور "رشیدیہ" شامل ہیں۔

حضرت علامہ بدایاوی دامت الطافم درسی کتب پر بے پناہ عبور رکھتے ہیں۔ جب کسی کتاب کے کسی مقام کی تقریر کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ مصنف کے مقاصد ان کے بیان کے تابع ہیں۔ تقریر کے دوران ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی سطریں ان کے الفاظ میں ذہنی جاری ہیں۔ ان کی تدریس میں یہ خاصیت ہے کہ وہ جس فن کو پڑھاتے ہیں طالب علم میں اس فن کا صحیح شعور پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ استاذ گرامر استاد ہیں۔ جن خوش نصیبوں نے ان سے تعلیم حاصل کی ہے ان میں سے اکثر اس وقت ملک کے دینی مدارس میں چوٹی کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔ مولانا شرف صاحب بھی حضرت کے ان تلامذہ میں ہیں جنہوں نے تعلیم و تدریس میں نہایت اونچا اور قابل فخر مقام حاصل کیا ہے۔

مولانا شرف صاحب نے جنوری ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعمانیہ، لاہور سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۶ء میں ان کے مرتبی اور مشفق استاذ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے انہیں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں بلا لیا۔ پھر ۱۹۶۷ء تک وہیں پڑھاتے رہے اسی دوران انہوں نے اپنی اشاعتی زندگی کا آغاز کیا اور "حاشیہ احمد حسن" جو "حمد اللہ" کا ایک معروف حاشیہ ہے اور غرض سے نایاب تھا، طبع کر لیا۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ رحمانیہ، ہری پور کے ناظم اعلیٰ جناب صاحبزادہ طیب الرحمن صاحب بعد اصرار مولانا کو مفتی صاحب سے اجازت لے کر ہری پور لے گئے۔

شرف صاحب چار سال تک ہری پور پڑھاتے رہے۔ وہاں پر مولانا صدر مدرس تھے۔ علاوہ انہیں افتاء کا کام بھی مولانا کے سپرد تھا۔ ہری پور کے دوران قیام مولانا نے متعدد تعمیری کام انجام دیے۔ وہاں کے بکھرے ہوئے سنی علماء کو جمع کیا۔ اور "جمعیت علمائے پاکستان، سرحد" قائم کی۔ مولانا ہی کو جمعیت کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ افتاء، تدریس اور تنظیمی کاموں کے علاوہ مولانا تصنیف و تالیف میں بھی لگے رہتے تھے۔ نیز اشاعت کی ذمہ داریاں بھی سنبھالی تھیں۔ مولانا نے جمعیت کی طرف سے اس قلیل مدت میں "فضائل اذکار"، "الحجۃ الفاعکہ"، "بذل الجواز"، "نور الانوار"، "یاد اعلیٰ حضرت"، "شرح الخلق"، "مسائل اہل سنت"، "عقیدہ الجید، لورڈ کرپالہم" تب شائع کیں۔ مولانا نے اپنے طرز تبلیغ سے لوگوں کے دلوں میں مسلک رضوی سے محبت پیدا کی۔ اعلیٰ حضرت کی علمی اور تحقیقی خدمات سے انہیں متعارف کرایا اور پہلی مرتبہ ہری پور میں مولانا کی قیادت میں "یوم رضا" منایا گیا۔

چار سال بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال کے منتظمین کی ضرورت اور ان کے شدید اصرار پر مولانا چکوال چلے گئے اور وہاں تدریس اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ وہاں کا ماحول بہت حوصلہ شکن اور مایوس کن تھا۔ طلبہ کی تعداد کم تھی۔ مخالفوں کی یورش تھی۔ تبلیغ و اشاعت کے ذرائع اور وسائل نہ تھے۔ لیکن مولانا حوصلہ ہارنے والوں میں سے نہیں تھے۔ ان کی ڈرف نگاہی نے وہاں بھی جذبہ اور لگن رکھنے والے نوجوانوں اور فعال کارکنوں کو ڈھونڈ نکالا، وہاں بھی "جماعت اہل سنت" کی تنظیم قائم کر دی اور اشاعت دین کا کام شروع کر دیا۔

مولانا نے اگرچہ چکوال میں تھوڑا عرصہ قیام کیا اور دو ہی سال بعد وہاں سے لاہور آگئے لیکن اس عرصہ میں انہوں نے وہاں کے لوگوں میں سمیت اور رضویت کی روح پھونک دی۔ مولانا نے وہاں بھی بڑی دھوم دھام اور جوش و خروش سے "یوم رضا" منایا جماعت کی طرف سے دو رسالے "زاد الخلق و الوہام" اور "غایۃ التحقيق"

بھی شائع کئے۔

مولانا نے تبلیغ و اشاعت کی خاطر ۱۹۷۷ء میں مکتبہ رضویہ بھی قائم کیا اس مکتبہ سے "حاشیہ احمد حسن بد حمد اللہ"، "اقامۃ القیامہ"، "ایذان الاجر"، "توالی کی شرعی حیثیت"، "الکافی حاشیہ ایسا غوثی"، "شرح کریما"، "نام حق مع حاشیہ فضل حق"، اور "سیف الجہاد" جیسے مفید رسائل، شروع اور حواشی شائع کئے۔

شرف صاحب بڑی مصروف زندگی گزارتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت میں برکت رکھی ہے۔ اتنی ساری مصروفیات کے باوجود وہ تصنیف و تالیف کا اہم کام بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے منطق کی مشہور و معروف کتاب "قاضی مہارک" پر حواشی لکھے ہیں۔ یہ حاشیہ ابھی طبع نہیں ہو سکا۔ "مرقاۃ" پر بھی عربی میں ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے جو چھپ چکا ہے۔

مولانا فضل حق خیر آبادی کی سوانح پر بھی مولانا نے بہت تحقیق کی ہے اور کافی مواد جمع کر لیا ہے۔ لیکن اس کی مقبوض کی فی الحال فرصت نہیں ملی۔ "نام حق" پر "فضل حق" کے نام سے مفید اردو حاشیہ لکھا ہے۔ فاضل بریلوی قدس سرہ کی سوانح میں "یاد اعلیٰ حضرت" لکھی۔ بعض سوالات کے جواب میں "احسن الکلام فی مسئلۃ القیامہ" اور "مسائل اہل سنت" وغیرہ لکھے۔ حیثیہ اسقاط کے بارے میں "غایۃ الاحتیاط فی جواز حیثیہ الاسقاط" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ مولانا سراج احمد خانیپوری کی سوانح تحریر کی۔ یہ تمام کتابیں مختلف مکتبوں کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔

علاوہ انہیں شرف صاحب نے "سیف الجہاد" اور "ہاغی ہندوستان" پر تحقیقی اور مبسوط مقدمے لکھے ہیں۔ ملک کے مشہور اور متداول رسائل کی فرمائش پر وقت نکال کر مضامین بھی لکھتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ماہنامہ ضیائے خرم، لاہور، ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی، ماہنامہ نور اسلام، شریفور شریف، ماہنامہ عرفات، لاہور، لور دیگر رسائل میں

اکثر ان کی علمی، تحقیقی اور سوانحی نگارشات شائع ہوتی رہتی ہیں۔

تبلیغ و اشاعت کو وسعت دینے کے ارادے سے مولانا دسمبر ۱۹۷۳ء میں لاہور آگئے۔ یہاں آنے کے بعد مولانا نے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب، مولانا محمد منشا تپاش قصوری صاحب کے تعاون سے جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں "مکتبہ قادریہ" قائم کر دیا۔

قلیل عرصہ میں مولانا اس مکتبہ سے اعلیٰ حضرت کا رسالہ مبارک "انیرہ الوضیہ" مولانا محمد ظلیل خاں برکاتی صاحب کی تصنیف "بہار اسلام" (پانچ حصے)، مولانا عبدالشاہد شروانی کی شہرہ آفاق تصنیف "باغی ہندوستان"، سو سالہ پرانی تاریخ "تاریخ تہذیب" اور مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کی تصنیف "توثر الخیرات" شائع کر چکے ہیں۔ شرف صاحب نے تدریس کے میدان میں بھی یادگار قسم کی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے علاوہ میں سے اکثر مختلف مدارس میں کام کر رہے ہیں۔ چند ایک یہ ہیں

☆ مولانا حافظ عطا محمد، مستم مدرسہ خوشاب

☆ مولانا عزیز اللہ صاحب، لاڑکانہ

☆ مولانا غلام نبی صاحب صدر مدرس مدرسہ خفیہ سراج العلوم،

گوجرانوالہ

☆ مولانا احمد دین صاحب، صدر مدرس توکیرہ شریف (حال لاہور)

☆ قاری عبدالرشید صاحب، شیراکوٹ

☆ قاری عبدالرسول صاحب، کوٹ اڈو

☆ مولانا محمد رفیق چشتی صاحب، مؤلف شرح کریم

☆ مولانا عبدالرشید صاحب (رولپنڈی)

☆ مولوی سید محمد صاحب (آزاد کشمیر)

☆ مولوی عصمت اللہ صاحب، آزاد کشمیر

☆ صاحبزادہ حمید الدین صاحب، دودریاں

شرف صاحب کو اعلیٰ حضرت قاضی بریلوی قدس سرہ سے والہانہ عقیدت ہے، ان کے علاوہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد لاہوری قدس سرہ ہم سے بھی بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ موجودہ علماء کرام میں حضرت سید احمد سعید کاظمی اور حضرت سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م۔ ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ / ۲۳ ستمبر ۱۹۷۸ء) سے لڑات رکھتے ہیں۔ حضرت سید ابوالبرکات علیہ الرحمہ کے دستِ حق پرست پر ۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء کو رحلت سے مشرف ہوئے۔ مولانا بہت ہنس کھ، طنز اور بذلہ بخش ہیں بلکہ فیاض اور مہمان نواز ہیں۔ ہادی الکفر میں لگتا ہے کہ شاید کم گولور و زور و قسم کے آدمی ہیں لیکن ان سے ملنے والا بہت جلد اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۱۹۶۳ء میں مولانا کی شادی ہو گئی تھی۔ اب ماشاء اللہ دو صاحبزادے

مسکلی ممتاز احمد قادری اور مشتاق احمد قادری ہیں۔ اس کے علاوہ دو صاحبزادیاں بھی ہیں۔ مولانا اپنی مصروفیات کے باعث بچوں کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزار سکتے اور اہل و عیال کے حقوق کا بیشتر حصہ بھی مسلک کی خدمت کی نذر ہو جاتا ہے۔

علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی مولانا محمد منشا تپاش قصوری کے نام

ایک مکتوب محررہ ۱۳ فروری ۱۹۷۹ء میں لکھتے ہیں:-

"کل الحمد للہ الندیۃ" کی زیارت سے لگاؤ میں شاداب ہوئیں۔ دل مسرور ہوا مولانا شرف قادری کا کلمہ "تقدیم اپنے معاصرین کیلئے بھی کلمہ تقدیم ہے۔ خدا پرورد غیب سے اس امام کا مقتدی پیدا کرے۔ ہوا ہی بد مغز، جاندار، فکر انگیز اور معلوماتی مقدمہ ہے۔ زبان سے بھی غیبت نہیں نکلتی۔ خدائے قدیر آپ حضرات کو جزائے

خیر عطا کرے اور آپ لوگوں پر غیبی وسائل کے دروازے کھول دے۔ علم و دانش کے اعزاز و تکریم کی بڑی اچھی طرح ڈالی ہے آپ حضرات نے۔“

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شرف قادری صاحب کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ ان کی جملہ خدمات اور مساعی کو اپنی بارگاہ میں مقبول اور مشکور فرمائے اور قوم کے نوجوانوں کو مسلک کی خدمت کیلئے وہی درو عطا فرمائے جس سے مولانا کا دل آباد رہتا ہے۔ آمین! یاد العالمین چاہید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

از مولانا محمد منشا تہاش قصوری

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری اہل سنت و جماعت کی ایک معروف شخصیت ہیں۔ جن کی تحقیقی، علمی، تاریخی کاوشیں اظہار من القہر ہیں۔ بڑے وسیع القلب اور شفیق و مخلص انسان ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے تحریری خلا کو محسوس فرماتے ہوئے انہوں نے ایک عرصہ سے اس محاذ پر کام کیا اور آج یہ عالم ہے کہ اہل سنت و جماعت نے اس میدان میں قابل فخر کارنامے انجام دے کر مخالفین کو حیران و بھد کر دیا ہے۔ آپ بہت سی تاریخی، درسی، فقہی (عربی، اردو، فارسی) کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی ضخیم و عظیم تاریخی کتاب ”مذکرہ اکابر اہل سنت“ کو عوام و خواص میں بڑی پذیرائی حاصل ہو چکی ہے۔ آپ استاذ العلماء علامہ عطا محمد صاحب چشتی مدیالوی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ خلیفہ امام اہل سنت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابوالبرکات سے شرف نہایت رکھتے ہیں۔

دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور، مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، پکوال میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ آخر مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ کے ایماء پر جامعہ نظامیہ رضویہ میں چلے آئے اور حضرت مفتی صاحب نے آپ کی فنی صلاحیتوں کے باعث آپ کو جامعہ کے صدر المدرسین کا عہدہ تفویض فرمایا۔

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریری میدان میں کمی نہیں آنے دی بلکہ اسے بام عروج پر پہنچانے کیلئے ایک وسیع منصوبہ مرتب کیا اور چند ساتھیوں کی شرکت سے مکتبہ قادریہ قائم فرمایا۔ مکتبہ قادریہ اہل سنت و جماعت کے اشاعتی اداروں میں بلند مقام رکھتا ہے۔ مولانا شرف قادری مدظلہ کی تربیت سے طلباء کرام کے تحریری ذوق میں

خاصہ اضافہ ہوا ہے۔ بعض ہونہار طلباء نے اپنی گمراہی سے قابلِ قدر مسائل شائع بھی کئے۔ اسی طرح آپ کے فیوض سے طلباء میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی دولت بڑھ رہی ہے۔ جب تحریکِ نظامِ مصطفیٰ شروع ہوئی تو آپ جانشیری کیلئے مقرر نظر آئے۔ بارہا گرفتاری پیش کرنے کی تیاری کی۔ خصوصاً جب قاضی اعلیٰ سنت مولانا شاہ احمد نورانی کو بھرم کے حکم پر گرفتار کر لیا گیا، اس روزِ بد سے بیتاب ہوئے، اسی روز آپ کے خسر صاحب کا وصال ہو گیا۔ مگر اپنے خسر کے وصال سے زیادہ مولانا شاہ احمد نورانی کی گرفتاری سے متاثر تھے۔ اور راقم الحروف سے کہنے لگے۔

”اب ہمیں بھی گرفتاریاں پیش کرنی چاہیں۔“ میں نے جواب لیا کہ!

”اگر ہماری گرفتاری تحریک کیلئے باہر رہنے سے زیادہ موثر ہے تو اس پر فوری عمل کیلئے تیار ہوں۔ مگر جذبات پر قادر رکھئے اور سوچئے تحریک کیلئے آپ کا باہر ہونا ازا حد ضروری ہے کیونکہ طلباء جو تحریک کا ایک کردار بن چکے ہیں۔ ان کی تربیت اور ان کو ہدایات سے نوازنا اور ان کے حوصلے بڑھانا گرفتاری سے بھی اہم ہے۔“

چنانچہ آپ نے میری اس بات کو پسند کیا اور جیل سے باہر ہی طلباء کو گامزن کرتے رہے۔ آپ نے متعدد جلوسوں میں شرکت فرمائی۔ خصوصاً تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کے جوازیں اکابر علماء اہل سنت نے جو فتویٰ جاری کیا۔ اس فتویٰ کے محرک آپ ہی ہیں۔ اور فتویٰ کا مضمون آپ نے ہی ترتیب دیا۔ جس پر اکابر علماء نے اپنے اپنے دستخط ثبت فرمائے جسے بعد میں اشتہارات کے ذریعہ شہر کیا گیا اور فتویٰ نے تحریک کو مزید جلا بخشی۔ تاریخ میں آپ کا یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رہے گا۔

مکرمہ شاہ جیل قصوری، مولانا: تحریکِ نظامِ مصطفیٰ اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، مطبوعہ لاہور اپریل ۱۹۷۸ء

فاضل نوجوان مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

الاعلام محمد صدیق ہزاروی

میدانِ تحریر و تدوین کے شاہسوار حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

ان مولانا اللہ دین بن نور حبش ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۳ء میں بمقام مرزا پور ضلع ہوشیار پور پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد ایک منجی اور پابندِ شریعت بزرگ ہیں۔ حضورِ بندِ نور سید عالم ﷺ سے عشق اور لولیا کرام سے محبت ان کے افعال اور اعمال میں نمایاں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کی صحیح تربیت اسی منج پر فرمائی ہے۔ چنانچہ ان کی دین سے والہانہ محبت کا نتیجہ ہے کہ حضرت علامہ شرف قادری کو خاص طور پر علومِ اسلامیہ کی تعلیم سے آراستہ کیا جن کی صلاحیتوں کا زمانہ معترف ہے۔

قیامِ پاکستان کے وقت آپ کا خاندان ہجرت کر کے لاہور پہنچا۔ آپ کے والد ماجد مستقل طور پر یہیں مقیم ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً چار سال کے لگ بھگ تھی آپ نے پرائمری تک تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ پھر علومِ اسلامیہ کی تعلیم کیلئے آپ کو والد ماجد نے جامعہ رضویہ فیصل آباد داخل کرادیا۔ جہاں آپ نے حضرت محدثِ اعظم مولانا محمد سرور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں درسِ نظامی کا نصاب شروع کیا۔ خود ان سے بھی منطق کا ابتدائی رسالہ ”صغریٰ“ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

فیصل آباد میں آپ نے مولانا حافظ احسان الحق، سید منصور شاہ، مولانا حاجی

محمد حنیف، مولانا حاجی محمد امین اور مولانا محمد عبد اللہ تھکڑی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۵۵ھ) والہجو (۱۳۹۳ھ) کے سامنے ڈانٹے تلمذ طے کیا۔

۲۹ جولائی ۱۳۷۶ھ / ۲۱ جنوری ۱۹۵۷ء کو آپ سیال شریف پہنچے

اور وہاں حضرت مولانا صوفی حامد علی رحمہ اللہ (م۔ ۱۳۹۶ھ / ۱۶ جولائی

۱۹۷۶ء) مہتمم مدرسہ نعمانیہ رضویہ، ایہ ضلع مظفر گڑھ سے نحو میر پڑھی، علاوہ انہیں حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی حال شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے بھی کچھ اسباق پڑھے متوسط کتب کی تعلیم کیلئے آپ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا غلام رسول حال شیخ الحدیث جامعہ رضویہ، فیصل آباد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔ اس دارالعلوم میں اگرچہ آپ نے مولانا نور محمد، مولانا شمس الزماں، مولانا محمد ایوب اور مولانا غلام مصطفیٰ سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔ لیکن اکثر و بیشتر کتب کی تعلیم حضرت مولانا غلام رسول اور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس (اہل سنت پاکستان) سے حاصل کی۔

بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کیلئے مولانا اشرف قادری، ہندیاں میں استاد الاساتذہ حضرت مولانا عطا محمد مدنیالوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں آپ نے تقریباً ہر فن میں استفادہ کیا۔ نحو میں ”عبدالغفور“ و ”تکملہ“۔ بلاغت میں ”مختصر المعانی“ و ”مطلول“۔ منطق میں ”مکملہ جلال“، ”رسالہ قطبیہ“، ”قاضی“ اور ”حمد اللہ“۔ فلسفہ میں ”نہدی“، ”صدر“ اور ”شمس باغ“۔ علم حدیث میں ”تفہیم“۔ حدیث میں ”تفہیم“۔ فقہ میں ”ہدایہ مکمل“۔ اصول فقہ میں ”حسانی“ و ”مسلم الثبوت“، حدیث میں ”مشکوٰۃ“ و ”ترمذی“ اور۔۔۔۔۔ تفسیر میں ”بیضاوی“ پڑھی۔ اس کے علاوہ بعض کتب کا سماع بھی کیا جن میں ”تدبیر المیزان“۔۔۔۔۔ ”مرقاۃ“۔۔۔۔۔ ”قال اقول“۔۔۔۔۔ ”شرح تہذیب“۔۔۔۔۔ قطبی مع میر“۔۔۔۔۔ ”مکمل حسن“ اور۔۔۔۔۔ ”رشیدیہ“ شامل ہیں۔

علامہ شرف قادری نے تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ لکھنؤ لاہور سے کیا۔ ۱۹۶۶ء میں حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے انہیں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں بلا لیا۔ جہاں انہوں نے ۱۹۶۷ء تک تدریسی فرائض سرانجام دئے ۱۹۶۸ء میں میر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد طیب الرحمان چھوہروی آپ

کو حضرت مفتی صاحب کی اجازت سے دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور لے گئے۔ جہاں آپ نے صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے چار سال تک کام کیا۔

دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال کے منتظمین کی دعوت اور شدید اصرار پر چکوال آ گئے۔ یہاں دو سال تک فرائض تدریس انجام دیئے۔ ۱۹۷۳ء میں آپ لاہور آئے اور دوبارہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں صدر مدرس اور استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔

ہری پور میں قیام کے دوران آپ نے وہاں کے بھرے ہوئے کئی علماء کو جمع کیا اور وہاں ”جمعیت علماء سرحد، پاکستان“ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ آپ ہی کو جمعیت کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا اور دیگر تبلیغی امور کے علاوہ پہلی مرتبہ آپ کی قیادت میں ہری پور کے سکینوں نے امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ”یوم رضا“ منایا۔

چکوال میں بھی آپ نے نوجوان اور فعال کارکنوں کو اکٹھا کر کے ”جماعت اہل سنت، چکوال“ قائم کی اور وہاں کے لوگوں میں سنت اور رضویت کی روح پھونک دی اور بڑی دھوم دھام سے ”یوم رضا“ منایا گیا۔

مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری نے ہری پور قیام کے دوران اپنی اشاعتی زندگی کا باضابطہ طور پر آغاز کیا۔ نیز مکتبہ رضویہ، لاہور قائم کر کے آپ نے ”حاشیہ مولانا احمد حسن رحمہ اللہ“۔۔۔۔۔ ”قامتہ القیامہ“۔۔۔۔۔ ”ایذان الاجر“۔۔۔۔۔ ”کافی شرح ایسا غوجی“۔۔۔۔۔ ”نام حق مع حاشیہ فضل حق“۔۔۔۔۔ ”شرح کریم“۔۔۔۔۔ اور ”سیف الجبار“ ایسے مفید رسائل، شروح اور حواشی شائع کئے۔

”جمعیت علماء پاکستان، سرحد“ کی طرف سے ”فضائل اذکار“۔۔۔۔۔ ”الحجۃ الناحیہ“۔۔۔۔۔ ”بذل الجواز“۔۔۔۔۔ ”نور الانوار“۔۔۔۔۔ ”یاد اعلیٰ حضرت“۔

--- "شرح الحقوق" --- "مسائل اہل سنت" --- "عقد الجید" --- "لور" --- "ذکر بلخیر"
ایسی عقائد اہل سنت پر مشتمل کتابیں شائع کیں۔

تبلیغ و اشاعت کو وسعت دینے کے ارادے سے آپ نے دسمبر ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا الحاج محمد غشا تہاش قصوری اور مولانا الحاج محمد جعفر ضیائی کے تعاون سے "مکتبہ قادریہ" قائم کیا۔ اور قلیل عرصہ میں مکتبہ قادریہ، لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل کتب شائع ہوئیں :-

- ۱۔ الخیرۃ الوضیہ از امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز
- ۲۔ ہمارا اسلام (پانچ حصے) از مولانا مفتی خلیل خان برکاتی
- ۳۔ باغی ہندوستان از مولانا عبد الشاہ شروانی
- ۴۔ تاریخ تاولیاں (سوسالہ پرانی تاریخ)
- ۵۔ کوثر الخیرات از مولانا محمد اشرف سیالوی
- ۶۔ تذکرۃ الحمد شین از مولانا غلام رسول سعیدی
- ۷۔ ذکر بلخیر از مولانا غلام رسول سعیدی
- ۸۔ محمد "نور" از مولانا محمد غشا تہاش قصوری
- ۹۔ اعظمی یار رسول اللہ از مولانا محمد غشا تہاش قصوری
- ۱۰۔ مقام سنت از مولانا محمد مشتاق احمد چشتی
- ۱۱۔ الحنین از مولانا سید سلیمان اشرف

مولانا محمد عبدالکلیم شرف قادری جس کی تدریسی و تقریری صلاحیتوں سے بہرہ ور ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے فن تحریر کا بھی ملکہ ودیعت فرمایا ہے۔ چنانچہ مختلف رسائل و جرائد میں آپ کے تحقیقی مضامین کی اشاعت اس بات پر شاہد عادل ہیں۔

"الحلیۃ القدیہ" --- "حاشیہ امام فضل حق خیر آبادی" --- "دواہم فتوے" --- "سیف الجہاد" --- "لور" --- "باغی ہندوستان" پر مہسوط مقدمے آپ کی تحریری طویلوں کا منہ بولنا ثبوت ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ آپ نے تدریس کی ذمہ داری سے عمدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں :-

جہاد اعلیٰ حضرت (اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی سوانح جہاد حاشیہ کریم جہاد فضل حق حاشیہ نام حق جہاد احسن الکلام فی مسئلۃ القیام جہاد مسائل اہل سنت جہاد حاشیہ مرقاۃ (عربی) جہاد غایۃ الاحتیاط فی جواز حلیۃ الاسقاط جہاد تذکرہ اکابر اہل سنت، پاکستان جہاد سوانح سرسراج الفقہاء

(یہ مقالہ امام احمد رضا نمبر لور انوار رضا میں شائع ہو چکا ہے)
ہفت ترجمہ : کشف النور عن اصحاب القبور (از علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی)
جہاد حاشی قاضی مبارک (غیر مطبوعہ)

۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء کو آپ نے حضرت مفتی اعظم پاکستان ابوالمبرکات سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور تمبر کا سید حدیث بھی حاصل کی۔

۱۹۶۳ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ اس وقت آپ کے تین صاحبزادے ممتاز احمد، مشتاق احمد، ثار احمد اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو اسلاف کا نمونہ بنائے۔ آمین!

آپ کی تدریسی زندگی میں بے شمار طلباء نے اکتساب فیض کیا۔ تاہم چند مشہور طلبہ یہ ہیں :-

- ☆ مولانا حافظ عطا محمد، محترم مدرسہ خوشاب
- ☆ قادری عبدالرسول، کوٹ ادو
- ☆ مولانا عزیز اللہ، ڈسٹرکٹ خطیب لاڑکانہ، سندھ
- ☆ مولانا غلام نبی، صدر مدرس مدرسہ خلیفہ سراج العلوم، گوجرانوالہ
- ☆ مولانا احمد دین، صدر مدرس قومیہ شریف
- ☆ مولانا محمد عصمت اللہ، آزاد کشمیر
- ☆ قادری عبدالرشید، ناظم اعلیٰ مدرسہ شیر اکوٹ، لاہور
- ☆ مولانا محمد رفیق چشتی، مولف "شرح کریما"
- ☆ صاحبزادہ حمید الدین، دواریاں، آزاد کشمیر

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

از سید محمد عبداللہ قادری

جناب مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا شمار موجودہ دور کے فاضل ترین افراد میں ہوتا ہے۔ وہ جہاں درس علوم اسلامیہ کے مستند استاد ہیں وہاں تصنیف و تالیف کی دنیا میں بھی اہم مقام کے مالک ہیں۔ ان کے علمی کارناموں کا اجمالی خاکہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

تصانیف:

نمبر شمار	نام کتاب	ناشر	سن اشاعت
۱۔	یا و اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ	مکتبہ قادریہ، لاہور	
۲۔	تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان)۔	مکتبہ قادریہ، لاہور	
۳۔	سوانح سراج القہماء مع فتویٰ مبارکہ	مرکزی مجلس مدضا، لاہور	
۴۔	احسن الکلام فی مسئلہ القیام	ہری پور ہزارہ	
۵۔	مسائل اہل سنت جواب مسائل نجدیت	ہری پور ہزارہ	
۶۔	غایۃ الاحتیاط فی مسئلہ حیلة الاسقاط	ہری پور ہزارہ	
۷۔	سننی کانفرنس، ملتان (پس منظر)	مکتبہ قادریہ، لاہور	۱۹۷۸ء
۸۔	سننی کانفرنس، ملتان (دوسیداد)	مکتبہ قادریہ، لاہور	۱۹۷۹ء

مطبوعہ تراجم:

- ۱۔ الحجۃ الفاتحہ، تصنیف امام احمد رضا بریلوی ہری پور ہزارہ
- ۲۔ نور الانوار (مسئلہ نور) مولانا عبدالحق غور غشی، ہری پور ہزارہ

۹۔ محمد صدیق ہزاروی، مولانا: تحارف علمائے اہل سنت، ص ۱۸۵ تا ۱۹۷، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

۳۔ کشف النور عن اصحاب القبور،

مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور ۱۹۷۸ء

۴۔ تحقیق الفتویٰ فی البطلان الطغویٰ تصنیف

شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۹۷۹ء

اکیدمی، ہندیاں

۵۔ علامہ فضل حق خیر آبادی

اشرف الموبد لآل محمد

۶۔ علامہ یوسف بن اسماعیل

چاشیہ بدائع منظوم

مطبوعہ حواشی:

۱۔ الرضاۃ حاشیہ مرقاۃ منطق (عربی) مکتبہ قادریہ، لاہور ۱۹۷۸ء

۲۔ فضل حق حاشیہ نام حق (اردو) مکتبہ قادریہ، لاہور ۱۹۸۵ء

۳۔ حاشیہ کریما (اردو) مکتبہ قادریہ، لاہور ۱۹۸۳ء

۴۔ حاشیہ محمد نصائح (اردو) مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور ۱۹۸۰ء

غیر مطبوعہ تراجم:

۱۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، علامہ محمد مہدی قاسی

غیر مطبوعہ حواشی:

۱۔ قاضی مبارک (عربی) ۲۔ مطبول (عربی)

۳۔ حمد اللہ (اردو) ۴۔ صدرا (اردو)

۵۔ میرزا ہدیر سالہ قطبیہ (اردو) ۶۔ بیہدی تا تمام (اردو)

مبسوط مقدمات:

۱۔ سیف الجہاد (شاہ فضل رسول بدایونی) مکتبہ رضویہ، لاہور

۲۔ باغی ہندوستان (علامہ فضل حق خیر آبادی) مکتبہ قادریہ، لاہور

۳۔ دوام فتوے۔ (امام احمد رضا، مولوی اشرف علی) مکتبہ قادریہ، لاہور

۴۔ الحدیثہ الندیہ، عربی (علامہ عبدالحق نابلسی) مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد

۵۔ حاشیہ قاضی مبارک (علامہ فضل حق خیر آبادی) ضیاء شمس الاسلام، سیال شریف

۶۔ غایۃ التحقیق (امام احمد رضا ریلوی) مکتبہ قادریہ، لاہور

۷۔ تحقیق الفتویٰ (علامہ فضل حق خیر آبادی) شاہ عبدالحق اکیدمی، ہندیاں

۸۔ مدارج النبوة (فارسی) شاہ عبدالحق محدث دہلوی مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر

۹۔ فوائد مکیہ مع حاشیہ لمعات شمسیہ (قاری عبد الرحمن کلی) نوری کتب خانہ لاہور

۱۰۔ قرانی کی شرعی حیثیت، علامہ عطا محمد گولڑوی، ندیالوی مکتبہ رضائے حبیب، مرید کے

۱۱۔ شفاء قاضی عیاض مکتبہ نبویہ، لاہور

۱۲۔ مرآۃ التصانیف، حافظ عبدالستار سعیدی مکتبہ قادریہ، لاہور

مندرجہ بالا کے علاوہ اسلامی موضوعات پر شرف صاحب کے درجنوں مقالے ملک

کے اعلیٰ علمی اور دینی رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری ۱۹۴۴ء کو مقام مرزاپور ضلع ہوشیار پور

(مشرقی پنجاب) پیدا ہوئے۔ باپ کا اسم گرامی مولوی اللہ دتہ ہے۔ مولوی صاحب ۱۹۴۷ء

میں اپنے بیوی بچوں سمیت ہجرت کر کے لاہور میں آباد ہو گئے۔

شرف صاحب ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۱ سال کی عمر میں جامعہ

رضویہ، فیصل آباد میں داخل ہوئے۔ جہاں فارسی اور صرف کی ابتدائی تبحر حافظ محمد احسان الحق

، مولانا سید منصور شاہ اور مولانا محمد عبداللہ سے پڑھیں۔ یہاں ہی آپ نے منطق کی ابتدائی

کتاب (صغریٰ) محدث شاہ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے

پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

۱۹۵۷ء میں چند ماہ سیال شریف کے مدرسہ ضیاء شمس الاسلام میں مولانا صوفی حامد علی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۷۶ء) سے نحو کی چند کتابیں پڑھیں۔

۱۹۵۸ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں داخل ہوئے۔ جہاں آپ کو مولانا شمس الزماں قادری، مولانا محمد ایوب، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور مولانا غلام رسول جیسے فاضل اور مشاہیر اساتذہ سے ادب، منطق، نحو اور فقہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

۱۹۶۱ء میں ہدیال شریف ضلع خوشاب کے دینی مدرسہ مظہریہ انداویہ میں داخل ہوئے۔ جہاں آپ نے استاذ الاساتذہ مولانا عطا محمد سیالوی سے منطق، فلسفہ، عقائد، معانی، حدیث، ہندسہ، جغرافیہ اور اصولی فقہ کی آخری کتابیں پڑھیں اور تفسیر و حدیث کا درس بھی لیا۔ ہدیال شریف میں تدریس کے زمانہ میں جب آپ کے استاذ محترم مولانا عطا محمد صاحب مدظلہ العالی حج کیلئے حجاز مقدس تشریف لے گئے تو آپ نے چند ماہ سیال شریف میں رہ کر مولانا محمد اشرف سیالوی سے ”مسلم الثبوت“، ”سراجی“ اور ”شرح وقایہ“ کا درس لیا۔

دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ تعلیمیہ، لاہور سے کیا۔ ایک سال بعد جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں تشریف لے آئے، جہاں دو سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۶۸ء میں حضرت صاحبزادہ محمد طیب الرحمن چھوہروی کے اصرار پر دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور میں چار سال تک بطور صدر مدرس کام کیا۔

۱۹۷۱ء میں انجانب چکوال کی دعوت پر مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم میں بطور صدر مدرس تشریف لے گئے اور دو سال تک خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۷۳ء میں اپنے استاذ محترم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے ارشاد پر لاہور تشریف لے آئے۔ اور اُس وقت سے لے کر اب تک یہاں

لاہور صدر مدرس اور استاذ الحدیث خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۲۵ مارچ ۱۹۷۷ء کو آپ نے مفتی اعظم پاکستان ابو البرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر دعوت کا شرف حاصل کیا۔ شہر کاسندھ حدیث بھی حاصل کی۔

۱۹۷۳ء میں مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا محمد نذراتاش قصوری، الحاج محمد جعفر نیانی، کے تعاون سے آپ نے مکتبہ قادریہ قائم کیا، جہاں سے اس وقت تک دینی علوم پر بحیرت کتابیں شائع ہو چکی ہیں، شرف قادری صاحب مکتبہ قادریہ، لاہور کے ناظم اعلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۹۸۰ء میں آل پاکستان سنٹی رائٹرز گلڈ کا اجلاس ہوا تو آپ گلڈ کے صدر بنے گئے شرف صاحب اردو، فارسی اور عربی زبان پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ آپ کے علاوہ پاکستان بھر میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں سے چند ممتاز نام یہ ہیں:

☆ مولانا غلام عطا محمد مستم مدرسہ خوشاب

☆ مولانا عزیز اللہ، ڈسٹرکٹ خطیب لاڑکانہ، منڈھ

☆ مولانا محمد رفیق چشتی، مؤلف، شرح کریما

☆ مولانا محمد عصمت اللہ، آزاد کشمیر

شرف صاحب ۱۹۷۴ء سے لیکر اب تک جامع مسجد عمر روڈ، اسلام پورہ (کرشن

نگر) لاہور میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) لاہور کے ممبر بھی ہیں۔ آپ کی اولاد فرینہ میں تین صاحبزادے ہیں، جن کے نام یہ ہیں:-

☆ ممتاز احمد ☆ مشتاق احمد ☆ شہزاد احمد

آپ کے مشاہیر سے بھی گہرے مراسم ہیں، چند اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں:-

☆ حکیم ابوسعید حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ، سندھ

☆ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

☆ میاں ذہیر احمد قادری، لاہور

☆ سید نور محمد قادری (چک نمبر ۱۵ شاہی) گجرات

ستمبر ۱۹۸۱ء تا نومبر ۱۹۸۳ء قیام لاہور کے دوران مجھے شرف صاحب کی خدمت میں کئی دفعہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ وہ ہر بار بڑے تپاک اور شفقت سے تھے۔

میری آؤگراف بک پر انہوں نے بڑی محبت سے یہ شعر اپنے قلم سے لکھا۔

مٹھو کریں کھاتے پکڑو گے ان کے در پر پڑو

قائد تو اسے رضا اول کیا آخر کیا

و

میدان تحریر و تدریس کے شہسوار

از ابوالنور محمد عبدالرحمن الحسنی، شاہ والا، ضلع خوشاب

میدان تحریر و تدریس کے شاہ سوار حضرت علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری

الہی مولانا اللہ دست بن نور بخش ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۳ء میں بمقام مرزا پور ضلع ہوشیار پور پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد ایک مٹھی اور پابند شریعت بزرگ تھے۔ حضور سید عالم ﷺ سے عشق اور اولیاء کرام سے محبت ان کے افعال اور اعمال میں نمایاں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کی صحیح تربیت اسی بیج پر فرمائی۔ چنانچہ ان کی دین سے والہانہ محبت کا نتیجہ ہے کہ حضرت علامہ شرف قادری کو خاص طور پر علوم اسلامیہ کی تعلیم سے کراستہ کیا جن کی صلاحیتوں کا زمانہ محترف ہے۔

قیام پاکستان کے وقت آپ کا خاندان ہجرت کر کے لاہور پہنچا۔ آپ کے والد ماجد مستقل طور پر یہیں مقیم ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً چار سال کے لگ بھگ تھی، آپ نے پرائمری تک تعلیم لاہور میں حاصل کی، اور پھر علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے آپ کو والد ماجد نے جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں داخل کرا دیا۔ جہاں آپ نے محدث شہ عظیم حضرت مولانا سردار احمد صاحب کی نگرانی میں درس نظامی کا نصاب شروع کیا۔ خود ان سے بھی منطق کا ابتدائی رسالہ ”صغریٰ“ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ فیصل آباد میں آپ نے مولانا حافظ احسان الحق صاحب، سید منصور شاہ، مولانا حاجی محمد حنیف، مولانا حاجی محمد امین اور مولانا محمد عبداللہ تھکوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ۲۲ جنوری ۱۹۵۷ء کو آپ سیال شریف پہنچے اور وہاں حضرت مولانا صوفی حامد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۹/ رجب ۱۳۹۶ھ) مہتمم مدرسہ نعمانیہ رضویہ، ایہ سے ”نحو میر“ پڑھی۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث سیال شریف سے بھی کچھ اسباق پڑھے۔ متوسط

☆ محمد عبداللہ قادری، سید: ماہنامہ المؤمنین، ساہیوال، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۳ء

کتاب کی تعلیم کیلئے آپ دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ، فیصل آباد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا اس دارالعلوم میں اگرچہ آپ نے مولانا نور محمد، مولانا شمس الزماں، مولانا محمد ایوب اور مولانا غلام مصطفیٰ صاحب سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔ لیکن اکثر وہ حضرت سب کی تعلیم حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان سے حاصل کی۔ بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کیلئے مولانا شرف صاحب ہمدانی میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا علامہ الحافظ عطاء محمد ہندیاوی چشتی کو لڑوی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں آپ نے تقریباً ہر فن میں استفادہ کیا نحو میں ”عبد الغفور“ و ”شمس“۔ بلاغت میں ”مختصر المعانی“ و ”مطلوب“۔۔۔۔۔ منطق میں ”ملا جلال“، ”رسالہ قطبیہ“، ”قاضی“ اور ”حمد اللہ“۔۔۔۔۔ فلسفہ میں ”ہیڈی“، ”صدرا“ اور ”شمس بازغہ“۔۔۔۔۔ علم حیات میں ”تصریح“۔۔۔۔۔ ہندسہ میں ”اقلیدس“۔۔۔۔۔ فقہ میں ”ہدایہ مکمل“۔۔۔۔۔ اصول فقہ میں ”حسامی“ و ”مسلم الثبوت“۔۔۔۔۔ حدیث میں ”مکملہ“۔۔۔۔۔ ”ترمذی“ اور۔۔۔۔۔ تفسیر میں ”بیضاوی“ پڑھی۔ اس کے علاوہ بعض کتب کا سماع بھی کیا، جن میں ”بدایع السیران“، ”مرقاۃ“، ”قال اقول“، ”شرح تہذیب“، ”قطبی مع میر ملا حسن“، اور ”رشیدیہ“ شامل ہیں۔

علامہ شرف قادری نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے کیا۔ ۱۹۶۶ء میں استاذ العلماء مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی نے انھیں جامعہ نظامیہ، لاہور میں بلا لیا۔ جہاں انھوں نے ۱۹۶۷ء تک تدریسی فرائض سرانجام دیے۔ ۱۹۶۸ء میں پیر طریقت حضرت صاحبزادہ طیب الرحمان چھوہروی آپ کو مفتی عبدالقیوم صاحب کی اجازت سے دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور لے گئے۔ جہاں آپ نے صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے چار سال تک کام کیا۔ ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت

العلوم، پکوال کے تنظیمین کی دعوت پر پکوال آ گئے۔ دو سال تک یہاں فرائض تدریس سرانجام دیے۔ ۱۹۷۳ء میں آپ لاہور آئے اور دوبارہ جامعہ نظامیہ میں صدر مدرس اور استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری جہاں تدریسی و تقریری صلاحیتوں سے بہرہ ور ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے فن تحریر کا ملکہ بھی عطا کیا ہے۔ چنانچہ مختلف رسائل و جرائد میں آپ کے تحقیقی مضامین اور معرکتہ الآراء مسائل پر آپ کی محققانہ تصانیف اہل علم سے داد و تحسین وصول کر چکی ہیں۔

۱۹۷۰ء میں آپ نے سید ابوالبرکات قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ ۱۹۶۳ء میں آپ کی شادی ہوئی، اس وقت آپ کے تین صاحبزادے ممتاز احمد، مشتاق احمد اور ثار احمد اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو اسلاف کا نمونہ بنائے۔ آمین اللہ

محمد عبدالحکیم شرف قادری

از زاہد حسین انجم

۱۳ اگست ۱۹۴۴ء — عالم دین، مترجم اور مصنف - پیدائش مرزاپور ضلع ہوشیارپور — والدہ بزرگوار مولوی اللہ دتائے پرائمری کے بعد انھیں دینی تعلیم کے لئے جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں داخل کرا دیا۔ جہاں انہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں مولانا قلام رسول رضوی اور ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس مفتی محمد عبد القیوم بزاز دی اور دیگر اساتذہ سے درس نظامی کی متوسط کتابیں پڑھیں۔ جامعہ مظہریہ اندادیہ، مدینہ شریف، خوشاب میں مولانا عطاء محمد مدیناوی سے تمام فنون کی مفتی کتب اور تفسیر وحدیث پڑھی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس (۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۶ء) کا فریضہ انجام دیا۔ پھر چار سال دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور — دو سال مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۷۳ء کے لواتر میں پھر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درس نظامی کی آخری کتابیں اور حدیث شریف میں ابو داؤد، ابن ماجہ اور مسلم شریف پڑھا رہے ہیں۔

تالیفات عمومی :

تذکرہ اکابر اہل سنت

یاد اعلیٰ حضرت بدیلوی

سوانح مراجع القہام

سننی کانفرنس ملتان

تالیفات درسی :

تذکرہ

نام حق

تذکرہ نفع منکوم

تذکرہ نصاب

تذکرہ نوح میر پر اردو حواشی

تذکرہ نور مرقاۃ (منطق) پر عربی حواشی

ترجمہ :

تحقیق الفتویٰ (علامہ فضل حق خیر آبادی) اور

اشرف الموبد لآل محمد (علامہ یوسف مہمانی)

۱۹۷۲ء میں مکتبہ قادریہ قائم کیا۔ ۲۷

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تحقیقی، علمی اور تاریخی کاوشوں کے نتیجہ میں شعبہ تصنیف و تالیف خاصی ترقی کر چکا ہے۔ چنانچہ اب تک اس شعبہ نے ۱۷ باغی ہندوستان، ۱۷ تذکرہ اکابر اہل سنت، ۱۷ یاد اعلیٰ حضرت، ۱۷ سیف الجہاد، ۱۷ تذکرہ الحدیثین شائع کی ہیں۔ ۳۷

۱۷۔ اردو جامعہ انسائیکلو پیڈیا (حصہ دوم) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۱۳۹۲

۳۷۔ اردو جامعہ انسائیکلو پیڈیا (حصہ اول) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۳۳۹

”اشعة اللمعات“ کے جلیل القدر مترجم

از علامہ محمد منشا دانش قسوری

استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج محمد عبدالکیم شرف قادری مدظلہ اہل سنت و جماعت کی ایک نامور علمی شخصیت ہیں۔ جن کی تحقیقی، فنی اور تاریخی کوششیں مثالی ہیں۔ ہوسے وسیع القلب، نہایت خلص، مہمان نواز اور شیخی انسان ہیں۔ سنیّت کے تحریری خلا کو بڑ کرنے کے لئے عرصہ سے قلمی جہاد میں مصروف قابل فخر کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی ذات گونا گوں اوصاف حمیدہ کی جامع ہے۔ تبلیغ کا ہر شعبہ آپ پر ناز کرتا ہے۔ تحریر، تقریر، تدریس میں تعمیر سیرت، کردار سازی، اخلاقی ہندی اور روحانی برتری کی طرف خصوصی توجہ رکھتے ہیں۔ سنگین حالات، کھن مراحط اور دشوار گزار منازل میں صبر و استقامت، علم و عقل کے پیکر جمیل نظر آتے ہیں۔

راقم کی آپ سے شناسائی قلم کا فیضان ہے۔ شہید جنگ اکوڑی ۱۸۵۷ء مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ پر میں نے ایک مختصر سا مضمون لکھا جو ”خیائے حرم“ میں شائع ہوا۔ میرے مدوح کرم نے ملاحظہ فرمایا اور پسندیدگی کے گرامی نامہ سے سرفراز کرتے ہوئے حوالہ کی کتابیں طلب فرمائیں۔ ”باغی حندوستان“، ”ایٹ انڈیا کہتی“ اور ”باغی علماء“ وغیرہ۔ پہلے مراسلت پھر ملاقات تک سلسلہ ممدود رہا اور اب رفیق کاری نسبت سے تعلق مستحکم ہے۔ (الحمد للہ علی منہ وکرمہ تعالیٰ)

مولانا شرف قادری صاحب ۲۴ شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۳ اگست ۱۹۴۳ء کو مرزا پور ضلع بوشید پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا اللہ دین صاحب کن نور بخش صاحب مرحوم نہایت پابند صوم و صلوة صوفی بزرگ تھے۔ جن کی خصوصی تربیت اور مقبول اوجیہ کے سایہ میں پروان چڑھے۔

پاکستان کے ظہور کے ساتھ ہی ہجرت کر کے لاہور مقیم ہوئے۔ آپ کے گھر کے قریب ہی خطیب ملت مولانا علامہ غلام الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جامع مسجد النجمن شیڈ میں خطابت کے جوہر دکھایا کرتے تھے۔ والد ماجد علیہ الرحمہ کی مولانا مرحوم سے عمدہ رفاقت تھی۔ شرف صاحب جب اپنے والد محترم کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بڑے پیار سے آپ کو ”علامہ“ اور ”فاضل لاہوری“ کے القاب سے نوازتے اس جلیل القدر شخصیت کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے کلمات اب مولانا شرف صاحب قادری کے وجود مسعود پر بالکل صادق آتے ہیں۔

ابنہ امیر انٹرنی پاس کیا۔ پھر دینی علوم کی طرف مائل ہوئے اور درج ذیل درس گاہوں سے اپنی علمی پیاس بجھائی :-

- ☆ جامعہ رضویہ، فیصل آباد
- ☆ جامعہ امدادیہ مظہریہ، ہمدیال، ضلع خوشاب
- ☆ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
- ☆ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام، سیال شریف

وقت کے جلیل المرتبت اساتذہ سے جملہ علوم و فنون اسلامیہ کی دولت حاصل کی۔ جسے بڑی فیاضی سے ہر سطح پر تقسیم فرما رہے ہیں۔ آپ کے اساتذہ میں سے مشاہیر کے نام یہ ہیں :-

☆ حضرت اعظم پاکستان حضرت مولانا الحاج محمد سردار احمد چشتی قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ، فیصل آباد

☆ حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد

☆ پرنسپل المدین سینی حضرت علامہ مولانا عطاء محمد چشتی کوٹڑی ہمدیالوی مدظلہ۔

✽ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
✽ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین جامعہ امینیہ رضویہ، فیصل آباد
✽ حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم ضیاء بخش الاسلام
، سیال شریف۔

علوم و فنون اسلامیہ کے حصول کے ساتھ ہی آپ نے اپنی تدریسی
زندگی کا آغاز فرمایا۔ جن اداروں میں آپ نے علوم و سب کی تعلیم دی، ان میں درج ذیل
خصوصیت سے قابل ذکر ہیں :-

- ✽ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ
- ✽ مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال
- ✽ جامعہ نعیمیہ، لاہور

ان اداروں میں ایک مدت تک مسند درس پر فائز رہے۔ پھر ۱۹۷۴ء
میں جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں تشریف لے آئے اور تا دمِ تحریر
یہاں پر آپ بڑی تہذیبی، جانفشانی، انتہائی خلوص اور لگن کے ساتھ خدمات درس و تدریس
تحقیق و تصنیف میں مقیم مصروف ہیں۔ آپ کی ماہرانہ فنی و تدریسی صلاحیتوں کے پیش نظر
حضرت مفتی مدظلہ نے آپ کو صدر المدظلہ بین کا عمدہ تفویض فرمایا۔ یہاں پر آپ نے محمد
علوم تعلیم و تحقیق کی تدریس فرمائی۔ ۱۹۷۴ء سے استاذ الحدیث کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔
علامہ شرف قادری صاحب بہت سی تاریخی، درسی، فقہی، علمی
(عربی، فارسی، اردو) کتب کے مصنف، معرجم، مصنف اور شہدائے حیاتیت سے متعارف ہیں
آپ کی ہر کتاب اور ہر مقالہ اہل علم و قلم سے خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔ ذیل میں آپ
کے قلم حقیقت رقم سے نکلے ہوئے شاہکار ملاحظہ ہوں، جو بار بار زیور مطبوعات سے آراستہ ہو
رہے ہیں :-

✽ تذکرہ اکابر اہل سنت ----- "یاد اعلیٰ حضرت مدظلہ" ----- "سوانح سرانج
العلماء" ----- "احسن الکلام" ----- "مسائل اہل سنت" ----- "سنی کانفرنس ملتان"
"سنی کانفرنس ملتان کا پس منظر" ----- "اندھیرے سے اجالے تک" ----- "شیشے کے
کمر" ----- "غایۃ الاحیاء فی مسئلہ حیلۃ المسائل"

اردو تصانیف کے علاوہ عربی زبان میں قابل قدر کتابیں تصنیف فرمائیں
جن میں سے درج ذیل بے غلط و کرمہ تعالیٰ منصف شہود پر جلوہ افروز ہو چکی ہیں :-
"الحیاء الخالدة" ----- "حول بحث التوسل" ----- "مدینۃ العلم" ----- "المجرۃ
و کرامت الاولیاء" -----

آپ نے اکابر کی بعض عربی و فارسی کتب کے نہایت عمدہ، آسان اور پڑ
کشش ترجمے کئے۔ جنہیں مشاہیر اہل علم و قلم نے تراجم کی جائے اصل تصانیف کے مترادف
قرار دیا۔ نام ملاحظہ ہوں :-

- ✽ کشف النور عن اصحاب القبور
- ✽ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ
- ✽ اشرف التوبہ لآل محمد ﷺ
- ✽ اولیاء اہل السنۃ والجماعۃ
- ✽ اشعۃ المعانی اردو (جلد چہارم)

درج ذیل کتابوں کے حواشی لکھ کر علماء و طلباء کی دیرینہ آرزو کی
تکمیل فرمائی :-

"کریا" ----- نام حق ----- "تھنہ نصائح" ----- "بدائع مظلوم" ----- "نومیر" -----
مرقاۃ (منطق) کا عربی حاشیہ المرصاة
نیز آپ کی غیر مطبوعہ قلمی خدمات کی فہرست بھی دیکھتے جائیے :

”ترجمہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔۔۔۔۔ قاضی مبارک۔۔۔۔۔
 مطلوب۔۔۔۔۔ کا عربی میں اور ”رحمہ اللہ۔۔۔۔۔ صدرا۔۔۔۔۔ میرزاہد۔۔۔۔۔ رسالہ
 قطبیہ۔۔۔۔۔ بیڈی“ کے حواشی اردو میں قلمبند فرمائے۔ علاوہ انہیں ”سیف الجبار“۔۔۔۔۔
 ”بانی ہندوستان“۔۔۔۔۔ ”دواہم فتوے“۔۔۔۔۔ ”المدیۃ الندیۃ“۔۔۔۔۔ ”حاشیہ قاضی
 مبارک۔۔۔۔۔ علامہ فضل حق خیر آبادی“۔۔۔۔۔ ”غایۃ التحقیق“۔۔۔۔۔ ”تحقیق الفتویٰ“
 ”مدارج النبوۃ“۔۔۔۔۔ ”نوائذ مکیہ“۔۔۔۔۔ ”توالی کی شرعی حیثیت“۔۔۔۔۔ ”مرآۃ تصانیف“
 ”غنیۃ الطالبین“۔۔۔۔۔ ”فیوض غوث بریلوی“۔۔۔۔۔ ”شفاء شریف“۔۔۔۔۔ وغیرہ کتب پر
 مبسوط مقدمات لکھے جو آپ کی تحقیق و تدقیق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ نیز پاک و ہند کے ممتاز
 رسائل و جرائد میں آپ کے مضامین و مقالات بڑے اہتمام سے شائع کئے جاتے ہیں۔
 متعدد مشہور اداروں نے آپ کی تصانیف کو شائع کرنے کا فخر حاصل کیا۔ بعض کے نام یہ
 ہیں:

☆ رضا پبلی کیشنز، لاہور	☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
☆ مکتبہ قادریہ، لاہور	☆ فرید بک سنال، لاہور
☆ رضا اکیڈمی، لاہور	☆ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور
☆ منتخبہ اشرفیہ، مرید کے	☆ حنفیہ پبلی کیشنز، کراچی
☆ الجمع الاسلامی، مبارک پور (بھارت)	

ہم عصر علماء و مشائخ کی کراہ و تحسین، کسی بھی شخصیت کے لئے ایک
 سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر زمانہ میں مشاہیر و اکابر نے اس روایت کو اپنا اور اپنی سیر چشتی،
 بلند ہمتی کا ثبوت دیتے ہوئے اصاغر و نوازی کے جواہرات بکھیرے۔ ماہ و سال کی بدترتی اور علم
 و فضل میں درجہ کمال کے باوجود حقائق کے اظہار میں اپنے سے عمر اور مرتبہ میں کم ہونے پر
 بھی کسی شخص میں اوصافِ حمید و اور کمالاتِ جلیلہ دکھائی دے تو بلا قرطاس و قلم سے اس

کے مستقبل کو تہناک بنانے میں بصیرت افروز کلمات سے نوازا۔ اور اس شخصیت کو نمایاں
 کرنے میں بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ فرمایا۔ چنانچہ علامہ شرف قادری مدظلہ کے لئے بھی دست
 اسلامیہ کی نامور شخصیات نے جب ان کی مفید ترین قلمی خدمات کو ملاحظہ فرمایا تو نہایت عمدہ
 انداز میں اکابر و مشاہیر نے کلمات تحسین و آخرین سے سرفراز فرمایا۔ اختصار کے پیش نظر چند
 کراہ ملاحظہ ہوں:-

حضرت علامہ تقدس علی خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

”مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور اہل
 سنت کی قابل قدر شخصیت ہیں۔ وہ اپنی ذات کو درس و تدریس، تالیف کے لئے
 وقف کر چکے ہیں ان کی تصانیف ان کے علم و فضل کا ثبوت ہیں۔ ایک عالم متقی
 ہونے کے ساتھ خاموش طبع بھی ہیں۔“ (شیشے کے گھر)

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ:

”رسوائے زمانہ کتاب ”البریلویہ“ کے رد میں فاضل جلیل نے ”اندھیرے سے
 اچالے تک“ کتاب لکھی جو اسم ہاسکی ہے۔ مصنف ممدوح نے نہایت خوبی اور
 خوش اسلوبی کے ساتھ حقائق بیان کئے ہیں۔ مدلل و مسکت جواہرات دئے ہیں۔
 انتہائی مسلسل اور پاکیزہ انداز بیان ہے۔“ (شیشے کے گھر)

مولانا محمد احمد مصباحی (جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، انڈیا):

”اندھیرے سے اچالے تک“ آپ کا عظیم جماعتی اور علمی و تہذیبی کارنامہ ہے
 ”البریلویہ“ کے ہر الزام کا جواب بسط و شرح سے پیش کیا گیا ہے۔ ہر موضوع
 سے متعلق امام احمد رضا کے حالات و خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا جو جانے خود
 ایک سوانحی خدمت ہے۔ جس کی روشنی میں الزامات خود ہی تاریکبوت کی طرح

اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (شیشے کے گھر)

فیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مدظلہ، ایم۔ اے، پی۔ ایچ ڈی :

”نوازش نامہ اور تھنڈر فیتہ موصول ہوئے۔ آپ نے بڑی محنت کی اور تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ مدلل، محقق، مختصر نگار شات دور جدید کا نقاشا ہے۔ آپ نے اس نقاشے کو حسن و خوبی پر افرمایا۔ آپ ان ممتاز اہل قلم میں سے ہیں جن سے فقیر استفادہ کرتا ہے آپ کی مساعی لائق تحسین و آفرین ہیں“ (شیشے کے گھر)

حسین نسیمی (ایرانی محقق) :

”امروز از طرف مولانا محمد منشا تپاش قصوری یک مجلد ”تذکرہ اکابر اہل سنت“ بہ دست من رسید کل را صبح کردم و حظ او فرو فائدہ احسن بردم، آفرین صد آفرین بر شما و قلم شما“ (تذکرہ اکابر اہل سنت)

مہ سید محمود احمد رضوی (شارح خطاری) :

”مولانا شرف قادری اہل سنت و جماعت کی قابل قدر علمی شخصیت ہیں۔ متعدد درسی کتابوں اور ان کے حواشی اور متعدد موضوعات پر ان کی تصانیف ان کے علم و فضل کا منہ بولنا ثبوت ہیں۔ وہ ایک متقی عالم دین اور خاموش طبع شخصیت ہیں۔ یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ انہوں نے اپنی ذات کو درس و تدریس اور تالیف و تصنیف کے لئے وقف کر دیا ہے اور خلوص کے ساتھ مسلک اہل سنت و جماعت کی قابل قدر خدمت کر رہے ہیں“ (اسلامی عقائد)

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ کے حالات و واقعات کے لئے ج ذیل کتب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے :

تذکرہ علماء اہل سنت از علامہ اقبال احمد فاروقی

☆ شریف التواریخ جلد نمبر ۱۲ از سید شریف احمد شرافت نوشاہی رحمہ اللہ تعالیٰ
☆ تحریک نظام مصطفیٰ میں جامعہ نظامیہ کا کردار از علامہ محمد منشا تپاش قصوری

☆ تعارف علماء اہل سنت از مولانا محمد صدیق ہزاروی
☆ انسانی ٹیکلو پیڈیا آف اسلام شائع کردہ غلام علی ایچ سنز، لاہور

☆ تذکرہ اکابر اہل سنت از علامہ شرف قادری صاحب

☆ اسلامی عقائد از علامہ شرف قادری صاحب

☆ شیشے کے گھر از علامہ شرف قادری صاحب

آپ کا تازہ شاہکار ترجمہ اردو ”اشعۃ المصحات“ جلد چہارم کی حسین صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ تراجم کے مسلسل تجربات کے بعد قدرت نے اس عظیم شرح کے ترجمہ و حواشی کے لئے علامہ شرف قادری صاحب مدظلہ کو منتخب فرمایا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ عہد خدائے عظیم

فقط

محمد منشا تپاش قصوری

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۲۸ اگست ۱۹۸۹ء

خطیب جامع مسجد ظفریہ، مرید کے (ضلع شیخوپورہ)

۵۴

محقق العصر حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

از مولانا محبوب احمد چشتی

شاہسوار میدان تحریر و تدوین حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم

شرف قادری بن مولانا اللہ دین رحمہ اللہ تعالیٰ بن نور بخش کی ولادت ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء کو ضلع ہوشیار پور (انڈیا) کے ایک مقام مرزا پور میں ہوئی۔ آپ کے والد بدر گوار مٹھی، پرہیزگار اور پابند شریعت تھے۔ دین کے ساتھ ان کو اس قدر لگاؤ تھا کہ اپنی اولاد کو علوم دینیہ کی طرف راغب کیا۔ ان کے خلوص کی زندہ مثال علامہ شرف قادری ہیں۔

تعلیم :-

قیام پاکستان کے وقت آپ کا خاندان ہجرت کر کے پاکستان آگیا۔ اس وقت آپ کی عمر چار سال تھی۔ پرائمری تک لاہور میں آپ نے تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں والد ماجد نے دینی تعلیم کے لئے جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد میں داخل کرادیا۔ ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اکثر کتابیں یہیں پڑھیں۔ محکمہ فنون کے لئے جامعہ امدادیہ، ہدیال شریف میں چلے گئے اور وہاں سے فراغت حاصل کی جن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ان میں استاذ الاساتذہ مولانا علامہ عطاء محمد مدیالوی مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا محمد اشرف سیالوی، مولانا علامہ شیخ الحدیث غلام رسول رضوی، مولانا نور محمد، مولانا محمد بخش الزماں قادری، مولانا صوفی حامد علی ضلع مظفر گڑھ، مولانا احسان الحق اور سید منصور شاہ شامل ہیں۔

عملی زندگی :-

تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور سے کیا۔ دو سال

تک یہاں ہی محنت سے پڑھایا۔ اس کے بعد دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں پڑھاتے

ہے۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور گئے۔ چار سال تک وہاں حیثیت صدر مدرس و مفتی کام کرتے رہے۔ دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال میں تشریف فرما ہوئے۔ اس جامعہ میں دو سال تدریسی فرائض انجام دئے۔ ۱۹۷۳ء میں آپ دوبارہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تشریف لائے۔ صدر الدین حسین اور استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔ تاحال آپ اسی عہدے پر فائز ہیں۔ ۱۹۷۳ء ہی میں موصوف نے مکتبہ قادریہ کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ جس نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء کو آپ نے حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو

البرکات سید احمد قادری کے دستِ حق پرست کی اور سلسلہ قادریہ سے منسلک ہوئے۔ آپ ایک مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔

قلمی خدمات :-

نام کتاب	کیفیت	زبان	تصنیف	صفحات	ناشر
۱۔ الرشاد حاشیہ مراقبہ	مفتی	عربی	۱۹۷۸ء	۱۳۶	مکتبہ قادریہ لاہور
۲۔ حول جمعۃ المسلمین	عقائد	عربی	۱۹۸۸ء	۳۲	مکتبہ قادریہ لاہور
۳۔ مہینہ اعلم	عقائد	عربی	۱۹۸۹ء	۵۶	مکتبہ قادریہ لاہور
۴۔ المعجزہ کرامات الاولیاء	عقائد	عربی	۱۹۸۹ء	۴۰	مکتبہ قادریہ لاہور
۵۔ انبیاء القادہ	عقائد	عربی	۱۹۸۹ء	۲۳	رضا اکیڈمی لاہور
۶۔ جہاد افغانستان در نظر علماء اہل سنت پاکستان	فتویٰ	فارسی	۱۹۸۸ء	۱۶	رضا اکیڈمی لاہور
۷۔ سوانح سراج العظماء	تذکرہ	اردو	۱۹۷۲ء	۳۰	مرکزی مجلس رضا لاہور
۸۔ تذکرہ اہل سنت	تذکرہ	اردو	۱۹۷۶ء	۵۹۲	مکتبہ قادریہ لاہور

۹۔	برکات الہیہ رسول	نفاذ	اردو	۱۹۷۶ء	۲۵۶	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۰۔	سنی کاغذیں ملتان کا جس منظر	تاریخ	اردو	۱۹۷۸ء	۸۸	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۱۔	کشف النور عن اصحاب القبور	فقه	اردو	۱۹۷۸ء	۳۷	مکتبہ نورینہ رضویہ، لاہور
۱۲۔	سنی کاغذیں ملتان کی رونمیا	رپورٹ	اردو	۱۹۷۹ء	۶۳	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۳۔	ترجمہ تحقیق الفتویٰ	مفتاح	اردو	۱۹۷۹ء		شیخ عبدالحق اکیڈمی، لاہور

تبدیل

۱۴۔	حاشیہ خودنصاح	اخلاقیات	اردو	۱۹۸۰ء	۱۳۶	مکتبہ نورینہ رضویہ، لاہور
۱۵۔	حاشیہ بدائع منظوم	فقه	اردو	۱۹۸۲ء	۶۳	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۶۔	حاشیہ نوامیر	نحو	اردو	۱۹۸۳ء	۱۱۲	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۷۔	اسلامی عقائد	عقائد	اردو	۱۹۸۳ء	۲۹۶	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۸۔	حاشیہ کریخا	اخلاقیات	اردو	۱۹۸۳ء	۱۶	مکتبہ قادریہ، لاہور
۱۹۔	اندھیرے سے اجالے تک	تفہیم	اردو	۱۹۸۵ء	۲۸۰	مرکزی مجلس رضا لاہور
۲۰۔	ندائے دارالسلام اللہ	عقائد	اردو	۱۹۸۵ء	۱۲۸	مرکزی مجلس رضا لاہور
۲۱۔	حاشیہ مہم حق	فقه	اردو	۱۹۸۵ء	۲۸	مکتبہ قادریہ، لاہور
۲۲۔	شیشے کے گھر	تفہیم	اردو	۱۹۸۶ء	۱۶۸	مرکزی مجلس رضا، لاہور

لاہور

۲۳۔	امام احمد رضا اور رشیدیہ	تفہیم	اردو	۱۹۸۶ء	۵۳	برکاتی پبلشرز کراچی
۲۴۔	حیات جاودانی	عقائد	اردو	۱۹۸۹ء	۲۳	رضا اکیڈمی، لاہور
۲۵۔	ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۳	حدیث	اردو	۱۹۹۰ء	۹۱۲	فرید بک سٹال، لاہور
۲۶۔	البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	عقائد	اردو	۱۹۹۱ء	۳۳۸	رضا دارالاشاعت، لاہور

لاہور

۲۷۔	مقالات سیرت طیبہ	سیرت	اردو	۱۹۹۲ء	۲۵۲	مکتبہ قادریہ، لاہور
۲۸۔	اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۵	حدیث	اردو	ذریعہ طبع		فرید بک سٹال، لاہور
۲۹۔	زندہ جاوید خوشبوئیں	لوب	اردو	ذریعہ طبع		مکتبہ قادریہ، لاہور

اک ترجمان حقیقت آگاہ

از سید ریاض حسین شاہ

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی محض عربی دان ہی نہیں، واقعیت شناس بھی ہیں۔۔۔۔۔ صرف ترجمان ہی نہیں، حقیقت آگاہ بھی ہیں۔۔۔۔۔ ان کا کوئی کام بھی درو کی گمرانی سے خالی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ درسیات کی جانگاہ مشق سے تھکا ماندہ عالم دین۔۔۔۔۔ حیرت ہوتی ہے کہ زندہ ذوق کی لذتوں سے بہرہ مند رہتا ہے۔۔۔۔۔ "قاضی مبارک - سلم - صدرا - اور شمس ہانڈہ" کی روح کش تقریروں کے چلاپے اور تواتر بھی اس کی آنکھوں سے محبت کے آنسو خشک نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ وہ روتا بھی ہے اور ٹلاتا بھی ہے۔۔۔۔۔ تڑپتا بھی ہے اور تڑپاتا بھی ہے۔۔۔۔۔ لکھتا اس کا دھندہ نہیں، ورد ہے۔۔۔۔۔ وہ اپنے درو کے اظہار کے لئے اس کا قائل نہیں رہتا کہ اپنا ہی گیت سنانا جائے۔ جب کہیں کوئی بیٹھا نغمہ کہیں سے بھی سنائی دیتا ہے۔ تو وہ اس کی سروں اور لہروں کو عام کرنے کا مشتاق بن جاتا ہے۔

"من نفعات الخلود" محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی کی تصنیف نہیں۔۔۔۔۔ لیکن پسند ضرور ہے۔۔۔۔۔ کتاب کا انتخاب بذات خود مترجم کے پاکیزہ ذوق پر شاید عادل ہے۔۔۔۔۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری چونکہ خود سینے میں سمندر سے کھلا اور بادلوں سے زیادہ فیاض دل رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کی زبان میں شیرینی۔۔۔۔۔ مزاج میں انکسار۔۔۔۔۔ طبیعت میں نیاز مندی۔۔۔۔۔ پسند میں لطافت۔۔۔۔۔ سوچ میں ژرف نگاہی۔۔۔۔۔ اخلاق میں وسعت۔۔۔۔۔ اور مہمان نوازی میں عربیت ہے۔۔۔۔۔ اسلئے وہ اپنے ذوق کا سفر تحقیق و تصنیف میں بھی جاری رکھتے ہیں۔ "من نفعات الخلود" دراصل شرف بھائی کا خوبصورت صیغاتی آمینہ ہے۔۔۔۔۔ آمینہ، جس میں آپ محمد عبدالحکیم شرف قادری کو چلتا پھرتا دیکھ سکتے ہیں۔

البتہ ایک بات بڑی عجیب ہے، محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تاریخی
چھبڑ چھاڑ۔۔۔ اعتقادی بحث و کرید۔۔۔ نظریاتی آہنگ و تلمب "من لکات الخلود" میں نظر
نہیں آتا۔۔۔ اگر محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اپنے رشتات قلم اور کلمات تحقیق کا رخ ہمہ
گیر انسانی عنوانات کی طرف پھیر لیا تو اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ محققین کی اُس صف میں
بھی نمایاں مقام حاصل کر لیں گے۔۔۔ جس میں غزالی اور حسن بصری قائد کی حیثیت سے
کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

دعا ہے اللہ جل مجدہ "من لکات الخلود" کی خوشبوئیں عام
فرمائے۔۔۔ اور محمد عبدالحکیم شرف قادری سے دین مبین کی زیادہ سے زیادہ خدمت لے۔
اور ان کی ہر سعی اور کوشش کو اپنے حبیب حبیب علیہ السلام کی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین
جہاد سید المرسلین ﷺ ۱۶

سید ریاض حسین شاہ

ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ

راولپنڈی

عاجزی و انکساری کا مجسمہ

از صاحبزادہ سید و جاہت رسول قادری
اہل سنت و جماعت کے نامور عالم اور محقق و قلم کار جناب علامہ عبدالحکیم
شرف قادری صاحب زید علم کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے اپنے وقت کے جید علماء و
فضلاء مثلاً

آپ محمد رضا اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سرور احمد صاحب قدس سرہ
آپ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا حافظ عطا محمد ہندیاوی صاحب مدظلہ العالی
آپ حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ،
فیصل آباد

آپ حضرت علامہ مولانا مفتی عبد القیوم ہزاروی مدظلہ مستم جامعہ نظامیہ رضویہ،

لاہور وغیرہم

سے کسب علم و فیض کیا۔ یہ انہی بزرگوں کا روحانی فیض و تصرف ہے کہ جہاں علامہ عبدالحکیم
شرف قادری صاحب ایک بہترین عالم ہیں، وہیں ایک بہترین مصنف بھی ہیں۔۔۔ درویش
صفت انسان ہیں اور عاجزی و انکساری کا مجسمہ ہیں۔۔۔ اردو کے علاوہ عربی و فارسی لغت پر
ابھی کمال و دسترس رکھتے ہیں۔۔۔ متعدد دوری کتب پر آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں
حواشی اور شرحیں لکھی ہیں۔۔۔ متعدد عربی کتب کے ترجمہ کے علاوہ آپ نے عقائد اسلاف
سے متعلق کئی عربی رسائل بھی تحریر کئے ہیں، جن کی مدد صغیر پاک و ہند کے علاوہ مشرق
وسطی اور دیگر اسلامی ممالک میں بڑی پذیرائی ہوئی۔۔۔

علامہ شرف قادری صاحب کی طبیعت درویشانہ، مزاج مومنانہ اور
تحریر محققانہ ہے۔۔۔ امام احمد رضا ریلوی علیہ الرحمہ سے عشق رسول ﷺ کی نسبت سے

سب پناہ محبت کرتے ہیں۔۔۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد اور امام احمد رضا کی تعلیم و فکر آپ کے قلم کی جولانی کا مرکز ہے۔ ان موضوعات پر متعدد تحقیقی مقالات اور بیسیوں کتب و رسائل تحریر فرما چکے ہیں، جو علماء و عوام اہل سنت میں یکساں مقبول ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ جل شانہ شرف صاحب کو اپنی مزید برکتوں سے مشرف فرمائے۔ ان کے علم و عمل اور شرف و فضل میں مزید اضافہ فرمائے۔ ان کی مساعی جیلہ اپنی بارگاہ عالی میں مقبول و منظور فرمائے اور ہمیں اور ہمارے نوجوانوں اور قلم کاروں کو مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کا وہی جذبہ دروں عطا فرمائے جس سے مولانا نے محترم کادول کادور بتا ہے۔ آمین! اجاہ سید المرسلین شفیع الذین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

۷۷

تعارف مصنف ”من عقائد اہل السنۃ“

عربی تحریر: علامہ ممتاز احمد سدید (جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر)

اردو ترجمہ: محمد حمزہ شرف قادری

محمد عبدالحکیم شرف قادری

مولوی اللہ و تالین صوفی نور بخش رحمہما اللہ تعالیٰ

اہل سنت و جماعت، حنفی، ماتریدی۔

قادری ۱۸

۲۲ شعبان ۱۴۶۳ھ / ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء

مرزاپور، ضلع ہوشیارپور (مشرقی پنجاب، انڈیا)

تعلیم:

۱۹۵۰ء - ۱۹۵۵ء

۱۹۵۵ء - ۱۹۵۷ء جامعہ رضویہ، فیصل آباد

۱۹۵۸ء - ۱۹۶۱ء جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۱۹۶۱ء - ۱۹۶۲ء جامعہ ادویہ مظہریہ، ہمدیاں

(ضلع خوشاب)

جامعہ ادویہ مظہریہ میں مندرجہ ذیل علوم کی تحصیل کی:-

فقہ۔۔۔ اصول فقہ۔۔۔ منطق۔۔۔ فلسفہ۔۔۔ حلیہ۔۔۔ ہندسہ۔۔۔ نحو۔۔۔

عقائد۔۔۔ تفسیر۔۔۔ حدیث۔۔۔

۱۸ سلسلہ عالیہ قادریہ میں مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری کے دست مبارک پر بیعت کی۔

حمزہ قادری

علامہ رضی اللہ عنہما "تقدیس الوصیۃ اور امام احمد رضا" (علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء)

اسی دور میں ۱۹۶۳ء میں تین ماہ دارالعلوم ضیاء تونس الاسلام، سیال شریف میں "سراجی، حماسہ اور شرح وقایہ" پڑھیں۔ آئندہ سطور میں ہم حضرت موصوف کے جلیل القدر اساتذہ کی مختصر فہرست پیش کرتے ہیں:-

۱۔ استاد الاساتذہ ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی

۲۔ استاذ العلماء شارح مخاری حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی مدظلہ العالی

۳۔ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

۴۔ حضرت علامہ مولانا حافظ احسان الحق رحمہ اللہ تعالیٰ

۵۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی

۶۔ حضرت علامہ مولانا سید منصور حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

۷۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین نقشبندی مدظلہ العالی

۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد شمس الزماں قادری مدظلہ العالی

علمی خدمات:

صاحب مذکرہ نے متعدد علمی، تاریخی اور ادبی موضوعات پر معرکتہ الآرا

تصانیف قلبند کی ہیں۔ مثلاً

عقائد۔ حدیث۔ اخلاق۔ سیرت و فضائل۔ افتاء۔ نحو۔ منطق۔ تاریخ۔ تنقید اور تدریج اسلام کی عظیم الشان شخصیات کا تذکرہ اور مختلف تصانیف۔

علاوہ ازیں اردو میں نہایت دل پسند اور عام فہم تراجم بھی تحریر فرمائے

ہیں:-

۱۔ علامہ دہلوی کی کتاب "الشرف الملوہ" کا ترجمہ "برکات آل رسول"۔

۲۔ علامہ عبدالحق نابلسی کے رسالہ مبارکہ "كشف النور عن اصحاب القبور" کا ترجمہ "مزارات اولیاء پر چادر چڑھانا"۔

۳۔ حضرت علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاہی (کویت) مدظلہ العالی کی تصنیف "اولیاء اہل السنۃ والجماعۃ" کا ترجمہ "اسلامی عقائد"۔

۴۔ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف "اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ" فارسی کے اردو ترجمہ کی جلد چہارم، پنجم اور ششم۔۔۔۔۔ حضرت شیخ ہی کی غیر

مطبوعہ تصنیف "تحصیل الحرف فی معرفۃ الفیہ والقصوف" کا اردو ترجمہ کیا۔

۵۔ حضرت شیخ محمد صالح فرفور (دمشق) رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف لطیف "من

لغات الخلود" عربی کا اردو ترجمہ "زندہ جاوید خوشبوئیں" کیا۔

۶۔ حضرت علامہ محمد فضل حق خیر آبادی کی تصنیف مبارکہ "تحقیق الفتویٰ فی البطلان

الطغویٰ" فارسی کا اردو ترجمہ "شفاعت مصطفیٰ ﷺ" کے نام سے کیا۔ نیز آپ

نے علامہ فضل حق امام خیر آبادی کی منطق میں مشہور درسی کتاب "المرقاۃ" پر

"المرضاۃ" کے نام سے عربی میں حاشیہ لکھا۔ ان کے علاوہ فقہ اور اخلاق سے

متعلق فارسی کی بعض کتابوں پر اردو میں حواشی لکھے:-

۱۔ سید یوسف حسینی راجا کی کتاب "تحفہ نصائح"

۲۔ شیخ علی رضا کی کتاب "بدائع منظوم"

۳۔ شیخ سعدی شیرازی کی کتاب "کریم"

۴۔ شیخ شرف الدین کی کتاب "نام حق"

۵۔ میر سید شریف جرجانی کی کتاب "نحو میر" (نحو کی مشہور کتاب)

ان تمام کتب پر آپ نے گراں قدر حواشی لکھے۔

چشم نظر کتاب "اسلامی عقائد"، "من عقائد اہل السنۃ" کا اردو ترجمہ ہے۔

جسے حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالکلیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مرتب کیا۔

مشہور غیر مقلد احسان الہی ظہیر نے "البریلویہ" لکھ کر اہل سنت و جماعت کی کردار نشی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا اور غیر ملکی ادوار کی بناء پر "البریلویہ" کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔

ہمارے معروض علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری مدظلہ العالی نے اس کے جواب میں اردو تصنیف "اندھیرے سے اجالے تک" لکھی جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر لگائے گئے اتہامات کا علمی اور تحقیقی انداز میں جواب دیا۔ "شیخہ کے گھر" لکھ کر بتایا کہ غیر مقلدین کے اکابر کس طرح انگریز نوآوری میں غرق تھے۔ اور بعد میں ان دونوں کتابوں کو یکجا کر کے "البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ" کے نام سے شائع کیا۔

پیش نظر کتاب "من عقائد اہل السنۃ" (عربی) لکھ کر اہل سنت و جماعت کے ان عقائد کو قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں مدلل طور پر بیان کیا ہے، جن کو احسان الہی ظہیر نے "البریلویہ" میں تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ اب اس کتاب "من عقائد اہل السنۃ" کا اردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ رب العزت اسے عوام و خواص کیلئے باعث نفع اور محافلین کے لئے باعث ہدایت بنائے روشن اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین!)

مولانا علامہ غلام نصیر الدین چشتی مدظلہ العالی (مدرس جامعہ نعیمیہ، لاہور) نے ایک باب "مدینۃ العلم" کا ترجمہ "شہر یار علم" اور "العجزہ و کرامات الاولیاء" کا ترجمہ "معجزہ و کرامات" کے نام سے کیا ہے۔ باقی ابواب خود مصنف کی کاوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کتاب اور دیگر تصانیف کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے آمین۔

آپ محدث، محقق، مدرس و مصنف اور شارح کی بلند منہ پر فائز ہیں۔ تحصیل علوم سے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آخر میں اہل سنت و جماعت کے عظیم الشان دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور تشریف لے آئے۔ آپ عرصہ ۳۳ سال سے درس و تدریس میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اس طویل عرصہ میں حدیث، تفسیر، فقہ، عقائد، اصول فقہ، صرف، نحو، منطق، فلسفہ، ہیئت، بلاغت، قدیم ادب عربی، اور فارسی پڑھانے میں مصروف رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی علمی، عملی، ادبی اور مجاہدانہ خدمات سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کا سایہ صحت و تندرستی کے ساتھ ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔ آمین اوصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیمہ محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم۔

آپ کے دریائے علم سے فیض پانے والے

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ ممتاز احمد سدیدي / محمد حمزہ شرف قادری
۱۰ اگست ۱۹۹۴ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

- نام پدر _____ مولوی اللہ دیر رحمت اللہ
- تاریخ و محل تولد _____ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء مرزاپور، ہوشیارپور
- _____ (ہندوستان)
- مدارس تحصیل در زبان فارسی _____ دورہ فارسی جامعہ رضویہ، فیصل آباد
- آدرس _____ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ،
- لاہور۔ ۸ (۵۳۰۰۰)
- شمارہ تلفن _____ ۲۵۷۳۱۳
- محل تحصیل _____ جامعہ رضویہ فیصل آباد
- آشنائی پر زبانہا _____ عربی، فارسی، اردو، پنجابی
- مسافرت های علمی خارج از _____ مسافرت دور ۱۹۸۰ء برای زیارت حرمین شریفین
- پاکستان ہذا کرمان _____
- دریافت جوایز و نشان خدمات فرہنگی _____ نشان امام احمد رضا بریلوی از ادارہ تحقیقات امام احمد
- رضا بریلوی _____
- شغل و محل کار _____ تدریس اور جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
- _____ خطبہ جمعہ در مسجد جامعہ اسلام پورہ، لاہور

۱۹

۱۹ ضمیمہ رانٹل شمارہ ۳۱ (معرفی استادان فارسی _____ استان پنجاب) مطبوعہ اسلام آباد

تعارفی خاکہ

- از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
- پورا نام (مع عرف بالقب) _____ محمد عبدالحکیم شرف قادری
- _____ شرف _____ تفصیل
- ولدیت _____ مولوی اللہ دیر صاحب رحمہ اللہ
- _____ مسلک و سلسلہ _____ سنی حنفی (بریلوی) قادری
- _____ جائے پیدائش _____ ضلع ہوشیارپور، تحصیل مرزاپور، مشرقی پنجاب
- _____ تاریخ پیدائش _____ ۲۴ شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء
- _____ تعلیم (تعلیم سال کے ساتھ) _____ ۱۹۵۵ء میں پرائمری پاس کر کے جامعہ رضویہ،
- فیصل آباد داخلہ لیا۔
- _____ تعلیم و سکول رکاز ر _____ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۱۹۶۱ء میں جامعہ
- _____ کاتام یونیورسٹی مع من _____ امدادیہ مظہریہ، ہندیاں، ضلع خوشاب میں داخل
- ہوا۔ ۱۹۶۴ء میں وہاں علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہوا۔
- _____ مشاغل (بعد از تعلیم) _____ درس نظامی بشمول تفسیر وحدیث کی تعلیم،
- _____ تصنیف، خطبات۔
- _____ پیشہ / پیشے مع نوعیت _____ تلمیذ اسلامیہ کی اشاعت و تجارت (مکتبہ قادریہ،
- لاہور)
- _____ کیا آپ شاعر ادیب ر _____

مورخ، معلم، عالم دین، سیاست
دان، صحافی، رڈاکٹر، مترجم،
گروٹ، سیاستدان ہیں؟

☆ اگر شاعر ہیں تو نمونہ کلام بھی ارسال
فرمائیں

☆ تصانیف کی تعداد مع نام و سن :

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	سن اشاعت	مقام اشاعت
۱۔	یاد اعلیٰ حضرت	اردو	۱۹۶۸ء	ہری پور، ہزارہ
۲۔	احسن الکلام فی مسئلۃ القیام	اردو	۱۹۶۸ء	ہری پور، ہزارہ
۳۔	غایۃ الاحتیاط فی مسئلۃ الاستقطاع	اردو	۱۹۶۸ء	ہری پور، ہزارہ
۴۔	سوانح سر اج القیام	اردو	۱۹۷۲ء	لاہور
۵۔	تذکرہ اکابر اہل سنت، پاکستان	اردو	۱۹۷۶ء	لاہور
۶۔	برکات آل رسول	اردو	۱۹۷۶ء	لاہور
۷۔	سنی کانفرنس ملتان کا پس منظر	اردو	۱۹۷۸ء	لاہور
۸۔	کشف النور عن اصحاب القیام	اردو	۱۹۷۸ء	لاہور
۹۔	المرضاۃ حاشیہ المرقاۃ	عربی	۱۹۷۸ء	لاہور
۱۰۔	سنی کانفرنس ملتان کی رودیداد	اردو	۱۹۷۹ء	لاہور
۱۱۔	ترجمہ "تحقیق الفتویٰ"	اردو	۱۹۷۹ء	لاہور
۱۲۔	حاشیہ تحت نصاب	اردو	۱۹۸۰ء	لاہور
۱۳۔	حاشیہ بدائع منظوم	اردو	۱۹۸۲ء	لاہور

۱۴۔	حاشیہ نحو میر	اردو	۱۹۸۳ء	لاہور
۱۵۔	اسلامی عقائد	اردو	۱۹۸۳ء	لاہور
۱۶۔	حاشیہ کریم سعدی	اردو	۱۹۸۳ء	لاہور
۱۷۔	اندھیرے سے اجالے تک	اردو	۱۹۸۵ء	لاہور
۱۸۔	نہائے یار رسول اللہ	اردو	۱۹۸۵ء	لاہور
۱۹۔	حاشیہ نام حق	اردو	۱۹۸۵ء	لاہور
۲۰۔	شیشے کے گھر	اردو	۱۹۸۶ء	لاہور
۲۱۔	امام احمد رضا اور روشنی	اردو	۱۹۸۶ء	لاہور
۲۲۔	حول بحث التوسل	عربی	۱۹۸۸ء	لاہور
۲۳۔	جہاد افغانستان اور نظر علماء اہل سنت پاکستان فارسی	فارسی	۱۹۸۸ء	لاہور
۲۴۔	مدینۃ العلم	عربی	۱۹۸۹ء	لاہور
۲۵۔	المعجزات و کرامات الاولیاء	عربی	۱۹۸۹ء	لاہور
۲۶۔	الحیۃ الخالدہ	عربی	۱۹۸۹ء	لاہور
۲۷۔	حیات جاودانی	اردو	۱۹۸۹ء	لاہور
۲۸۔	ترجمہ "اشعۃ المعانی" جلد چہارم	اردو	۱۹۹۰ء	لاہور
۲۹۔	البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	اردو	۱۹۹۱ء	لاہور
۳۰۔	مقالات سیرت طیبہ	اردو	۱۹۹۳ء	لاہور
۳۱۔	زندہ جاوید خوشبوئیں	اردو	۱۹۹۳ء	لاہور
۳۲۔	اسلامی عقائد	اردو	۱۹۹۳ء	لاہور
۳۳۔	من عقائد اہل السنۃ	عربی	۱۹۹۵ء	لاہور
۳۴۔	فتاویٰ رضویہ کی انفرادی خصوصیات	اردو	۱۹۹۶ء	لاہور

- ۳۵۔ اصول ترجمہ قرآن کریم اردو ۱۹۹۶ء لاہور
- ۳۶۔ تحصیل اعتراف فی معرفۃ اللہ اردو ۱۹۹۶ء غیر مطبوعہ والتصوف
- ۳۷۔ مناقب سید الشہداء اردو ۱۹۹۶ء کراچی
- ۳۸۔ شہر یار علم اردو ۱۹۹۶ء لاہور
- ۳۹۔ نور نور چرے اردو ۱۹۹۷ء لاہور
- ۴۰۔ اشعۃ المعارف جلد پنجم اردو ۱۹۹۷ء لاہور
- ۴۱۔ تذکرۃ احماء اردو زیر طبع لاہور
- ۵۰، ۵۱

زبانیں جو آتی ہیں _____ عربی، فارسی۔

کھیلوں سے دلچسپی رکھتے ہیں،

تو کھیل کا نام بھی لکھیں _____ نہیں

دیگر پچھیاں _____ یہی ہے آرزو تعلیم قرآن عام ہو جائے

ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

موجودہ ملازمت / پیشہ کب _____ ۱۔ تدریس ۱۹۶۵ء

سے اختیار کر رکھا ہے؟ _____ ۲۔ اشاعت کتب ۱۹۶۸ء۔ ۳۔ خطابت ۱۹۷۳ء

ملازمت کی نوعیت کیا ہے _____ تدریس، اشاعت کتب، خطابت

کیا آپ نے غیر ممالک کا سفر _____ ۱۔ دو دفعہ حج و زیارات

بھی کیا ہے؟ ۲۔ ام بھی لکھیں۔ ۲۔ ایک دفعہ جلال آباد، افغانستان

۳۔ ایک دفعہ سر ہند شریف، انڈیا

۱۔ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ، مقالات میرت طوبہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۳ء

۲۔ محبوب محمد چشتی، مولانا، خانے اللہ سنت کی قہمی خدمات (غیر مطبوعہ) محرم ۱۹۹۳ء، نومبر

۱۔ اگر کسی مذہبی روٹی سیاسی یا

سماجی تنظیم کے ساتھ کوئی تعلق

ہو تو اس کا نام مع سن لکھیں

۲۔ عزازات و العامت کی تفصیل مع سال

۳۔ شخصیات سے متاثر ہیں؟

رضا اکیڈمی، لاہور ۱۹۷۸ء سے شخصیت

سرپرست اور بانی

۴۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے

۱۹۹۱ء میں امام احمد رضا یلوی گولڈ میڈل دیا

امام احمد رضا یلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی

علامہ اقبال، محدث اعظم پاکستان مولانا

محمد سرور احمد چشتی قادری، سید احمد سعید

کاشفی، سید ابوالبرکات سید احمد قادری،

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی) علامہ

ارشاد القادری، علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی،

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، والد ماجد مولوی

اللہ دانا اور دوسرے بہت سے اہل علم حضرات

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون

لوہاری دروازہ، لاہور

مکان نمبر ۶۵، گلی نمبر ۲، عقب مسجد عثمانیہ،

محلہ اچنت گڑھ، انجمن شیعہ، لاہور

محرم ۲۲، اپریل ۱۹۹۶ء

برائے

انسائیکلو پیڈیا پاکستان، فیڈرل شریعت

کورٹ

شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

از ظہیر ہاشمی

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری زاو اللہ شرف! ایک نوجوان عالم دین ہیں۔ ان کے دل میں سنیعت کا بے پناہ درو ہے۔ مسلک کے لئے کام کرنے کی انتھک لگن اور بھرپور جذبہ رکھتے ہیں۔ مسلک اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنے وسائل سے بڑھ کر کام کرتے ہیں۔ ان کی خدمات قابل رشک اور لائق تقلید ہیں۔

شرف صاحب ۱۳ اگست ۱۹۳۳ء / ۱۳۶۴ھ کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد مولوی اللہ دین صاحب فن نور بخش ایک صوفی منش بزرگ ہیں پہلے لاہور میں پرانہری تک پڑھا۔ اس کے بعد دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرانہری کے بعد شرف صاحب کو ان کے والد ماجد نے جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں داخل کروایا جہاں وہ حضرت شیخ الحدیث قبلہ مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہ کی زیر نگرانی پڑھتے رہے اور خود ان سے بھی منطق کے ابتدائی رسالہ ”صغریٰ“ کو پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

ابتدائی کتب فیصل آباد میں پڑھنے کے بعد متوسط کتب کی تعلیم کے لئے شرف صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔

بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کے لئے مولانا شرف صاحب ہمدیال میں استاد الاساتذہ حضرت مولانا حافظ عطا محمد صاحب ہمدیالوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا شرف صاحب نے تقریباً ہر فن میں حضرت سے استفادہ کیا ہے۔

مولانا شرف صاحب نے ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے اپنی تدریسی زندگی کا

آغاز کیا۔ ۱۹۶۶ء میں ان کے مرثیہ و مشفق استاد مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب نے انھیں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں بلا لیا۔ پھر ۱۹۶۷ء تک وہیں پڑھاتے رہے۔ اسی دوران انھوں نے اپنی اشاعتی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ رحمانیہ، ہری پور کے ناظم اعلیٰ جناب صاحبزادہ طیب الرحمن صاحب بعد اصرار مولانا کو مفتی صاحب سے اجازت لے کر ہری پور لے گئے۔

شرف صاحب چار سال تک ہری پور میں پڑھاتے رہے۔ وہاں پر مولانا صدر مدرس تھے۔ علاوہ ازیں افتاء کا کام بھی مولانا کے سپرد تھا۔ ہری پور کے دوران قیام مولانا نے متحدہ تعمیر کی کام انجام دئے۔ وہاں کے بھڑے ہوئے سنٹی علماء کو جمع کیا۔ اور جمعیت علمائے سرحد، پاکستان، قائم کی۔ مولانا ہی کو جمعیت علمائے سرحد، پاکستان کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ افتاء، تدریس اور تنظیمی کاموں کے علاوہ مولانا تعزیف و تالیف میں بھی لگے رہتے تھے۔

چار سال بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال کے منتظمین کی ضرورت اور ان کے شدید اصرار پر مولانا چکوال چلے گئے۔ اور وہاں تدریس اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مولانا شرف نے اگرچہ چکوال میں تھوڑا عرصہ قیام کیا اور وہی سال بعد وہاں سے لاہور آ گئے۔ لیکن اس عرصہ میں انھوں نے وہاں کے لوگوں میں سنیعت اور رضویت کی روح پھونک دی۔

مولانا نے تبلیغ و اشاعت کی خاطر ۱۹۷۷ء میں مکتبہ رضویہ بھی قائم کیا۔ متحدہ مذہبی، تاریخی اور نصالی کتب شائع کیں۔

تبلیغ و اشاعت کو وسعت دینے کے ارادے سے مولانا دسمبر ۱۹۷۳ء میں لاہور آ گئے۔ یہاں آنے کے بعد مولانا نے مفتی محمد عبدالقیوم صاحب اور مولانا محمد نقشبانی قصبوری صاحب کے تعاون سے جامعہ نظامیہ میں ”مکتبہ قادریہ“ قائم کر دیا۔ مولانا ہیبت انس کھ، ملنسار اور بڈلہ سچ ہیں۔ طبعا فیاض اور مہمان نواز ہیں۔ ۲۲۔

حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری

از مفتی علی احمد سندھیوی

حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی بن مولانا اللہ دین نور بخش ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء میں مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ اور ابتدائی مذہبی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی۔ پھر جامعہ رضویہ فیصل آباد داخلہ لیا۔ اور درسی نظام کی تدریس کی۔ منطق کے ابتدائی رسالہ "صغریٰ" کے چند اسباق حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ نیز فیصل آباد میں آپ نے مولانا حافظ محمد احسان الحق، پیر منصور شاہ، حاجی محمد حنیف، مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور مولانا مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ کے سامنے زکوٰۃ تلمذ طے کیا۔

۲۹ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ / ۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء کو سیال شریف پہنچے۔ وہاں صوفی حامد علی رحمۃ اللہ علیہ سے نحو میر پڑھی۔ ۱۹۶۳ء میں مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث شمس الاسلام سیال شریف سے "مسلم الثبوت"، "شرح وقایہ" وغیرہ کتب پڑھیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ میں حضرت مولانا غلام رسول رضوی بانی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے متوسط کتب پڑھیں۔ علاوہ ازیں مولانا شمس الزماں، مولانا محمد ایوب، مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس، اہلسنت سے بھی کتب پڑھیں بعد ازاں ملک العلماء علامہ عطا محمد دامت برکاتہم کی خدمت میں ہندیاں حاضر ہوئے ہر فن میں استفادہ کیا۔

پہلیں "شرح جامی، عبدالغفور و محمد"۔

دوبلغت میں "مختصر المعانی و مطول"۔

منطق میں "ملا جلال"، "قاضی"، "رسالہ قطبیہ" اور "حمد اللہ"۔

فلسفہ میں "میدی، صدر اور شمس بازغہ"۔

علم حیات میں "تصریح"۔

ہندسہ میں "اقلیدس"۔

فقہ میں "ہدایہ" مکمل۔

اصول فقہ میں "جامی" و "مسلم الثبوت"۔

حدیث میں "مکملۃ، ترمذی" اور

تفسیر میں "بیضاوی" پڑھی۔ اور

"بدیع المیزان"، "مرقاۃ"، "قال اقول"، "شرح تہذیب"، "قطبی مع

بہر"، "ملا حسن" اور "مناظرہ رشیدیہ" کا سماع کیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور سے کیا۔ ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۷ء جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، اسی دوران نصف شعبان المبارک کا مہینہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف میں تدریس کی۔ ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۱ء دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ، ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال، ۱۹۷۳ء کے آخر میں دوبارہ لاہور جامعہ نظامیہ رضویہ تشریف لائے۔ تاحال صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔

حضرت مولانا تحریر و تدریس کے شامسوار ہیں۔ اردو، عربی، فارسی زبانوں میں اب تک ان کی بیسیوں کتب شائع ہو کر شائقین علم سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ تحریر و تقریر اور تدریس کے ساتھ آپ نے اشاعت کتب کے لئے مکتبہ قادریہ کے نام سے ایک کتب خانہ قائم کیا ہے۔ جس سے بیسیوں علمی اور معیاری کتب شائع ہو چکی ہیں۔ آپ ہمہ گیر ہمہ وقت مصروف اور ہر فن مولانا شخصیت ہیں۔ آپ کے قلم میں روانی، بخت و ویس کا زور،

آسانی و سادگی ہے کہ قاری کے قلب و ذہن پر اثر کرتی ہے۔ یعنی ان کی تحریر خشک اور مردہ نہیں، زندہ اور بقی رہنے والی ہے۔ خوش کلام، شیریں زبان، نرم گوئی آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ عاجزی و انکساری کا پیکر۔ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کا ادب و احترام تو آپ کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا کی اولاد کو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیا ہے۔ بڑے صاحبزادہ صاحب مولانا ممتاز احمد سیدی تنظیم المدارس پاکستان اور اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے فارغ ہیں۔ آج کل جامعہ ازہر شریف میں زیر تعلیم ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا نور راقم الحروف استاذی محترم ملک العلماء عطا محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مولانا شرف صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”آپ کا بیٹا بڑا لائق ہے اگر گستاخی نہ سمجھیں، وہ علامہ عبد الصلے ازہری صاحب سے بھی بڑھ کر ہے“

یعنی وہ اپنے والد کے ایسے جانشین نہیں بنے جیسے تمہارا بیٹا تمہارا جانشین ہے۔ دوسرے صاحبزادے مشتاق احمد قادری ہیں۔ جنہوں نے اس سال (۱۹۹۷ء) میٹرک کے امتحان میں پورے سرگودھا رڈ میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ ۷۳

علی احمد سندھیلی

۲۵/ صفر ۱۴۱۸ھ

مفتی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۳۰/ جون ۱۹۹۷ء

۷۳ علی احمد، مفتی: حاشیہ ”شیخ الشیخ حضرت مولانا عطا محمد چشتی کو لڑوی اپنے مکتوبات کے آئینے میں“ (علمی)

ایک صالح روایت کے نمائندہ

از خواجہ رضی حیدر

علمائے کبار اور مشاہیر و اخیار اُمت کا تذکرہ جہاں لمحہ موجود میں علم و عمل درست کرنے کا باعث ہوتا ہے، وہاں مستقبل میں ایک صالح روایت کے تسلسل کا موجب بھی۔ حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی ہمارے درمیان اپنی ذات میں علم و عمل کے حوالے سے ایسی ہی ایک صالح روایت کے نمائندہ ہیں۔ آپ نے حیثیت ایک عالم دین اپنی تدریسی و منصبی ذمہ داریوں کے ساتھ ہی تصنیف و تالیف سے خود کو سنجیدگی سے وابستہ کر رکھا ہے۔ علم حدیث، فقہ، تاریخ اور تذکرہ کے ضمن میں آپ اب تک ۳۵ کتابیں لکھ چکے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور توفیقات میں وسعت و برکت عطا فرمائے کہ ایسے لوگ امت کا سرمایہ ہوتے ہیں۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کے انداز تحریر کی گفتگو اور مطالعاتی کشش کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی بیشتر کتابوں کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ علامہ قادری کی تحریریں رنگ آمیزی، مبالغہ اور غیر ضروری اظہار عقیدت سے مبرا ہوتی ہیں، جس کی بنا پر وہ طبقات بھی جو لا جوہ اغیار میں شمار ہوتے ہیں، ان تحریروں کو نہ صرف انور پڑھتے ہیں، بلکہ ان کی اجار بھی کرتے ہیں۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی ایمانی کیفیت، عبادت و ریاضت، صدق و اخلاص، فقر علمی، جامعیت و ہمہ دانی کو عام کریں تاکہ نہ صرف اغیار کے پروفیسر کڈے کا بطلان ہو سکے بلکہ آئندہ نسلوں تک اپنے اسلاف کا ورثہ بھی منتقل ہو جائے، اور یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ کو خدام دین ہونے پر ناز ہے، یہاں وجہ ہے کہ وہ اپنے علم و عمل کے حوالے سے سخت ترین حالات میں بھی معذرت خواہانہ رویہ

اعتقاد نہیں کرتے۔ اہل چاہ اور اہل دنیا کی آسائشوں کے آگے کسی احساس کمتری میں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ اپنے علم و عمل کی بالادستی اور پائیدگی پر قانع رہتے ہیں۔

آپ اپنے تمام صاحبزادگان کو چشمہ علم دین سے سیراب کرنے کا عزم ہی نہیں رکھتے ہیں بلکہ آپ نے عمی مثال قائم کی ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے علامہ ممتاز احمد قادری سیدی سلمہ جامعہ الازہر مصر،

قاہرہ میں علم دین کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مولانا مشتاق احمد قادری دارالعلوم محمدیہ نوشیدہ، بھیرہ شریف میں پڑھ رہے ہیں۔

اور حافظ قاری فدا احمد قادری بھی مصر میں تعلیم ہیں۔

انشاء اللہ یہ سب صاحبزادگان اپنے والد گرامی کے نہ صرف علمی وارث ثابت ہوں گے بلکہ دنیائے اسلام میں معزز و منفرد قرار پائیں گے۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری فی زمانہ علمائے سلف صالحین کا نمونہ ہیں۔ تکریمی

کے ساتھ فقر و استغناء آپ کے مزاج کا لازمہ ہیں اور فی زمانہ یہی بات ان کے اللہ و کمال

ہونے کا ثبوت ہے۔ آپ کی تحریریں جمال خدمت دین اور روایات اسلاف کے فروغ میں

ہیں وہاں اپنے اخلاف اور آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے بھی ایک نمونہ ہیں۔ گویا آپ نے

تصنیف و تالیف کے حوالے سے جو کاوشیں کی ہیں وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا

بہترین سنگم ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی مساعی جمیدہ کو

اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں قبول فرمائے اور

آپ کی تحریروں کو آئندہ نسلوں کے علم و عقیدے کی اصلاح و پائیداری کا ذریعہ بنادے۔

آمین ۲۱

حقیقہ پرداز تقصیر: خواجہ رضی حیدر، کراچی

۲۱ مئی ۱۹۹۶ء (مروجہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء

علم کی ایک روشن دلیل

انٹرویو: محمد نواز کھرل / حافظ محمد یعقوب فریدی

"شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری۔۔۔ علم کی روشن دلیل۔۔۔"

راہِ علم میں کبلہ پائی کے درد کی لذت سے آشنا۔۔۔ اتباع رسول کی روشنیوں سے

نور مند۔۔۔ سچائی و روشنی کے پیکر۔۔۔ قرآنی اور اوراق اور دینی کتب میں ڈوبا رہنے

والا عالم دین۔۔۔ نیک تمناؤں اور اعلیٰ ارادوں سے لبالب بھر اہو آن تھک آدمی

عبری کی حواس شکن عمر میں بھی روزانہ سولہ گھنٹے تصنیفی اور تدریسی کام کرنے والا

مختی اسٹلا اور مصنف۔۔۔ تہجد گزار کی کے ٹھک بولھوں میں بیدار ہونے اور ہر

اذان کے ساتھ سجدہ ریز ہو جانے والا اللہ کا نیک بندہ۔۔۔ ہمیشہ نرم، مہربان اور

دگداز لہجے میں بات کرنے والا ایک دھیم اور سادہ سا انسان۔۔۔ خوبصورت

روئے والا صاحبِ دل فرد۔

علامہ صاحب کی شخصیت میں گمشدہ زمانوں کے علماء کی سی مقناطیسی کشش پائی جاتی

ہے۔ اسکے عالمانہ وقار میں عاجزانہ انکسار کی ایسی آمیزش ہے کہ پیروں ان کے پاس

ٹپٹنے اور ان کی دل کو چھو لینے والی باتیں سننے کو جی چاہتا ہے۔۔۔ اہل عقیدہ، کھرا

موقف، بے باکانہ اظہار، محنت، اخلاص، عبادت، ریاضت، علامہ صاحب

کی وہ لوازمیں ہیں جو ان کی شخصیت کو حسن و زیبائی عطا کرتی ہیں۔ وہ ان لوگوں میں

سے ایک ہیں جن کی سادگی اور سچائی انھیں قابلِ قدر بناتی ہے۔ وہ اپنی ذات کے

لئے کسی صلے، ستائش اور انعام کے آرزو مند نہیں۔ بسوں کی ریاضت نے ان کی

شخصیت میں ایک حیران کر دینے والی ترقیب اور بھدر کر دینے والی بے نیازی پیدا

کر دی ہے۔ وہ مظاہر قدرت کی طرح وقت کی پابندی کرتے ہیں۔ لایعنی ملاقاتوں

اور بے معنی باتوں کو وہ پسند نہیں کرتے۔ ان کے چہرے سے چوں جیسا تجسس اور
آسمانوں جیسا تقدس جھلکتا ہے۔۔۔ شرف صاحب کی عکس و عکس چمکدار آئینے
جیسی شخصیت میں ایک انوکھی فقیرانہ شان ہر وقت جاگتی رہتی ہے۔ انہوں نے
اب تک ہزاروں صفحات لکھے ہوں گے۔ اب تو لفظ ان کے دوست بن گئے ہیں۔
علامہ صاحب کیلئے لکھنا پڑھنا ہی زندگی ہے۔ یہی ان کا ذریعہ آمدنی ہے اور یہی ان کا
ذریعہ نشاط ہے اور وہ ذریعہ نجات بھی اس کو سمجھتے ہیں۔ خدا یہی وہ لوگ ہیں جو
معاشرہ کو انعام کے طور پر ملنے جاتے ہیں اور قوموں کو توبہ عطا کرتے ہیں۔"
(محمد نواز کھرل) ۵۵

س : آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

ج : ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۶۳ھ / ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء کو اس جہان رنگ و بو میں آنکھ
کھولی اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور بڑی نعمتوں سے سرفراز ہوا۔ لیکن المصنوع کہ ان کا شکر یہ ادا
نہیں کر سکا۔ وہی کریم توفیق عطا فرمائے تو اس کی نعمتوں کا کچھ شکر ادا کر سکتا ہوں۔ فقیر کی
پیدائش سرزاد پور ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب ہندوستان میں ہوئی۔

س : اپنے والد گرامی سے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں؟

ج : میرے والد گرامی مولوی اللہ دتارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "حافظ جی" کے لقب سے
مشہور تھے۔ والدین کا سایہ شفقت چمن ہی سے سرے اٹھ گیا۔ ایک علمی خانوادے کی پیکر ذہن
و تقویٰ وہ خاتون جنت لی لی رحمہا اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی کفالت میں لے لیا۔ شادی بھی
انہوں نے کی۔ حافظ جی نے ان کے بھائی حکیم محمد حسن، چچا میاں جمیل دین اور ماموں زاد
بھائی حکیم محمد سعید رحمہم اللہ تعالیٰ سے فارسی اور طب کی کتابیں پڑھیں۔ قیام پاکستان کے بعد

۵۵ محمد نواز کھرل / حافظ محمد یعقوب آفریدی۔ ماہنامہ اخبار اہلسنت، لاہور شمارہ جولائی، ۱۹۹۷ء

لاہور میں مقیم ہو گئے۔ جامع مسجد صدیقیہ انجمن شیعہ میں خطیب پاکستان مولانا غلام الدین
رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نائب اور غلام کی حیثیت سے زندگی گزار دی۔ خطیب پاکستان سے کچھ
سرف و نحو پڑھی اور قرآن پاک کا ترجمہ پڑھا۔ درسی تعلیم اتنی ہی تھی۔ ذاتی مطالعہ سے بہت
پائے حاصل کیا۔ حافظہ غضب کا تھا۔ تقریباً نصف صدی پہلے اساتذہ سے سننی ہوئی باتیں اور
مسائل ازہر تھے۔ اردو پنجابی اور فارسی کے سینکڑوں اشعار لوک زبان پر تھے۔ ان کی گفتگو بڑی
متواتر ہوتی تھی۔ موقع محل کے مطابق قرآن پاک کی آیات، مولانا روم، شیخ سعدی، علامہ
اقبال کے فارسی اشعار اور مولانا محمد حبیب اللہ نعمانی اور مولانا غلام رسول بدایونی کے پنجابی
اشعار بلا تردد پیش کر دیتے تھے۔ سخاوت تو ان کی گھٹی نہیں پڑی ہوئی تھی۔ راستے میں جاتے
ہوئے کسی نے جوتے کا سوال کر دیا تو اسے جوتے اتار کر دے دیتے اور خود ننگے پاؤں گھر آ جاتے
سفر و حضر میں ریزگاری پاس رکھتے اور کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ عبادت و ریاضت
کا پیکر تھے۔ عموماً سحری کے وقت اور اخص اوقات آدمی رات کو اٹھ کر مسجد میں چلے جاتے اور
تلاوت یا درود شریف پڑھنے میں مصروف رہتے۔ یوں بھی اکثر اوقات کچھ نہ کچھ زیر لب
پڑھتے رہتے۔ ۲۵ شعبان ۱۴۰۹ھ / ۳ اپریل ۱۹۸۹ء کو رحلت فرما گئے اور انجمن شیعہ
لاہور کے قبرستان میں محو ستراحت ہوئے۔

س : چمن کے واقعات سے متعلق بھی کچھ آگاہ فرمائیں؟

ج : قیام پاکستان کے وقت میری عمر تین سال تھی۔ پاکستان آتے ہوئے کن مصائب کا
سامنا کرنا پڑا، مجھے کچھ یاد نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ برسات کا موسم تھا۔ جگہ جگہ پانی کھڑا تھا۔ مجھے
انگلی پکڑ کر گھسیٹ رہے تھے کہ اچانک میرا پاؤں کسی گڑھے میں جا پڑا، چنانچہ مجھے گود میں اٹھا
لیا گیا۔

چمن میں مجھے بہت گہری نیند آتی تھی۔ جن دنوں میں جامعہ رضویہ فیصل آباد پڑھتا تھا

ایک دفعہ مدرسہ کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ صبح کی نماز کے وقت کسی نے مجھے جگایا میں اٹھا تو سی لیکن بیدار نہیں ہوا۔ نیند ہی کی حالت میں جگانے والے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بیڑھیاں اترنے لگا۔ آخری بیڑھی پر قدم رکھتے ہی آنکھ کھل گئی اور گھبرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ کیونکہ میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد رحمت اللہ تعالیٰ کے کندھے کا سہارا لئے ہوئے تھا۔ آج بھی سوچتا ہوں تو تھب ہوتا ہے کہ وہ کتنے کریم النفس تھے! تمام بیڑھیاں اترے مگر ایک لفظ تک نہیں کہا۔ آج کا کوئی عالم ہوتا تو فوراً ہاتھ جھٹک دیتا اور ڈانٹ ڈپٹ لگ پلاتا۔

جنب جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں داخل ہوا تو مجھے مسجد خرمیاں کا موزون مقرر کر دیا گیا۔ حضرت استاذِ معرسم مولانا غلام رسول رضوی (شیخ الحدیث) اس مسجد کے امام اور خطیب تھے۔ مولانا محمد یار سیالوی خطیب جامع مسجد الذاکر اؤن ہس، صبح کی نماز شمار کیٹ کی مسجد میں پڑھانے جاتے تو مجھے اذان کے لئے اٹھا دیتے۔ میں نیند ہی کی حالت میں اٹھ کر وضو کرتا اور اسی حالت میں اذان دے دیتا۔ جب حی علی الفلاح پر پانچتا تو واپس آکر اپنی جگہ لیٹ جاتا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوتی کہ کیا ہو گیا ہے؟

ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے، سکول میں پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے جامعہ رضویہ، فیصل آباد شعبہ حفظ میں داخل کر لیا گیا۔ حفظ کی کلاس سنی رضوی جامع مسجد میں ملتی تھی۔ پڑھانے والے حافظ صاحب کی ایک آنکھ میں سفیدی تھی۔ ان کا معمول یہ تھا کہ اپنی مسند پر بیٹھے، کچھ دیر کے بعد اٹھتے اور ہر طالب علم کی پشت پر چابک کے قلم سے پڑھائی اور یاد کرنے کا حکم نامہ خط کوئی سے نقش کر دیتے۔ اس طرزِ عمل کی دلچسپیت دل پر اس قدر بیٹھی کہ جب ان کے پاس سنائے کیلئے حاضر ہوتا تو ”لکھیا پڑھیا بھلا رہی“ کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ دو چار دن بعد ہی انھوں نے میرے برادر محترم کو بلا کر کہہ دیا کہ یہ چھ قرآن یاد نہیں کر سکتا۔ اس طرح ”ڈنڈا شاہی“ سے تو نجات مل گئی، لیکن یہ افسوس ہمیشہ رہا کہ کاش کوئی

شفیع استاد مل جاتا تو مجھے بھی حفظ قرآن پاک کی سعادت مل جاتی۔

س: آپ کے کتنے بھائی ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟

ج: میرے تین بھائی ہیں۔

بڑے بھائی مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری، جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد کے فاضل اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد چشتی قادری رحمت اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں۔ فیصل آباد چنگی گھر کی مسجد میں امام ہیں۔ بڑے خوددار اور بے باک ہیں۔ اس کے ساتھ ہی صاحب و شاعر بھی ہیں۔ شعر و شاعری سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ بزرگانِ دین کے حضور نذرانہ سلام پیش کرنے اور غزل میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور خوب داد و تحن دیتے ہیں۔

چھوٹے بھائی احمد حسن ریلوے میں ملازم ہیں۔

اور سب سے چھوٹے فیض الحسن فرنیچر کا کام کرتے ہیں۔

س: دینی تعلیم کی طرف رجحان کیسے پیدا ہوا؟

ج: والدین کے دینی ماحول، ان کی دعاؤں اور دوسرے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت

سے مجھے یہ سعادت ملی۔ بلاشبہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص کرم تھا مجھے متدین والدین ملے۔

والدہ ماجدہ صبر و رضا، شرم و حیاء اور پرہیزگاری کا پیکر تھیں۔ سخت ترین حالات میں

بھی ان کی زبان سے حرف شکایت نہیں سنا۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ، رمضان المبارک میں پندرہ سے

تیس مرتبہ ختم قرآن کرتیں۔ دریا دل اتنی کہ کیا مجال کوئی سائل خالی ہاتھ جائے۔ محدث اعظم

مولانا محمد سرور احمد چشتی قادری قدس سرہ سے محبت تھیں۔ آخری وقت بے ہوشی کے عالم

میں بھی ہر سانس کے ساتھ اسم ذات (اللہ) کا ذکر جاری تھا، جس کی آواز واضح طور پر سنائی دے

رہی تھی۔ ۱۰ مارچ ۱۹۷۷ء ۱۳۰ھ ۷ جولائی ۱۹۸۷ء کو ان کا انتقال ہوا ہے۔

آہاں جیری لحد پہ شبم افشانی کرے

ان کے علاوہ ہمارے گھر میں ایک مقدس اسی ماں جی جنت بی بی تھیں۔ جن کا ذکر ابتدائی طور میں کیا جا چکا ہے۔ میں چونکہ گھر میں سب سے چھوٹا تھا، اس لئے ان کی شفقت و محبت اور دعاؤں سے خوب مستفیض ہوا۔ غالباً ۱۹۳۸ء میں مجھے ہیٹھانڈ ہو گیا۔ کبھی یوں محسوس ہوتا کہ سانپ کر رہا ہے، کبھی مٹی دیوار سے اترتی ہوئی دکھائی دیتی۔ ماں جی بڑی بے چین اور مضطرب رہتیں۔ اکثر اوقات صحت کیلئے دعائیں کرتیں۔ یہاں تک کہ ا

”یا اللہ! اسے صحت عطا فرما اور میری زندگی بھی اسے عطا فرما دے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کے طفیل مجھے صحت عطا فرمادی لیکن وہ ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۹ء میں رحلت فرما گئیں۔ میرا نام بھی انہوں نے ہی رکھا تھا۔

مولانا محمد حبیب اللہ نعمانی مؤلف ”تفسیر نعمانی“ (پنجابی منظوم) کے والد صاحب کے ساتھ گھرے دوستانہ تعلقات تھے۔ مرزا پور تشریف لاتے تو ہمارے ہاں کئی کئی دن قیام کرتے۔ قیام پاکستان سے پہلے انہوں نے برادرم مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری مدظلہ کے نام مکتوب ارسال کیا اور اس کے آخر میں لکھا:

”مولوی عبدالکحیم صاحب کو پیار اور دیدہ ہو سی“

آج بھی سوچتا ہوں تو تعجب بلکہ حیرت ہوتی ہے کہ ان کی دُور رس نگاہوں نے دو سال کے بچے میں کیا چیز دیکھی تھی کہ اُسے ”مولوی“ اور ”صاحب“ کے لفظوں سے یاد کیا۔

قیام پاکستان کے بعد انجمن شیڈ، لاہور میں قیام تھا۔ خطیب پاکستان مولانا غلام الدین اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بدائع منظوم کے چند اسباق پڑھے۔ وہ ازراہ شفقت و محبت مجھے ”علامہ“ اور ”فاضل لاہوری“ کہا کرتے تھے۔ علامہ عبدالکحیم سیالکوٹی کو ”فاضل لاہوری“ بھی کہا جاتا ہے۔ میرا بھی وہی نام ہے اس لئے خطیب پاکستان فیک فال کے طور پر مجھے بھی ”فاضل لاہوری“ کہا کرتے تھے۔ اگرچہ فاضل سیالکوٹی سے میری نسبت وہی ہے جو ذرے کو آفتاب سے ہے۔ تاہم آج جو کچھ بھی ہوں۔ اس میں خطیب پاکستان کی دعاؤں کا بھی اثر ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم، والدین اور بزرگوں کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کی برکت سے مجھے علم دین کا طالب بننے کی توفیق ہوئی۔ اس سعادت کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

میں نے ”تذکرہ اکابر اہلسنت“ کا انتساب والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نام کیا تھا اس وقت وہ حیات تھے۔ انتساب کے کلمات ملاحظہ ہوں:

”فقیر اپنی اس تاجیز کوشش کو بعد اوب و نیاز والد گرامی مولانا اللہ و تاسا صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ جن کی دین داری اور نیک نفسی مجھے اکابر اہل سنت و جماعت (کثر ہم اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں لے آئی، ورنہ نہ معلوم کہاں کہاں ٹھوکریں کھانا پڑتیں۔“

مجھے ہاتھوں ایک اور واقعہ بھی سن لیں۔ جن دنوں میں جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں بسلسلہ تعلیم اپنے برادر محترم کے ساتھ رہتا تھا۔ ہمارے ساتھ چک جھروہ کے مولانا رحمت اللہ رہا کرتے تھے۔ ان کی زبان میں کسی قدر محنت تھی، لیکن تھے بہت ذہین۔ ایک دن برادر محترم سے کہنے لگے:

”اگر یہ محنت کر کے پڑھے تو اپنے خاندان کا نام روشن کر سکتا ہے۔“

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مختلف حضرات اپنی فراست کی بنا پر اچھے تاثرات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ بعد میں مولانا رحمت اللہ کچھ عرصہ جامعہ نعیمیہ، لاہور رہے۔ پھر ایک حادثہ میں عین عالم شباب میں شہید ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علی رحمت اللہ اشہید۔

س: آپ نے بچپن میں بڑا ہو کر کیا بننے کا سوچا تھا؟

ج: یہی کہ ہندو مومن ہوں گا، مدرس ہوں گا، خاوم دین ہوں گا اور تفسیف و اشاعت کے ذریعے مسلک اہل سنت کی خدمت کروں گا۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ ان ہی مقاصد کیلئے

۱۳۸۰ء تا ۱۹۶۱ء کا واقعہ ہے، ہندوستان میں پانچواں استاد صاحب نے فرمایا :

”شرح جامی“، ”مختصر المعانی“ اور ”تکملہ عبد الغفور“ میں شریک ہو جاؤ۔“

میرے لئے یہ شاہی حکم بڑی الجھن کا باعث بنا۔ لاہور میں جو سات اسباق پڑھتا تھا، ان میں سے ایک بھی شروع نہ تھا، میں نے عرض کیا :

”مختصر المعانی تو میں پڑھ چکا ہوں۔“

استاد صاحب نے فرمایا :

”تم نے ”مختصر المعانی“ نہیں پڑھی، وہی پڑھو۔“

”شرح جامی“ کے بارے میں عرض نہیں کیا کہ اس کے پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوسری الجھن یہ تھی کہ لاہور میں اساتذہ اور وہیں پڑھاتے تھے، جبکہ حضرت ملک المدرسین سرگودھا کی ٹیٹھ پنڈالی میں پڑھاتے تھے۔ ممکن تھا کہ میں واپس آجاتا لیکن حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی نے میری بڑی دلجوئی کی۔ مجھے اپنے چھوٹے بھائی کی طرح اپنے ساتھ رکھا، کھانا ساتھ کھلاتے۔ ”شرح جامی“ کا جو حصہ پڑھا چکا تھا، وہ میں نے خود مطالعہ کر کے انھیں سنایا۔

چند اسباق پڑھنے کے بعد ہی طبیعت مطمئن ہو گئی اور مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ میں نے پہلے ”مختصر المعانی“ واقعی نہیں پڑھی تھی۔ ”شرح جامی“ اور ”تکملہ عبد الغفور“ اور ان کے علاوہ بہت سی کتابیں پڑھیں۔ کئی سال وہاں پڑھنے کے بعد جب واپس لاہور آیا تو میرا تاثر تھا کہ ہندوستان میں کچھ حاصل ہوا یا نہیں، تاہم اپنی جہالت کا صحیح معنوں میں انکشاف ہو گیا۔

ان ہی دنوں فیصل آباد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے دریافت فرمایا :

”کہاں پڑھتے ہو؟“ --- عرض کیا: ”ہندوستان“ پھر فرمایا: --- ”کیا پڑھتے ہو؟“

عرض کیا: ”مختصر المعانی“، ”تکملہ“ اور ”شرح جامی“ --- تو فرمایا :

”ہندو خدا! منطق کے گھر میں رہ کر منطق کا کوئی سبق نہیں پڑھتے!“

ہندوستان میں درسی نظام کی اہم ترین کثیر التعداد کتابیں پڑھیں۔

س: آپ اساتذہ سے متعلق بھی کچھ بتائیں؟!

ج: گزشتہ سطور میں اساتذہ کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ البتہ ایک واقعہ کا تذکرہ ضروری ہے۔

۱۹۶۳ء میں استاد گرامی ملک المدرسین مولانا علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی وزارت کیلئے گئے تو میں نے سوچا کہ اس فرصت میں عربی ادب کی کچھ کتابیں پڑھ لوں۔ کیونکہ حضرت استاد صاحب عربی ادب پر کامل عبور رکھنے کے باوجود ادب کی کتابیں نہیں پڑھتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ درسی نظامی میں ادب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ سننے میں آیا تھا کہ جامعہ قحیہ، اچھرہ میں ایک استاد ہیں جو عربی ادب اچھا پڑھاتے ہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ ان سے کچھ پڑھ لیا جائے۔ ان ہی دنوں حضرت مولانا ابو الفتح محمد اللہ بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ (دول بھگر ان) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا :

”تم دیوبندی مدرس کے پاس کیوں پڑھنا چاہتے ہو؟ کیا سنٹی استاد نہیں ملتے؟

میں نے ابتدا میں کچھ دیوبندی اساتذہ سے پڑھا تھا، لیکن وہ سب مرچکے ہیں۔ جن لوگوں کے دل میں رسول اکرم ﷺ کی محبت و تعظیم نہیں ہے، ہمیں ان کی تعظیم کرنے اور انھیں استاد بنانے کی کیا ضرورت ہے۔“

اس کے باوجود میں جامعہ قحیہ، اچھرہ پہنچ گیا۔ حسن اتفاق کہ وہ مدرس رخصت پر تھے۔ طلباء نے بتایا کہ استاد صاحب کے پاس چھ سات اسباق ہیں، اس لئے وہ اچھی طرح نہیں پڑھاتے، تم جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لے لو۔ چنانچہ میں واپس آگیا اور دیوبندیوں کا شاگرد بننے سے بال بال بچ گیا۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ کے یاد فرمانے پر سیال شریف حاضر ہو گیا۔ اور ان سے ”شرح وقایہ“، ”مسلم الثبوت“ اور ”سراجی“ کے کچھ اسباق پڑھنے ”سراجی“ کا ایک باب ہے ”منازعہ“ میں نے سن رکھا تھا کہ یہ مشکل ترین باب ہے۔ جب اس باب پر پہنچا تو مطالعہ سے یہ باب حل ہو گیا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے کہہ دیا کہ اس سے آگے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حمد تعالیٰ بعد میں کئی دفعہ ”سراجی“ پڑھانے کا اتفاق ہوا اور اندازہ ہوا کہ کتاب کا اگلا حصہ بہت مشکل ہے۔ تاہم استاد گرامی ملک البدر حسین کی دعا کی برکت سے کوئی ایسا مقام نہ آیا جو حل نہ ہو سکا ہو۔

س: اساتذہ میں سب سے زیادہ کس سے متاثر ہیں؟

ج: ملک البدر حسین اساتذہ مولانا غلام انصاری عظیمی گولڑوی مدظلہ العالی سے۔ سب سے زیادہ درس افغانی کی کتابیں ان ہی سے پڑھیں۔ ان کی عادت کریمہ یہ تھی کہ ہر سبق باقاعدہ تیاری اور مطالعہ کے بعد پڑھاتے تھے۔ آسان سے آسان کتاب بھی بغیر مطالعہ کے نہیں پڑھاتے تھے۔ ایک رات ایسا بھی ہوا کہ استاد صاحب نے ”ہدایہ آخرین“ کا مطالعہ شروع کیا ان کے ساتھ ہی میں نے بھی اسی کتاب کا مطالعہ شروع کیا میں مطالعہ سے فارغ ہو کر سونے کیلئے چلا گیا اور سو رہا کہ استاد صاحب ابھی مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کے سمجھانے کا انداز اتنا پُر پور ہوتا تھا کہ غبی سے غبی طالب علم کے ذہن میں بھی زیر و بریں سبق نقش کر دیتے تھے۔ پڑھانے کے بعد اسی وقت طالب علم سے کہتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس نے سمجھا بھی ہے یا نہیں؟ سب سے بڑی بات سمجھ ان کی کرامت یہ تھی کہ طلباء میں علم کا شوق عشق تک پہنچ جاتا تھا۔ کیا مجال کہ کوئی طالب علم پیشگی تیاری اور مطالعہ کے بغیر ان کے درس میں شریک ہو جائے۔ یہی وجہ تھی کہ وہاں سے ماہی، شش ماہی اور سالانہ امتحان کا کوئی روایت نہ ہی سندوی جاتی اور نہ ہی دستار بندی کا اہتمام ہوتا تھا۔ حضرت استاد صاحب

استاد گرامی۔ انھوں نے چچاس سے زیادہ مدرسین المذاہب و جماعت کو دیئے ہیں۔ ملک کے کسی گوشے میں واقع دارالعلوم میں مدرس کی ضرورت ہو، ان کے نزدیک کسی بھی فاضل کیلئے سب سے بڑی سند یہ ہے کہ وہ ہندیاں کا پڑھا ہوا ہے۔ جامعہ امدادیہ مظہریہ، ہندیاں کا نام مدارس کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

حضرت صاحب کے علامہ کی عقیدت و محبت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ نام لیتے بغیر ”استاد صاحب“ کہتے ہیں تو اس سے مراد آپ ہی کی ذات اقدس ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ذات استاد علی الاطلاق ہے۔ چونکہ آپ کے ہاں دستار بندی نہیں ہوتی تھی، اسلئے وہاں فارغ التحصیل ہونے کا تصور بھی عام روایت سے جداگانہ تھا۔ جب کوئی طالب علم اپنے طرف کے مطابق اکتساب فیض کر لیتا تو رخصت ہو جاتا۔ میں نے بھی ایسے ہی کیا۔ ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور میں حیثیت مدرس تقرر ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی بھی اسی جامعہ میں پڑھا رہے تھے۔ دوران سال علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا ہندیاں سے مکتوب موصول ہوا کہ استاد صاحب نے ایک دن گفتگو کے دوران فرمایا: ”تدریس سے تو بہتر تھا کہ وہ جامعہ اسلامیہ، بہاولپور میں چلا جاتا، جہاں غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث ہیں۔“

استاد صاحب کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ میں بلاتال بہاولپور چلا گیا اور انٹرویو میں شریک ہوا۔ انٹرویو دینے کیلئے جامعہ اسلامیہ کے پانچ اساتذہ کے بورڈ کے سامنے حاضر ہوا۔ سامنے حامد حسن بلوچ، رئیس الجامعہ، دائیں جانب علامہ کاظمی صاحب اور بائیں جانب شمس الحق افغانی بیٹھے ہوئے تھے۔ دو اساتذہ ان کے علاوہ تھے۔ حضرت غزالی زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کوئی سوال نہیں پوچھا۔ ”ظاہری شریف“ کھولی تو سامنے باب تھا ”باب التبحر الی الصلوٰۃ“۔ عبارت پڑھی تو افغانی صاحب نے سوال کیا:

”ترجمہ الباب (عنوان) اور حدیث میں کیا مناسبت ہے؟“

”خطاری شریف“ میں ”دنیائے سوال“ بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جتنی دیر میں انہوں نے سوال کیا، اتنی دیر میں راقم حاشیہ دیکھ چکا تھا چنانچہ بڑی آسانی کے ساتھ جواب دیدیا۔ پھر ”شرح عقائد“ کھولی گئی۔ مقام تھا ”والصالح للعالم موالدہ الواجب اللہ یم“۔ اس پر جو سوال کیا گیا اس کا جواب مزید آسان ثابت ہوا کیونکہ میں ”شرح عقائد“ کا ”حاشیہ فاضل خیالی“ حضرت ملک المدر سین سے پڑھ چکا تھا۔ پھر پوچھا گیا کیا ”ہدایہ اخیرین“ پڑھی ہے؟۔ اثبات میں جواب دینے پر کہا گیا کہ اتنا ہی کافی ہے۔ الحمد للہ! انٹرویو کے دوران ذرا پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ حضرت ملک المدر سین کا فیض سر پر سایہ فکن تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت غزالی زماں میری دانتیں جانب تشریف فرما تھے۔ بلگرامی صاحب نے کہا کہ ایک پیری شخص میں داخلہ لے کر انگریزی پڑھو، پھر دو سال کیلئے تخصص فی الحدیث میں داخلہ لے گا۔ میں نے کہا کہ اتنا تو میرے پاس وقت نہیں ہے۔ انٹرویو کے کمرے سے باہر آیا تو حضرت غزالی زماں بھی تشریف لائے اور فرمانے لگے ”مولانا کو تو خواب میں بھی انٹرویو دینا پڑے تو دیدیں گے“

پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

”آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ میرے پاس وقت نہیں ہے آپ داخلہ لے لیں۔ پھر لاہور جا کر مشورہ کر لیں۔ اگر مرضی ہو تو آجائیں ورنہ معذرت کر دیں۔“

افسوس کہ واپسی پر یہی فیصلہ ہوا کہ معذرت کر دی جائے۔ چند دنوں بعد پاک بھارت جنگ چھڑ گئی۔

بات ہو رہی تھی حضرت ملک المدر سین مدظلہ کی عقیدت و محبت کی۔ اسی سلسلہ میں ایک اور واقعہ بھی سن لیں۔ ۱۹۶۷ء میں فقیر جامعہ نظامیہ رضویہ میں فرائض تدریس انجام دے رہا تھا۔ یہ میرا جامعہ میں دوسرا سال تھا۔ حضرت استاد صاحب کا مکتوب گرامی موصول ہوا کہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ایک مدرس طلب کیا

ہے، تم وہاں چلے جاؤ۔ سرتابی کی مجال نہ تھی۔ شعبان میں سالانہ چھٹیاں ہوتے ہی میں بھیرہ چلا گیا۔ میرے ذمہ جو اسباق لگائے گئے وہ تھے ”توضیح تلویح“، ”ہدایہ“ جلد ثالث اور ”امور عامہ“۔ ”توضیح تلویح“ میں نے پڑھی ہی نہ تھی۔ ”امور عامہ“ پڑھی تو تھی لیکن درس عامی کی کتابوں میں جو مجھے سب سے مشکل کتاب معلوم ہوئی وہ یہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے پاس جو کتاب تھی، اس پر علامہ فضل حق رامپوری کے حواشی تھے۔ انہوں نے اکثر اعتراضات کو حل کرنے کی بجائے میرا ہد پر اعتراضات وارد کئے تھے۔ اس کتاب پر حضرت ملک المدر سین کی تقریر میں نے لکھی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ لاہور میں تھیں۔ پھر لطف کی بات یہ کہ طلبہ مجھ سے قدو قامت اور عمر میں بڑے تھے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ مجھے کوئی تشویش نہ تھی۔ یہ خود اعتمادی حضرت ملک المدر سین کے جوتے سیدھے کرنے کا صدقہ تھی۔

بھیرہ سے میں نے حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کو عریضہ ارسال کیا کہ میں حضرت استاد صاحب کے حکم پر بھیرہ شریف میں تدریسی ذمہ داری ادا کرنا چاہتا ہوں، لیکن انہوں نے اجازت نہ دی۔ ادھر دودھ حضرت استاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر لاہور جانے کی اجازت طلب کی، لیکن دور ضامند نہ ہوئے۔ رمضان شریف کے بعد مفتی صاحب مجھے ساتھ لیکر حضرت استاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اجازت دیدی۔ اس طرح میں پھر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آگیا۔

اس طویل گفتگو سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حمدہ تعالیٰ حضرت استاد صاحب سے ہم لوگوں کی عقیدت کا کیا عالم ہے؟ اس جگہ یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت استاد صاحب ہمارا قوی سرمایہ ہیں۔ دنیائے سحیت کے عظیم محسن ہیں۔ تقریباً نصف صدی تک درس نظامی کی مقولات و مقولات کی دقیق ترین شب کی تدریس کا جلال و کمال فریضہ انجام دیتے رہے، اور وہ بھی اس امتیازی شان کے ساتھ کہ آج تو کجا ان کے معاصرین میں بھی ان کے پائے کا کوئی مدرس نہیں تھا۔ انہوں نے پچاس سے زیادہ قابل مدرسین اہل سنت کو تیار کر

کے دیئے۔ طویل عرصہ تک جمعیت العلماء پاکستان سے وابستہ رہے۔ آج وہ مسٹر ملاقات پر دراز ہیں۔ تو تمام اہل سنت اور خاص طور پر ان کے تلامذہ کا فرض بنتا ہے کہ ان کے علاج معالجے کا انتظام کریں۔

س: اپنے زمانہ طالب علمی اور آج کے دینی مدارس کے ماحول میں کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟

ج: اس زمانے میں طلبہ میں تحصیل علم کا شوق و ذوق بہت پایا جاتا تھا اساتذہ کا احترام بھی حدود درجہ پایا جاتا تھا۔ جس کی مختصر بھلک گزشتہ سطور میں پیش کی جا چکی ہے۔ آج وہ ذوق و شوق ہے اور نہ ہی اساتذہ سے وہ عقیدت و محبت ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کہا تھا کہ پہلے زمانے میں طالب علم کا خیال ہوتا تھا کہ استاد کو دل پیش کیجئے اور آج کا شاگرد استاد کو کہتا ہے کہ دل پیش کیجئے! میری رائے میں اس کی ہوی وجہ یہ ہے کہ

ہندوین اور علم کا در در رکھنے والے وہ اساتذہ نہیں رہے۔

۱۔ دوسرے نمبر پر معاشرے میں لاویں اثرات کی یلغار ہے۔ جب دین کی قدرو منزلت ہی کم ہو جائے گی تو اس طرف آنے والوں کی حوصلہ افزائی کون کرے گا؟ ۲۔ تیسرے نمبر پر معاشی مسئلہ ہے گزشتہ سالوں کا یہ مشاہدہ ہے کہ دس پندرہ سال سے دینی مدارس میں پڑھانے والے سکول لیچر پڑھتے گئے۔

س: تصنیف و تالیف کے شعبے میں کیسے آئے؟

ج: جن دنوں جامعہ انداویہ مظہریہ ہندیاں میں پڑھتا تھا تو ایک دفعہ ہندیاں کے مشرق میں واقع دیوبندیوں کی مسجد میں جلسہ ہوا۔ جس میں ضیاء القاسمی نے تقریر کی۔ تقریر کیا تھی بریلویوں کے خلاف آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔ جامعہ انداویہ مظہریہ میں صاف آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے:

”علماء دیوبند نے تعلیمی، تبلیغی، تعمیراتی اور تصنیفی میدان میں قدام قدام کارہائے انجام دیئے (لمبی چوڑی تفصیل کے ساتھ)۔ میں بریلویوں سے پوچھتا ہوں کہ تم نے علمائے دیوبند کی تکفیر کے علاوہ کیا کام کیا؟“

یہ ایک شدید ضرب تھی جس کی چوٹ کو میں نے دل کی گہرائی سے محسوس کیا اور تہیہ کیا کہ تصنیف اور اشاعت کے میدان میں جو کچھ ہو سکا ضرور کروں گا۔ سب سے پہلے ۱۹۶۸ء میں ”حمد اللہ“ شرح مسلم پر مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (امام احمد رضا بریلوی کے محبت خاص) کا حاشیہ جو زمانہ طالب علمی میں راقم نے نقل کیا ہوا تھا، کتبہت کروا کر مکتبہ رضویہ، لاہور سے شائع کیا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ ہندیاں کے طلبہ میں حضرات استاد صاحب کی تقریرات کھٹے کار و لاج تھا۔ یہاں تک کہ طلبہ کی کوشش ہوتی تھی کہ جو الفاظ استاد صاحب نے کہے ہیں، وہی محفوظ کئے جائیں۔ کیونکہ استاد صاحب کا انداز بیان اتنا اچھوتا ہوتا تھا کہ شروع شروع اور حواشی میں نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی استاد صاحب کی تقریرات قلمبند کیں۔ کچھ عربی میں کچھ فارسی میں اور کچھ اردو میں۔ حمد تعالیٰ وہی مشق بعد میں کام آتی رہی۔

س: پہلی تحریر کب اور کس رسالے میں شائع ہوئی؟

ج: غالباً سب سے پہلے تو میں نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے رسالہ ”الفتح الفاخہ“ کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ جو جمعیت علماء سرحد، پاکستان کی طرف سے شائع ہوا۔ باقاعدہ پہلی کتاب ”یاد اعلیٰ حضرت“ لکھی جو ۱۹۷۰ء میں ہری پور سے جمعیت علماء سرحد کی طرف سے شائع ہوئی اور الحمد للہ! آج بھی دستیاب ہے۔ پہلا مضمون ”ترجمان اہل سنت“ کراچی میں شائع ہوا۔

س: اب تک کتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں؟

ج: تین درجن چھپ چکی ہیں۔ کچھ عربی اور فارسی میں ہیں اور زیادہ تر اردو میں ہیں۔ ان میں سے ”تذکرہ اکابر اہل سنت، پاکستان“، ”البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ“ اور ”من عقائد اہل السنۃ“ کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ کتابیں ہندوستان میں بھی چھپ چکی ہیں۔

س: تعلیم و تدریس اور دیگر مصروفیات میں سے لکھنے کا وقت کیسے نکال لیتے ہیں ج: احسان ذمہ داری، لگن اور عزم مصمم ہو تو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔ درس و تدریس، احباب کی ملاقات، آنے والے خطوط کے جوابات، معتبرہ قادریہ کی مصروفیات اور خطابت کے باوجود اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ چند سطریں ہی سہی کچھ نہ کچھ لکھ لیتا ہوں۔ جامعہ ازہر شریف مصر کے استاد جناب سید حازم نے امام احمد رضا بریلوی کا عربی کلام ”بساتین الغفران“ کے نام سے جمع کیا ہے، جو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہو گا۔ وہ جاتے ہوئے میرے سپرد کر گئے ہیں۔ ان دنوں پروف ریڈنگ کر رہا ہوں۔

علامہ غلام رسول سعیدی شارح ”مسلم شریف“۔ ”تذکرہ اکابر اہل سنت“ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

”مولانا اپنی مصروفیات کے باعث بچوں کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزوا سکتے۔ اور اہل و عیال کے حقوق کا بیشتر حصہ مسلک کی خدمت کی نذر ہو جاتا ہے“ (ص ۱۹) اللہ تعالیٰ میری اس کوتاہی کو معاف فرمائے اور میرے اہل و عیال کو دنیا و آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ ان کی امداد میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہے۔

س: آپ کے کتنے بیٹے ہیں اور وہ کیا کر رہے ہیں؟

ج: میری شادی ۱۰ مارچ ۱۹۶۳ء کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بیٹیاں اور تین بیٹے عطا

فرمائے۔

بیٹوں سے بیٹے ممتاز احمد سعیدی نے پہلے درس نظامی پڑھ کر عظیم المدارس کی طرف سے ”شہادۃ عالیہ“ کا امتحان دیا اور پورے ملک میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ پھر انٹر میڈیٹ اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے ایم۔ اے عربی کیا۔ اور اب جامعہ ازہر شریف، مصر میں داخلہ لے کر مصروف تعلیم ہیں۔ وہ عمرہ کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں بیٹا دوسرے بیٹے مشتاق احمد قادری دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بمبیرہ شریف میں پڑھ رہے ہیں۔

بیٹا اور تیسرے بیٹے حافظ قادری شاد احمد قادری ہیں

قادری تین کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں علم و عرفان عطا فرمائے اور اخلاص و احسان کے مقام پر فائز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

س: آپ کہاں بیعت ہیں؟

ج: ۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ / ۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء کو راقم مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ اقدس پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوا۔ امام احمد رضا بریلوی کے پر پوتے مولانا ریحان رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت و اجازت عنایت فرمائی۔

س: حضرت سید ابو البرکات کے آپ شاگرد بھی رہے ہیں۔ ان سے متعلق آپ کچھ بتانا پسند فرمائیں گے؟

ج: مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری قدس سرہ العزیز امام اہل سنت تھے۔ انکا فتویٰ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ پاک و ہند کے اہل سنت دنیا کے جس ملک میں بھی آلود تھے، ان کیلئے سند کا درجہ رکھتا تھا۔ انھوں نے دو سال بریلی شریف میں امام احمد رضا

بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے القاء کا طریقہ سیکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسکے فتاویٰ میں امام احمد رضا بریلوی کے انداز افتاء کی واضح جھلک تھی۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ملک البدیع مولانا علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی مدظلہ اور اس سطح کے اکابر علماء آپ کے سامنے دوڑا ہو کر بیٹھتے تھے۔ مخالفین آپ کے علمی جلال اور تہذیب سے مرعوب رہتے تھے۔ اہل سنت و جماعت کیلئے آپ کی شخصیت ابرارِ رحمت کی حیثیت رکھتی تھی۔ فضیلتِ جبرائیل امین علیہ السلام کے بارے میں جب اکابر علماء اہل سنت میں اختلاف کی خلیج خاصی وسیع ہو گئی تو حضرت نے فریقین کو یکا کر ان میں مصالحت کرا دی۔ اسی طرح جمعیت العلماء پاکستان کے دودھڑوں میں آپ ہی کی کوشش سے اختلاف ختم ہوا یہ آپ ہی کا کام تھا۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان کو امام احمد رضا بریلوی سے اجازت و خلافت حاصل تھی سید صاحب سے رحمت ہونے کی بڑی وجہ یہ تھی۔ اس کے علاوہ ان کا علم و فضل، تقویٰ و راست بازی بھی پیش نظر تھے۔ راقم نے علامہ مہمانی کے رسالہ مہارکہ "الشراف النبویہ" کے ترجمہ "برکات آل رسول" کا انتساب ۱۳۰۰ھ / ۱۹۸۰ء میں آپ ہی کے نام کیا تھا۔

س: جامعہ نظامیہ رضویہ سے کب سے وابستہ ہیں؟

ج: جامعہ نظامیہ رضویہ سے میری وابستگی بہت طویل ہے۔ مئی ۱۹۵۷ء سے اکتوبر ۱۹۶۱ء تک حیثیت طالب علم اس مدرسہ میں رہا۔ فراغت کے بعد جنوری ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ ۶۷-۱۹۶۶ء دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں مدرس رہا۔ ۱۹۶۷ء میں مکتبہ رضویہ، انجن شید، لاہور قائم کیا۔ جس کی طرف سے "حاشیہ احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ" کے علاوہ چھوٹی چھوٹی متعدد کتبیں شائع کیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد طیب الرحمن چھوہروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصرار پر یکم جنوری ۱۹۶۸ء کو جامعہ اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ چلا گیا۔ جہاں مجھے صدر مدرس اور مفتی

مقرر کیا گیا۔ ایک مسجد میں جمعہ پڑھانا، رات کو درس قرآن دینا میرے ذمہ لگا دیا گیا۔ وہاں میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی سرپرستی میں جمعیت علمائے پاکستان قائم کی۔ اور اس کی طرف سے آٹھ دس رسائل شائع کئے۔ اس جمعیت کی طرف سے غالباً ۱۹۷۱ء میں پہلی دفعہ "یوم رضا" منایا گیا۔ خطاب کیلئے حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مدظلہ العالی کو دعوت دی گئی۔ انھیں دعوت دیتے ہوئے عرض کیا گیا کہ کسی رائج الوقت خطیب کو اسلئے دعوت نہیں دی کہ ان کی خدمت کرنے کی ہم میں استطاعت نہیں ہے۔ مفتی صاحب اور علامہ خادم رسول سعیدی شارح "مسلم شریف" ہری پور تشریف لے گئے "یوم رضا" کے جلسے میں خطاب کیا۔ رخصت کے وقت مفتی صاحب کی خدمت میں ساٹھ روپے اور علامہ سعیدی صاحب کو تیس روپے لٹاؤنے میں ڈال کر پیش کئے۔ مفتی صاحب نے روپے نکال کر بگے اور فرمایا:

"ہمارے آنے اور جانے کا کرایہ ساٹھ روپے ہے، یہ تمیں روپے واپس لے لو۔"

یہ بھی فرمایا:

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے کتنی مشکل سے "یوم رضا" کا اہتمام کیا ہے۔"

آج بھی جب اس واقعہ کا خیال آتا ہے تو میری جبین نیاز ان کے اخلاص اور لہجیت کے سامنے بہر سلام جھک جاتی ہے۔

پلافہ اس معاملے میں ان کا کردار علمائے دین کیلئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لاہور میں جہاں خطاب کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے تو کرایہ بھی اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے۔ گرمیوں کے موسم میں سکولوں میں چھٹیاں ہوئیں تو محکمہ تعلیم نے سکول ماسٹروں کو پابند کیا کہ چھٹیوں میں دینی مدارس میں جا کر قرآن پاک پڑھیں۔ انھیں دو گھنٹے پڑھانے کیلئے مجھے بھی مامور کیا گیا۔ کام کا دباؤ اتنا بڑھا کہ میں ہمارے ہمدردی اتنی شدید تھی کہ ایک خط پڑھنے کی سکت بھی نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ محمد طیب الرحمن چھوہروی رحمہ اللہ

تعالیٰ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، انہوں نے دو ماہ تک میرا علاج کیا۔ دو اور خوراک کا تمام خرچ اپنے پاس سے کیا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ میں صحت یاب ہو گیا۔ ایک دفعہ جامعہ اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور کے سالانہ اجلاس میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور صدر آڈو کشمیر سردار محمد عبدالقیوم خاں کو دعوت دی گئی۔ مجھے کہا گیا کہ تم سردار صاحب کو سپاندام پیش کرو۔ میرے ذہن میں امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شعر آیا۔

کروں مدح الہی دول رضا، پڑے اس بلا میں میری بکا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا، میرا وین پار وناں نہیں

میں نے معذرت کر دی اور پیش کش کی کہ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کی خدمت میں سپاندام پیش کروں گا سپاندام لکھا اور چھپوایا بھی، لیکن حضرت کسی مجبوری کی بناء پر تشریف نہ لائے۔

چار سال ہری پور ایسے مد فضا مقام میں رہنے کے بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال آگیا۔ وہاں تدریس اور خطابت کے علاوہ "جماعت اہل سنت" چکوال قائم کی۔ اس کی طرف سے چکوال میں پہلی مرتبہ "یوم رضا" منایا۔ بعض احباب اہل سنت کے منع کرنے کے باوجود حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور جلسہ "یوم رضا" میں خطاب فرمایا۔ جماعت کی طرف سے امام احمد رضا فاضل بریلوی کے دور سائلے "تراویح والوباء" اور "فتاویٰ التحقیق" شائع کئے۔

ماہ شوال ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء میں پھر جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور آگیا۔ جہاں مجھے صدر مدرس، نایا گیا اس کے ساتھ ہی دورہ حدیث کا آغاز ہوا تو مجھے صحاح ستہ میں سے "مؤدود شریف" پڑھانے کی سعادت ملی۔ پانچ سال بعد "مسلم شریف" پڑھانے کا موقع ملا۔ پھر پانچ سال کے بعد "بخاری شریف" پڑھانے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ "ابن ماجہ شریف" اور

"مولانا امام محمد" پڑھانے کا موقع ملا۔ اور حمدہ تعالیٰ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ مجموعی طور پر مجھے جامعہ نظامیہ رضویہ میں پڑھاتے ہوئے پچیس سال ہو گئے ہیں۔ مسلسل تدریس کا عرصہ ۲۲ سال ہے۔ انتہائی عرصہ نہیں اکرم ﷺ کے تبلیغ فرمانے کا دورانیہ ہے۔ فائدہ شہر حافظہ اور رحم الراحمین۔

۱۹۷۴ء میں مکتبہ قادریہ قائم کیا۔ جس کی طرف سے پچاس سے زیادہ عربی، فارسی اور اردو میں کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ۱۳۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں پہلی مرتبہ حج و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ دوسری مرتبہ ۱۳۱۳ھ / ۱۹۹۳ء میں والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس سال حج اکبری تھا۔ ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء کو علماء کے ایک وفد کے ہمراہ جڈل گباد، افغانستان جانے کا اتفاق ہوا۔ ۲۸ اپریل کو واپسی ہوئی۔ ۲۵ اگست ۱۹۹۲ء کو ایک وفد امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک کے موقع پر سرہند شریف حاضری میسر ہوئی۔ جہاں سے واپسی ۳۰ اگست کو ہوئی۔

راقم جامع مسجد عمر روڈ، اسلام پورہ، لاہور میں ۱۹۷۴ء سے خطیب ہے۔ اس دوران دو سال تک سننی رائٹرز گلڈ کا صدر رہا۔ ایک عرصہ تک مجلس رضا، لاہور کے ساتھ علمی اور قلمی تعاون کرتا رہا۔

جب راقم پہلی مرتبہ حج و زیارت کیلئے گیا تو حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی قدس سرہ العزیز حیات تھے۔ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے ان کے نام ایک عریضہ مجھے دیا۔ لیکن افسوس کہ میں ابھی مد مکرمہ میں تھا کہ حضرت کے وصال کی خبر آگئی (إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ) چنانچہ وہ مکتوب حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حفاظت کے نکتہ نظر سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

سیدی و مولائی قبلہ گاہی حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ !
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مزان شریف !

ایں قاب فرسودہ کہ لڑگوئے تو دور است

القلب علی بابک لینا و نہارا

حاصل غریبہ ہذا حضرت مولانا محمد عبدالکلیم شرف قادری مدظلہ صدر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے ہاتھ حضور والا کیلئے معجون فلاسفہ ارسال خدمت عالی ہے ۔

مگر قبول اہل ذہب ہے عزو شرف

مولانا محمد عبدالکلیم شرف مسلک رضا کے علم بردار علمائے کرام میں سے ہیں اور مرکزی مجلس رضا لاہور کے علمی سرپرستوں میں سے ہیں۔ ان کیلئے اور اس دور افتادہ کیلئے دعائے خیر فرمائیں ۔

حضرت شیخ فضل الرحمن مدظلہ العالی کی خدمت میں مضمون واحد حاضرین مجلس کی خدمت میں سلام مسنون

والسلام مع الاحترام

دعا جو۔۔۔۔۔ محمد موسیٰ عفی عنہ

۱۹۸۷ء سے رضا اکیڈمی، لاہور کا سرپرست ہوں۔ جس کی طرف سے ایک سو سے زیادہ کتابیں شائع کر کے مفت تقسیم کی جا چکی ہیں۔ جناب حاجی محمد مقبول احمد قادری اس کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

س: آپ کی نظر میں اہل سنت کو کون سے مسائل درپیش ہیں اور ان کا حل کیا ہے؟

ج: اہل سنت و جماعت پاکستان ہند دنیا بھر میں اکثریت میں ہونے کے باوجود قطار اندر قطار مسائل سے دوچار ہیں۔ سیاسی سطح پر ہزاروں صفر کے قریب ہے۔ معاشرے پر ہماری گرفت انتہائی کمزور ہو چکی ہے۔ کوئی سنٹی کسی مشکل سے دوچار ہو جائے تو اس کا کوئی ہمدردی حال نہیں ہے۔ اختلاف پیدا ہو جائے تو کوئی ایسی شخصیت یا ادارہ نہیں جو مؤثر کردار ادا کرے ایکٹر ایک اور پرنٹ میڈیا میں ہماری نمائندگی بہت محدود ہے۔ مزارات اور اوقاف اہل سنت و جماعت کے ہیں۔ لیکن محکمہ اوقاف میں اہل سنت کی نمائندگی برائے نام ہے۔ دینی تعلیم کا نظام رو بہ زوال ہے اسنے علماء ہی نہیں ہوتے جو ہمارے مدارس اور مساجد کی ضرورت پوری کر سکیں۔ نرشد و ہدایت کا نظام تقریباً معطل ہو چکا ہے۔ اکثر خانقاہیں ”بے زانگوں کے تصرف میں عقائد کا نشین“

کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ نظام تبلیغ کاروبار بن کر رہ گیا ہے۔ اور اس کا محور صرف چند مسائل ہیں۔۔۔ یہی حال تصنیف و تالیف کا ہے۔ سکول و کالج کی نصابی کتب میں علماء و مشائخ اہل سنت کی اسلامی خدمات کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ کشمیر، چیچنیا، بوسنیا اور دیگر ممالک کے مجاہدین کے ساتھ ہمدردی رابطہ نہیں جو ہونا چاہئے۔ کہاں تک مجاہدوں؟ یہاں تو مسائل کے انبار لگے ہوئے ہیں۔

ان مسائل کے حل کیلئے بوی جدوجہد، اخلاص اور لہجہ کی ضرورت ہے۔ اہل سنت و جماعت کیلئے اہم ترین ضرورت، تنظیم، تربیت، یقین محکم اور جی تگن ہے۔ باندی سے لڑھکتا ہوا پتھر نیچے آ رہا ہو، تو اندازہ کیجئے اسے روکنے اور پھر باندی کی طرف لے جانے کیلئے کتنی قوت درکار ہوگی؟ زوال سے دوچار قوم کو زوال سے چلانے اور اسے جانب منزل کا مزن کرنے کیلئے یقین محکم رکھنے والا ایسا ہی قائد ہونا چاہئے۔

امیر ایسا ہونا چاہئے جو پورا وقت اس مشن کو دے سکے۔ بخود قیادت سے کام

میں چل سکتا۔ امیر کے اخراجات اور ضروریات کی کفالت ملت اسلامیہ کے ذمہ ہے۔ اگر وہ فخر معاش میں مبتلا رہا تو تنظیم و تربیت کیلئے وقت کہاں سے لائے گا۔ پھر قوم کے ذہنوں میں اطاعت امیر کی اہمیت رائج کرنے کی ضرورت ہے۔ قوم کو باور کرایا جائے کہ شریعت مقدسہ کے دائرے میں رہتے ہوئے امیر جو حکم دے، اس کا جلالاً شرعاً ضروری ہے۔

آج کی ضرورت یہ ہے کہ دینی مدارس کے نظام تعلیم کو فعال بنایا جائے اور اس سلسلے میں پائی جانے والی رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ خانقاہوں میں زہد و ہدایت، ذکر و فکر اور اتباع شریعت کا نظام خال کیا جائے۔ تبلیغ دین کے جذبے کو فروغ دیا جائے۔ محلہ دار لائبریریاں قائم کی جائیں، جہاں اہل سنت کا لٹریچر برائے مطالعہ فراہم کیا جائے۔ ہر محلے میں تدریسی اجتماعات منعقد کئے جائیں، جہاں عوام الناس کو دینی، اعتقادی، عملی، اخلاقی اور سیاسی مسائل سے آگاہ کیا جائے۔ یہ سب امور ایک تنظیم کے ماتحت ہوں۔ چونکہ کوئی تنظیم فنڈ کے بغیر اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتی، اسلئے فنڈز کی فراہمی کا مضبوط انتظام کیا جائے۔

س: پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے عقائد کے حوالے سے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: وہ کچھ زیادہ ہی آڑو خیال واقع ہوئے ہیں، انہیں اختلاف کرنے والے ذمہ دار علماء کو اعتماد میں لینا چاہئے۔

س: دینی مدارس میں رائج نصاب موجودہ دور کے تقاضے پورے کرنے کی اہلیت رکھتا ہے یا اسے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے؟

ج: دینی مدارس کے نصاب میں ماہرین تعلیم کے مشوروں سے تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور اب بھی کی جا رہی ہیں۔ تنظیم المدارس کا نصاب دیکھئے! پہلے نصاب میں بہت کچھ قطع و برید کی گئی اور کئی نئے مضامین داخل نصاب کئے گئے ہیں۔ راقم کی رائے میں سیرت مبارکہ،

تصوف، تاریخ اسلام، جدید عربی لٹریچر اور علمائے اہل سنت کا عربی کلام، نظم و نثر شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ رہا موجودہ دور کے تقاضے پورے کرنے کا سوال تو دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ دور کے تقاضے کیا ہیں؟ علمائے دین کا اصل کام یہ ہے کہ دینی اسلام کا پیغام آسان اور بدل انداز میں عوام و خواص تک پہنچائیں۔ بلاشبہ موجودہ دور ہی نظامی صحیح طور پر پڑھ کر فراغت حاصل کرنے والا عالم اس مقصد کو ٹھن و خوبی پورا کر سکتا ہے۔

ہماری قوم کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ وہ ظلمی اور فحری خطاب سنے کی بجائے خوش آواز اور دلچسپ دار مقررین کے سنے کو ترجیح دیتی ہے۔ لہذا خوش گلو طلبہ پہلے نعت خواں بنتے ہیں۔ پھر مقررین کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ان کی توجہ پڑھائی کی طرف کم ہو جاتی ہے یا وہ کورس درمیان ہی میں چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ وقتی طور پر تو عوام الناس سے داد و تحسین حاصل کر لیں گے لیکن کسی مسئلے پر انھیں مطمئن نہیں کر سکیں گے اور اگر کسی شخص کو دینی مسائل کے بارے میں مشکلات درپوش ہوں تو اسے تسلی بخش جوابات نہیں دے سکیں گے۔

البتہ فارغ التحصیل علماء میں سے ایسے علماء منتخب کئے جائیں جو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اور تصنیف کا فریضہ انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ انھیں جدید عربی اور انگریزی لکھنے اور بولنے کی تعلیم دی جائے۔ تقابلی ادیان، تاریخ اسلام اور جنرل معلومات ایسے مضامین پڑھائے جائیں اور ان کے مستقبل کا ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے تو اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے فارغ التحصیل مولانا فضل حنان سعیدی نے گزشتہ سال پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے ایم۔ اے کے امتحان میں نہ صرف ٹاپ کیا بلکہ پچھلار ہیکڑ بھی توڑ دیا۔ جبکہ پچھلار ہیکڑ بھی ایک دینی مدرسہ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام، سیال شریف کے فاضل ڈاکٹر خالق داد نے قائم کیا تھا۔

ایک وقت تھا کہ حکومت علوم دینیہ کی سرپرستی کرتی تھی۔ کراچ کے دور میں علوم دینیہ کے سرچشموں کو ہند کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ یا تو طلباء میں اخلاص اور لہجیت کا جذبہ اس طرح کوٹ کر بھر دیا جائے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر علم دین کے حاصل کرنے میں محو ہو جائیں۔ یا پھر ان کے خوشحال مستقبل کیلئے منصوبہ بندی کی جائے۔ تاکہ طلباء ذوق و شوق سے پڑھیں اور کھاتے پیتے گھر والوں کے لوگ بھی اپنے صحت مند بچوں کو دینی مدارس میں بھیجیں۔

تجرب ہے کہ دینی مدارس کے نصاب پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ فلسفہ کو شامل نصاب کیوں رکھا گیا ہے۔ حالانکہ فاضل عربی کے کورس میں ”شمس بازغہ“ ایسی کتاب اب تک شامل ہے۔ جبکہ درسی نظامی میں سے اسے کب کا خارج کر دیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں اس وقت صرف ”ہبذی“ پڑھائی جاتی ہے جس میں فلسفہ قدیمہ کی دو جھیلیں بکھری ہوئی ہیں۔

اعتراض کرنے والوں میں وہ حضرات بھی ہیں جنہوں نے خود درسی نظامی نہیں پڑھا ورنہ انہیں یہ سوال اٹھانا چاہئے تھا کہ درسی نظامی میں ”شرح عقائد“ پر اکتفاء کیوں کیا گیا ہے اس میں ان مسائل اعتقادیہ پر بحث کی گئی ہے جن میں معتزلہ، مرجہ، کرامیہ اور جبریہ وغیرہ فرقوں نے اہل سنت و جماعت سے اختلاف کیا تھا۔ حالانکہ مدارس میں ایسی کتاب بھی پڑھائی جانی چاہئے جس میں موجودہ دور کے فرقوں سے اہل سنت و جماعت کے اختلافات مختصر اور مضبوط و لائق سے پیش کئے گئے ہوں۔ کیونکہ مذکورہ بالا فرقے اپنی حیثیت اجتماعیہ کے اعتبار سے قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔

س : اس وقت پاکستان میں اہل سنت و جماعت اکثریت میں ہونے کے باوجود سیاسی میدان میں زوال کا شکار ہیں۔ آپ کی نظر میں اس کا ذمہ دار کون ہے ؟

ج : حدیث شریف میں ہے :

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ

”تم میں سے ہر شخص پاسبان ہے۔ اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا“ لہذا اہتمام تر ذمہ داری کسی ایک فریق پر نہیں ڈالی جاسکتی۔ زوال کا باعث قائدین اور عوام دونوں ہیں۔ البتہ قائدین کی ذمہ داری زیادہ ہے، کیونکہ قائدین عوام کو چلاتے ہیں نہ کہ عوام قائدین کو۔

س : پاکستان میں انقلاب نظام مصطفیٰ کے راستے کی رکاوٹیں کیا ہیں اور ان کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے ؟

ج : اس وقت سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ ہمارے ملک کی زمام اقتدار غیر ملکی آقاؤں کے ہاتھ میں ہے۔ کہنے کو ہم اگست ۱۹۴۷ء میں آزاد ہو گئے تھے لیکن حقیقتاً آزاد نہیں ہو سکے۔ بلکہ اب تو ہم غلامی کی دلدل میں گھلے تک دھنسنے چکے ہیں۔

بہت دوسری رکاوٹیں ہیں کا نظام انتخاب ہے جس میں ووٹ دینے والے کیلئے تو کچھ منتخب ممبران کیلئے تعلیم، دین داری اور ٹیک نامی کی کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ شرط ہے تو یہ کہ وہ سرمایہ دار ہوں اس سے غرض نہیں کہ وہ سرمایہ جائز ذرائع سے حاصل ہوا ہے یا حرام طریقوں سے۔ ضمیر فردی یہاں کا طرہ امتیاز ہے۔

بہت تیسری رکاوٹ عوام کا ذہن دینی اور اسلامی بنیادوں پر تیار نہیں کیا گیا وہ کس طرح صالح دینی ذہن رکھنے والے محبت وطن اور ناقابل فروخت افراد کو منتخب کر سکیں گے ؟ ظاہر ہے ان رکاوٹوں کو دینی جماعت دور کر سکتی ہے جس کی جزیں عوام میں بہت گہری ہوں اور وہ بھرپور جدوجہد کر کے عوام الناس کے دل و دماغ میں انقلاب برپا کر دے۔ ایسی جماعت کیلئے ضروری ہے کہ نہ صرف عوامی مشکلات و مصائب کا ادراک رکھے بلکہ ان کا ازالہ کرنے کیلئے عملاً کوشش بھی کر کے دکھائے۔ شیخ سعدی کا شعر تھوڑے سے تھرنے کے

ساتھ مقصد واضح کرنے کیلئے پیش کرتا ہوں :

سیاست، جز خدمتِ خلق نیست

بہ تصبیح و سجادہ و دلیق نیست

آج عوام الناس یہ نہیں دیکھتے کہ امیدوار کتنا بڑا عالم و فاضل ہے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے کام کون آئے گا ؟

س : کیا انقلاب صرف انتخابی طریقہ کار سے ہی ممکن ہے یا اس کا کوئی اور بھی راستہ ہو سکتا ہے ؟

ج : موجودہ حالات میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ انتخاب کے ذریعے بہت ہی مشکل دکھائی دیتا ہے۔ ہمارا نظام انتخاب مغربی جمہوری نظام کا چرہ ہے، اس کے ذریعے زیادہ تر مرغانِ بادشاہ، کرپٹ سیاست دان ہی منتخب ہو کر قانون ساز اسمبلی میں جائیں گے۔ جنہیں صرف اس بات سے غرض ہوگی کہ ہم اتنے کروڑ خرچ کر کے منتخب ہوئے ہیں اس سے زیادہ ہمیں ملے چاہئیں۔ انہیں اس بات سے غرض نہیں ہوگی کہ یہاں کونسا نظام نافذ ہوتا ہے، اسلامی یا غیر اسلامی۔ البتہ کوئی سچا مسلمان فوجی اگر نظامِ مصطفیٰ ﷺ نافذ کر سکتا ہے۔ لیکن وہ بھی کہاں سے آئے گا ؟ وہ بھی تو اسی معاشرے کا فرد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پاکستان کو صحیح مومن حکمران عطا فرمائے۔

س : ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظامِ مصطفیٰ اپنے منطقی انجام تک کیوں نہ پہنچی ؟

ج : منطقی انجام تک تو پہنچ گئی تھی۔ تحریک مثبت نہیں بلکہ منفی بنیادوں پر چلائی گئی تھی اس کا مقصد ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو گرانا تھا وہ پورا ہو گیا۔ اگرچہ اس کا فائدہ کسی اور نے اٹھایا۔

ہیز دلوں کے فاصلے فتح کئے بغیر جو غیر فطری اتحاد قائم کیا جائے گا وہ کبھی پائیدار

نہیں ہو سکتا۔ کاش اہل سنت و جماعت آپس میں دلوں کی دوری ختم کر کے متحد، منظم اور فعال ہو جائیں تو بڑے سے بڑے مقصد کا حصول آسان ہو سکتا ہے۔

س : ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دورِ حکومت کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں

ج : جنرل محمد ضیاء الحق دینی رجحان رکھنے والے تھے نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔

جب روسی فوجوں نے افغانستان پر تسلط جمایا تو انھوں نے اور جنرل اختر عبدالرحمن نے افغان مجاہدین کی امداد، سرپرستی اور راہنمائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ روسی افواج کی واپسی میں ان دونوں جرنیلوں کا بہت بڑا حصہ تھا۔ نظامِ صلوة اور نظامِ زکوٰۃ نافذ کرنے کی کوشش کی۔

ہنگامی نظام میں شراکت کھانا جاری کیا۔ تاہم سودی نظام ختم نہ کر سکے اور نہ ہی نظامِ مصطفیٰ ﷺ مکمل طور پر نافذ کر سکے۔ اسلام کے نام پر ریفرنڈم کروایا اور اسے اپنے حق میں استعمال کیا۔ اس وقت تمام اختیارات ان کے پاس تھے۔ اس کے باوجود نظامِ مصطفیٰ ﷺ نافذ نہ کرنا

باعضو افسوس ہے۔ سری لنکا گئے تو وہاں کے مندر میں گھنٹہ جنانے اور چڑھاوا چڑھانے ایسے غیر اسلامی کام کئے۔ کرکٹ میچ کے حوالے سے ہندوستان گئے تو وزیرِ اعظم کی بیگم سے رکوع کی حد تک ٹھک کر ملے۔ مفتی محمود، مولوی غلام اللہ خان اور دیگر دیوبندی و ہابی علماء

کے جنازوں میں شرکت کی۔ اس کے برعکس اہل سنت کے علماء مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری، قاری مطیع الرضا قادری (راولپنڈی)، مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری، شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (سیال شریف) کسی جنازے میں شریک نہیں ہوئے۔ حالانکہ خواجہ صاحب اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر تھے۔

س : کیا اسلام میں مارشل لاء جائز ہے ؟

ج : اسلامی نقطہ نظر سے حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ان الحکم الا للہ (قرآن

پاک)۔ جنگ بدر میں مجاہدین اسلام کی صفیں درست کی جا رہی ہیں۔ ایک صحابی کسی قدر صرف

سے آگے نکلے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی ان کے سینے سے لگائی اور فرمایا :

استویا سواد ۔ سو اسیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

انہوں نے عرض کیا :

”یارسول اللہ ﷺ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ آپ عدل و انصاف کا پیگر ہیں، مجھے بدلہ دیں۔“

نبی اکرم ﷺ نے اپنا سینہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ ”بدلہ لے لو“ انہوں نے عرض کیا کہ ”میرا سینہ تو نکلتا تھا جبکہ آپ کے سینے پر قمیض مہرک ہے۔“ آپ ﷺ نے اپنا گریبان کھول دیا۔ وہ صحابی دوڑ کر آپ کے سینے سے لپٹ گئے اور عرض کرنے لگے۔

”حضور ﷺ! جنگ کا میدان ہے، ممکن ہے میرا آخری وقت آپ پہنچا ہو۔ اسلئے

میری گرزو تھی کہ میرا جسم آپ کے جسم الطہر سے مس ہو جائے۔“

ہے کوئی فیئلہ مارشل جو عین حالت جنگ میں قانون کی اس عملداری کا مظاہرہ کر سکے؟ مارشل لا میں تو سب قوانین معطل ہو جاتے ہیں اور مارشل لائیڈ سنسریٹر کا حکم ہی قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔

س : سیکولر لیڈر کے مقابلے میں تمام دینی قوتوں کو کن مستقل قابل عمل اور کم سے کم نکات پر متحد کیا جاسکتا ہے؟

ج : ایسا کہنا قول ہے کہ مختلف الحقیقت اشیاء کا آپس میں اتصال تو ہو سکتا ہے اتحاد نہیں ہو سکتا۔ مختلف دینی قوتوں میں بعض بنیادی اور اصولی مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے جب تک وہ دور نہیں ہوتا، حقیقی اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر برائے نام قائم ہو بھی جائے تو زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا

”تم سب اللہ کی رسی کو تھام لو اور فرقوں میں نہ مٹ جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ کی رسی کیا ہے؟ قرآن پاک اور دامنِ مصطفیٰ ﷺ۔ تمام طبقوں کے بااثر، مخلص اور اعتدال پسند علماء مل بیٹھ کر حفظ اصول طے کر لیں اور غیر ضروری اختلافی امور کے خاتمے کا فیصلہ کر لیں تو اتحاد ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس طرح نہ ہو سکے تو کم از کم ضابطہ اخلاق طے کر لیا جائے کہ ہر طبقہ اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ معقولیت اور دلائل سے کرے گا۔ اشتعال انگیزی اور قتل و غارت گری کے ذریعے قانون کو ہاتھ میں لیا جائے گا تو ہر دامن ماحول کے قیام میں مدد مل سکتی ہے؟

س : کیا دینی جماعتیں عوام الناس کو اپنا محور بنانے میں کامیاب ہو جائیں گی یا عوام ان سے روٹھے ہی رہیں گے؟

ج : آج سے پچیس سال پہلے کے ماحول پر نظر ڈالیں۔ علماء اور مشائخ کا عوام کے ساتھ گہرا رابطہ تھا۔ تعلیم قرآن، درس قرآن، محافل ذکر، جلسوں اور دینی محافل کے ذریعے، علماء کرام دینی جذبے کے تحت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کا پیغام پہنچاتے تھے اور لوگ بھی ان کی باتیں توجہ سے سنتے تھے۔ آج وہ عوامی رابطہ تقریباً منقطع ہو چکا ہے۔ اہمیت و خطامت ایک پیشہ بن کر رہ گئی ہے۔ وہ علما ذریعہ آمدن تصور کیا جانے لگا ہے۔ اخبارات، عوامی رسائل اور ٹیلی ویژن قوم کے اخلاقی اور اسلامی ثقافت کو برباد کرنے میں خطرناک کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان حالات میں عوام الناس کی دینی جماعتوں سے دوری اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک ہم سلف صالحین کے در و دل اور جذبے تبلیغ سے سرشار ہو کر عوامی رابطہ حال نہیں کرتے۔ آج ہزاروں افراد کے اجتماعات سے خطاب کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ایک ایک شخص تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے۔

س: خانقاہی نظام میں کونسی خرابیاں ہیں؟ کیا ایک بے نماز اور واڑھی منڈا پیر بن سکتا ہے؟

ج: خانقاہیں ہوں یا دینی مدارس، ان میں بڑی خرابی تو یہ ہے کہ یہاں وراثتی نظام قائم ہے یعنی باپ کے بعد بیٹا ہی سچا وہ نشین اور مستم ہو گا چاہے اس میں کسی قسم کی صلاحیت ہی موجود نہ ہو۔ حالانکہ یہ قوی ادارے ہیں۔ انہیں چلانے کیلئے قابل افراد کا انتخاب کرنا چاہیے خواہ بیٹا ہو یا بیٹا اور شاگرد ہو یا کوئی دوسرا فرد۔ موروثی نظام کا نتیجہ ہے کہ خانقاہوں میں ذکر و فکر اور رشد و ہدایت اور مدارس میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ ختم ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اگر ہم معاشرے کے بگاڑ کو دور کرنا چاہتے ہیں اور ملک میں نظام مصطفیٰ کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسلاف کا وہی خانقاہی اور تعلیمی ماحول واپس لانا پڑے گا۔

رہا بے نماز اور واڑھی منڈے کا پیر بننا تو اس سلسلے میں گمراہی ہے کہ کسی کو پیر ماننے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کا فرماں بردار اور مقرب بنادے۔ جو شخص خود شریعت مہد کہ پر عمل نہیں کرتا وہ صحیح مرید بھی نہیں ہے، پیر بننا تو دور کی بات ہے۔ ہول شیخ سعدی۔

”لو خود گم است کرد بہری کند؟“

وہ تو خود گم کردہ راہ ہے، وہ کس کی رہبری کرے گا؟

س: ڈبہ پیروں اور بعض درباروں پر ہونے والی خرافات کی وجہ سے مسلک اہل سنت بدنام ہو رہا ہے اس کا کیا حل ہے؟

ج: کسی شاعر نے کہا ہے:

چو شیراں برقند از مرغزار

زند رو بہ لنگ لاف شکار

”جب شیر چراگاہ سے چلے جائیں تو لنگڑی لومڑی بھی شکاری ہونے کی لاف مارنے لگتی ہے“ جب صحیح پیر نہیں رہیں گے تو لازماً جعلی پیر ان کی گدی سنبھال لیں گے۔ صحیح عقیدہ و عمل والے علماء کی ذمہ داری ہے کہ مسند، رشد و ہدایت سنبھالیں اور خلقِ خدا کی دینی اور روحانی راہنمائی کریں۔ دکھ درد کے مارے ہوئے افراد کی اسلامی طریقے سے یادی کریں اور انہیں بتائیں کہ تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ اپنا تعلق اللہ کریم جلّ شانہ سے مضبوط کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم ﷺ سے ایمان کی حد تک محبت کریں اور آپ کی تعلیمات اور سنتوں پر عمل کریں۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص تعویذ لینے کیلئے آتا تو اس سے پوچھتے کیا نماز پڑھتے ہو؟ وہ نفی میں جواب دیتا تو فرماتے کہ نماز نہ پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ ہی تم سے راضی نہیں تو میرا تعویذ کیا اثر کرے گا؟

علماء دین کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحریری اور تقریری طور پر لوگوں کو بتائیں کہ بے مزارات کو سجدہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

نذر کوغ کی حد تک ٹھک کر سلام کرنا ممنوع ہے۔

بہا مسجد میں جماعت ہو رہی ہو تو مزار پر حاضری دینا اور مزار کے ساتھ لیٹنا ناجائز ہے۔

بہا عورتوں اور مردوں کا اختلاط ناجائز ہے۔

محکمہ اوقاف کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ان امور کا سختی سے سدباب کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان خرافات کا خاتمہ نہ ہو۔

س: کیا ایک پیر تنہائی میں ایک غیر محرم عورت سے ملاقات کر سکتا ہے اور کیا عورتوں کیلئے بھی بیعت ضروری ہے؟

ج: حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص تنہائی میں کسی نامحرم عورت کے ساتھ ملاقات کرے گا تو ان کے ساتھ شیطان بھی شامل ہوگا۔ پیر اپنی مرید عورت کا محرم نہیں ہے اسلئے عورت اپنے پیر کے ساتھ نہ تو تنہائی میں ملاقات کر سکتی ہے اور نہ ہی بغیر پردے کے اس کے سامنے جا سکتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تنہائی میں مرد و اکثر کیلئے مریضہ کا چپک اپ کرنا ہی جائز نہیں ہے۔ جبکہ اس کی کوئی پردہ نہیں کی جاتی۔

سب سے بڑے پیر ذہبی اکرم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ نجات کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کے لائے ہوئے احکام کو دل و جان سے تسلیم کرے اور ان پر عمل کرے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت البتہ ذکر و فکر اور لور اور دو مخالف سیکھنے کیلئے عورت اپنے شوہر کی اجازت سے صحیح العتیدہ سننی اور صاحب علم و عمل پیر کی بیعت کرے تو جائز ہے بلکہ اہم امور میں سے ہے۔

س: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے عورتوں کو مزارات پر آنے سے منع کیا ہے۔ دور حاضر میں فکر رضا کے علم بردار علماء اس بات کی تلقین کیوں نہیں کرتے؟

ج: حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک دفعہ یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

”ہم منع تو کرتے ہیں لیکن اس سلسلے میں زیادہ سختی اسلئے نہیں کرتے کہ عورتیں بازاروں میں بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں۔ کسی بزرگ کے مزار پر جائیں گی تو کچھ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کریں گی، توبہ استغفار کریں گی،

موت کو یاد کریں گی۔“

اہم علماء کو چاہئے کہ امام احمد رضا بریلوی کے فتوے کی تشہیر کریں اور بتائیں کہ اگر جانا ہی ہے تو پردے کی پابندی کریں اور موت کو یاد کریں کہ زیارت قبور کا اہم مقصد یہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میلے کا ماں قائم کر دیا جائے اور نمود و نمائش کا شوق پورا کیا جائے۔

س: کیا دیوبندی، اہل حدیث یا شیعہ خاتون سے شادی جائز ہے؟

ج: کسی سننی مرد کیلئے کسی بھی ایسی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے جس کی بد مذہبی حد تک پہنچی ہوئی ہو مثلاً ذہبی اکرم رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخ ہو یا شتم نبوت کی مکر ہو یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کی مکر ہو یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت مآلیٰ پر شک کرتی ہو۔

علاوہ ازیں کسی بھی بد مذہب عورت سے شادی نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ دو جہنم کے درمیان ذہبی اور قلمری ہم آہنگی کا فقدان خانگی زندگی کو اجیران کر دے گا۔ نیز مرد اگر اس کا ہم خیال نہ بھی بنے تو اولاد اپنی ماں کے عقائد و خیالات سے ضرور متاثر ہوگی۔

س: ریڈ قادیانیت کے حوالے سے علماء اہل سنت کے کردار پر روشنی ڈالیں

ج: علماء اہل سنت نے ہمیشہ فرق باطلہ کا رد کیا اور اُمت مسلمہ کو سرکارِ دو عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مرزائے قادیانی نے قصرِ ختم نبوت میں نقب لگا کر خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء اہل سنت نے تو ان لوگوں کو بھی معاف نہیں کیا جنہوں نے کہا تھا:

”بالفرض اگر زمانہ نبوی کے بعد بھی کوئی نیا نبی آجائے تو خاتمِ محمدی میں فرق نہیں آئے گا“

امام احمد رضا بریلوی کے والد ماجد مولانا تقی علی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے

خلاف علمی اور قلمی جہاد کیا جوسکتے تھے کہ باقی چھ زمینوں پر نبی اکرم ﷺ کے مثل چھ افراد موجود ہیں۔

۱۔ شہید تحریک آزادی علامہ محمد فضل حق خیر آبادی اس سے پہلے "تحقیق الفتویٰ" اور "انتہای الظہیر" لکھ کر مخالفین کو ساکت کر چکے تھے۔

۲۔ مولانا غلام قادر بھیروی رحمہ اللہ تعالیٰ (م۔ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) نے مرزا کا سخت رد کیا اور "مجم شہابی" مسجد لاہور میں ایک پتھر نصب کیا، جس پر یہ عبارت درج تھی :

"بالتفاق انجمن حنفیہ حکم شرع شریف قرار پایا کہ کوئی وہابی، رافضی، نیچری، مرزائی مسجد ہذا میں نہ آئے اور خلاف مذہب حنفی کوئی بات نہ کرے۔"

۳۔ آکلب گولڑہ حضرت میر سید مر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء میں حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے گئے تو ان کی خواہش یہ تھی کہ حرمین شریفین میں ہی قیام کیا جائے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تاکید واپسی کا حکم دیا اور فرمایا :

"ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے اسلئے آپ ضرور ہندوستان واپس جائیں بالعرض اگر آپ خاموش بھی بیٹھے رہیں گے تو بھی وہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا۔"

پیر صاحب فرماتے تھے کہ ہم حاجی صاحب کے اس کشف کو اپنے یقین کی رو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتے تھے ۲۶

۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں آپ نے "منش الہادیہ" لکھ کر مرزائے قادیانی کے مزعومات کا رد کیا اور حضرت عینی علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کیے۔ مرزا کا خیال ہو گا کہ پیر صاحب صوفی منش اور عبادت و مجاہدہ کے میدان کے آدمی ہیں، وہ میرا چیلنج ۲۶ محمد عبدالغفور قادری، علامہ: تذکرہ اہل سنت، ص ۵۳۸، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

مناظرہ قبول نہیں کریں گے اور یوں مجھے فتح کا جشن منانے کا موقع مل جائے گا لیکن "اے ہمارا گروہ خاک شدہ"

کے مطابق ناکامی کا منہ دیکھا۔ حضرت پیر صاحب علماء کے جم غفیر کے ساتھ مقررہ تاریخ پر بادشاہی مسجد لاہور تشریف لائے مگر مرزا کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس نے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو "اعجاز المسیح" کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر عربی میں شائع کی اور تاثر یہ دیا کہ الہامی تفسیر ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں "سیفِ چشتیانی" لکھ کر شائع کر دی۔ جس میں مرزا کی عربی دانی کو طشت ازہام کیا اور قادیانی دعویٰ کی دھجیاں بکھر دیں۔ اس کتاب کا جواب پوری ذرمت قادیانیت کے سر پر قرض ہے۔

۲۔ امام احمد رضا علیہ السلام قدس سرہ العزیز مسلک اہل سنت کے حقانیت کی نجران اور فرق باطلہ کے خلاف شمعیر بے نیام تھے۔ انھوں نے "حسام الحرمین" میں سب سے پہلے مرزائے قادیانی کے ٹکر کا تذکرہ کیا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ" اور دیگر رسائل میں قادیانیوں کے رد میں فتاویٰ دیکھے جاسکتے ہیں۔

قادیانیوں کے رد میں آپ کے درج ذیل رسائل ملاحظہ کیجئے :-

- ۱۔ المبین ختم النبیین
- ۲۔ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب
- ۳۔ قہر الدیان علی مرتد بقادیان
- ۴۔ جزاء اللہ عدوہ ربایم ختم النبوة
- ۵۔ الجواز الدیانی علی المرتد القادیانی (آخری تصنیف)

آپ کے صاحبزادے حضرت جتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں نے مرزا کے رد اور حضرت عینی علیہ السلام کی حیات کے موضوع پر لاجواب رسالہ "الصادم الربانی علی اسراف القادیانی" لکھا اور مرزا کیوں پر بخت قائم کر دی۔

پروفیسر خالد نعیر احمد، فیصل آباد نے دیوبندی منصب فکر سے تعلق رکھنے کے باوجود اپنی کتاب ”تاریخ محاسبہ قادیانیت“ (ص ۴۵۵) میں امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ نقل کیا اور اس سے پہلے اپنے نوٹ میں لکھا:

”ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت، فقہی دانش و بصیرت کا تاریخی شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعوائی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی خزانہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں، کم ہے۔“

امیر ملت حضرت خیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے مرزائے قادیانی کے دعوائی باطلہ کی زد دست خرید کی اور لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کو تحفظ فراہم کیا آپ نے بادشاہی مسجد، لاہور میں تقریر کرتے ہوئے مرزا کی موت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی ہے۔

مولانا فقیر محمد چٹلی، جہلم سے ہفت روزہ ”سراج الاخبار“ نکالتے تھے۔ انھوں نے مولانا کرم الدین دہر کو اس رسالے کا مدیر مقرر کر دیا۔ مولانا نے مرزائیوں کے خلاف اتنے زوردار مضامین لکھے کہ مرزائی بلبلا اٹھے۔ انھوں نے یکے بعد دیگرے مدبر اور پرنٹرز کے خلاف تین مقدمات دائر کر دیے۔ دو میں تو وہ باعزت مدبر ہو گئے۔ تیسرے مقدمے میں ۵۴ روپے جرمانہ ہو گیا جو ادا کر دیا گیا۔

۷ ابریل ۱۹۰۳ء کو ایک کتاب ”مواعظ الرحمن“ جہلم میں تقسیم کی گئی۔ جس میں مولانا کرم الدین دہر کے خلاف جی بھر کر زہر اگلا گیا۔ مولانا نے مرزائے قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ دو سال تک چلتا رہا۔ ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو گورداسپور کے جج نے مرزا غلام احمد قادیانی پر پانچ سو روپے اور حکیم فضل دین پر دو سو روپے جرمانہ عوامی امر تسمی، مولانا: انکلا یہ علی افتاد ہے

سورہ پے جرمانہ کا حکم دیا اور جرمانہ ادا نہ کرنے کے صورت میں بالترتیب چھ اور پانچ ماہ قید کا حکم سنایا۔

۱۹۵۳ء میں تمام طبقتوں نے مل کر تحریک ختم نبوت چٹائی اور بالائے نقاب مجلس عمل کا صدر علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری کو منتخب کیا گیا۔ مصلح طور پر خواجہ ناظم الدین کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ کے منصب سے ہٹایا جائے اور مرزائیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ حکومت نے مطالبات تسلیم کرنے کی بجائے قاضیوں کو گرفتار کر لیا۔ پھر کیا تھا پورے ملک میں احتجاجی جلے ہونے لگے اور جلوس نکالے گئے۔ حکومت نے بھی تشدد کی ابتدا کر دی اور پورے ملک کے شیل خانے فدا یان ختم نبوت سے بھر گئے۔

علامہ ابو الحسنات سکسٹر جیل میں تھے جہاں آپ کو اطلاع پہنچائی گئی کہ آپ کے اکلوتے فرزند مولانا سید ظلیل احمد قادری کو تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کے پاداش میں پھانسی دے دی گئی ہے۔ اللہ ربہ استطاعت آپ نے فرمایا :-

”الحمد لله اللہ تعالیٰ نے میرا یہ معمولی بچہ یہ قبول فرمایا۔“

دیگر زعماء گرفتار ہو گئے تو مجلس ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے مسجد وزیر خان لاہور کو مرکز بنا کر اپنی شعلہ بار تقریروں سے تحریک کو آگے بڑھایا۔ انھیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کے خلاف پھانسی کا فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ قریب تھا کہ یہ تحریک کامیاب ہو جاتی لیکن بعض آسائش پسند لیڈر حکومت سے معافی مانگ کر رہا ہو گئے۔ بعد ازاں علامہ ابو الحسنات اور مولانا عبدالستار خان نیازی کو بھی رہا کر دیا۔ مولانا ظلیل احمد قادری کی سزائے موت کی خبر غلط ثابت ہوئی۔

۱۹۷۴ء میں دوبارہ تحریک ختم نبوت چلی تو اس کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی شارح خطاری تھے۔ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور ۷ ستمبر کو مرزائی غیر

مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ اس موقع پر مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ اذہری، مولانا محمد علی (حیدر آباد) اور مولانا محمد ذاکر (بھنگ) کی کوششیں قابلِ قدر ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تمام علماء اہل سنت نے رزبر ذابیت میں بلاہ چندہ کر حصہ لیا اس سلسلے میں کتنے حضرات کے نام گنوائے جائیں؟ تاہم آج ضرورت ہے کہ اہل سنت کا کم از کم ایک ادارہ ایسا ہو جو رزبر ذابیت کیلئے مختص ہو۔ قادیانیوں نے اپنی ریشہ دواشیوں کا جال پوری دنیا میں پھیلا دیا ہے اور دنیا کے عیسائیت ان کی پشت پناہی کر رہی ہے۔

س: وہ کون سے فکری علمی اور تحقیقی پہلو ہیں جن پر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے؟

ج: پہلو تو بے شمار ہیں لیکن ان پر کام کون کرے گا؟ ایک وہ افراد کے بس کا تو دو گ نہیں ہے، کاش جماعت اہل سنت منظم ہو کر تصنیف و اشاعت کا ایک ادارہ قائم کرے۔ پھر یہ سوچنا مناسب رہے گا کہ کس کس موضوع پر کام کرنے کی ضرورت ہے؟ آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ سے مضبوط سے مضبوط تر ہو۔ اس کیلئے دین کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل آسان زبان میں اردو، انگریزی اور عربی میں سہ پہر کی وسیع بنیاد پر اشاعت کی جائے۔ تصوف کی مستند تصانیف عام فہم زبان میں پیش کی جائیں۔ عقائد پر کتابیں لکھی جائیں اور ان شکوک و شبہات کا قلع قمع کیا جائے جو نئی نس کے نوجوانوں میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ مسائل جدیدہ کا حل پیش کیا جائے۔ مستشرقین کے اعتراضات کا معقول انداز میں جواب دیا جائے۔ تاریخ اسلام لکھی جائے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے کارناموں پر لکھا جائے۔ سکول، کانج اور یونیورسٹی کے نصاب کے مطابق کتابیں تیار کی جائیں۔ ایک جماعت ایسی صحیفہ کی جائے جو اخبارات میں اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کو جواب دے۔

س: اکثر جید علماء و مشائخ کے بیٹے دین کی بجائے دنیا کی طرف راغب نظر آتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟

ج: اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حساس اور ذمہ دار علماء دینی خدمات میں اس طرح کھو جاتے ہیں کہ انھیں اپنی اولاد کی تربیت اور خدمت دین کا جذبہ ان تک منتقل کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ یقیناً یہ بڑی کوتاہی ہے۔ اخلاص اور لویٹ کا جذبہ اپنی اولاد کو منتقل کر دینا خود بہت بڑی عبادت اور ذمہ داری ہے۔

دوسری بڑی وجہ علماء کی معاشی حالت ہے۔ علماء خود اولیائیت کے جذبے سے معمور ہوتے ہیں۔ لہذا معاشی دباؤ برداشت کر جاتے ہیں۔ لیکن اولاد اسے برداشت نہیں کر پاتی۔ پھر ہمارا ماحول اور معاشرہ دما دیت اور طلبہ زرگی و ڈر میں غرق ہے۔ حلال اور حرام کی تمیز کے بغیر مال دنیا کے حصول کیلئے ظہیر تک فردخت کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی جاتی ایسے ماحول میں بچوں کا ذہن متاثر نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا؟

س: آپ کے روزانہ کے معمولات کیا ہیں اور رات کو کتنے بجے تک لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں؟

ج: آج کل صبح ساڑھے سات بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک خطاری شریف اور درس نظامی کی دوسری کتابیں پڑھاتا ہوں۔ اس کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتا ہوں۔ ملاقات کرنے والے احباب سے ملاقات کرتا ہوں۔ ظہر کے بعد عصر تک آرام کرتا ہوں۔ عصر کی نماز کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ میں قائم مکتبہ قادریہ میں کام کرتا ہوں۔ ملک اور بیرون ملک سے آنے والے خطوط کا جواب لکھتا ہوں۔ پھر دوبارہ رکعت نزد سست ہو کر مکتبہ قادریہ میں غیثہ کی نماز تک بیٹھتا ہوں۔ پھر واپس آکر کچھ لکھنے پڑھنے کا کام کرتا ہوں جو آج کل بہت محدود ہو گیا ہے۔ اس مشغلے میں روزانہ تقریباً بارہ بجے ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ دین و مسلک کا حضورِ اہست

کام کر رہی لیتا ہوں۔

س : مستقبل میں آپ کی کونسی کتابیں منظر عام پر آ رہی ہیں ؟

ج: راقم نے کچھ عرصہ پہلے اپنے متفرق مقالات جمع کئے جو کسی کتاب میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ ارادہ یہ تھا کہ انھیں یکجا کر دیا جائے۔ لیکن دو اتنی مقدار میں تھے کہ ایک کتاب میں سما نہیں سکتے تھے اسلئے یہ طے کیا کہ انھیں پانچ چھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ پہلا حصہ "مقالات سیرتِ طیبہ" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ دوسرے اور تیسرے حصہ "تذکرہ اہلِ اہلبیت" اور "تذکرہ اخیارِ اہلبیت" کے نام سے عنقریب شائع ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز یہ تذکرے چودھویں صدی اور اس سے پہلے کے علماء اور مشائخ کے حالات پر مشتمل ہیں۔ مدینہ منورہ کے سابق مفتی حضرت سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے رسالہ مبارکہ "مناقب سید العہد" (حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ترجمہ کیا ہے جو عنقریب کراچی سے شائع ہوگا۔ اس کے علاوہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی اہم تصنیف "تحفہ الصوفیہ فی معرفۃ الفقہ والتصوف" کا عربی سے اردو ترجمہ کیا ہے جو لاہور سے شائع ہوگا۔ شیخ محقق کی یہ تصنیف اہلِ اہلبیت تک طبع نہیں ہوئی۔

س: کیا انقلابِ اربعہ ان کو اسلامی انقلاب کہا جاسکتا ہے ؟

ج: ایسی انقلاب خالص شیعہ انقلاب تھا۔ وہاں اہل سنت و جماعت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ انھیں مسجد تک، بنانے کی اجازت نہیں۔ جبکہ امریکہ، برطانیہ اور دیگر ممالک میں اہل سنت و جماعت مسجدیں بنارہے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ”اسلام اور عیسائی مذہب“ از علامہ بدر القادری، فاضل جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، انڈیا۔ ۸

مسند تدریس کی زینت، صاحب فن استاد

انٹرویو : ملک محبوب الرسول قادری

”عصر حاضر میں دینی اہلکار سے تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے فن کی معراج کو اخلاص و لہجیت کے ساتھ، مکتوئے والے نامور عالم دین، صاحبِ فن ادیب و شاعر، معزز المراجع صوفی، درویشِ صفت، استادِ حضرت شیخ الحدیث والخصیر علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری گزشتہ ۲۳ سال سے اہل سنت کی سرکڑی و سرگودار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور میں جلوہ افروز ہیں اور نبوی علوم کا نور تشکاتِ علم میں تقسیم فرما رہے ہیں۔ سادگی، ایقانے عمد، مہمان نوازی، چھوٹوں پہ شفقت، بڑوں کا احترام، دینی کارکنوں کی قدر افزائی اور رہنمائی (وہ لوصاف ہیں جو اس وقت عوام کو کجا اہل علم میں بھی مفقود ہو کر رہ گئے ہیں) ان کی طرح مستحانیہ ہے۔ ان کے ہاں خوفِ خدا کا راج ہے اور ان کا دل حسبِ رسولِ پاک ﷺ سے کباب ہے، وہ دقینوسی اور روایتی مولوی نہیں بلکہ عصری تقاضوں سے واقف مہدار مغزِ عالم دین ہیں۔ ان کی تحریر میں نفاست بھی ہے اور شگفتہ بھی۔“

بلاشبہ آپ اپنی وضع کے منفرد عالم دین ہیں۔ اختلاف رائے کے معاملے میں بھی چار حیثیت کو پسند نہیں کرتے بلکہ بہت ہی خستہ انداز میں اپنا موقف منوالیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بہتان طرازی اور بے جیاد الزامات پر مبنی ”البریلویہ“ نامی رسوائے زمانہ کتاب کا جواب لکھنے کی ذمہ داری بھی آپ ہی کو سونپی گئی۔ اور آپ نے انتہائی جامع اور مدلل کتاب ”من عقائد اہل السنہ“ لکھ کر اپنا موقف واضح کر دیا اور تمام الزامات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ بھی کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ موضوع مبھانے کا حق لوہا کر دیا۔

حضرت شرف قادری صاحب قہدہ واقعی عثمانی تعارف نہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پیش نظر "انٹرویو" آگئے بہت قریبی احباب کیلئے بھی بہت بڑا تعارف ہو گا اور گزشتہ ۳۳ سال سے مسند تدریس کی ذہینت، صاحب فن استاذ کی باتیں قارئین کرام کیلئے مشعل راہ ہوں گی۔۔۔۔۔ واقعی انکی باتوں میں ٹکوں کی خوشبو ہے آئیے ان کی باتوں سے پھولوں کی خوشبو پائیں۔"
محبوب قادری ۹۷

س: نام و نسب؟

ج: محمد عبدالحکیم شرف قادری ابن مولانا اللہ و تاتین صوفی نور بخش رحمہما اللہ تعالیٰ۔

س: تاریخ ولادت، مقام ولادت اور خاندانی پس منظر؟

ج: ۲۴ شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء کو مرزا پور، ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب میں میری پیدائش ہوئی۔ والدین عابد و زاہد اور پرہیزگار تھے۔ والدہ ماجدہ صبر و رضا کی پیکر، پابند صوم و صلوة، روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتیں۔ رمضان شریف میں پندرہ برس مرتبہ قرآن پاک ختم کرتی تھیں۔ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مرید تھیں۔ درود پاک کا بحر ت درو کرتی تھیں۔ آخری وقت بے ہوشی کے عالم میں واضح طور پر اسم ذات اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔

والد ماجد مولوی اللہ و تاتین رحمۃ اللہ علیہ نے باکمال اساتذہ سے صرف، نحو اور فارسی پڑھی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد انجنیئر شید، لاہور میں جامع مسجد صدیقیہ میں خطیب پاکستان مولانا غلام الدین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے نائب رہے اور ان ہی سے قرآن پاک کے پندرہ بائیس پاروں کا ترجمہ پڑھا۔ حافظ کمال کا تھا جو کچھ انہوں نے پڑھا تھا وہ انہیں متحضر تھا۔ اردو، پنجابی اور فارسی کے سینکڑوں اشعار ان کی نوک زبان پر رہتے تھے۔

میرے والدین کو چھان ہی سے پیکر زہدہ تقویٰ اور خدا ترس خاتون جنت ملی رحما اللہ تعالیٰ کی سر پرستی رہی۔ میرے والدین نے جو ان کی خدمت کی، وہ موجودہ دور میں کوئی شخص اپنی سگی ماں کی بھی کیا کرے گا؟

س: ابتدائی تعلیم، تکمیلی تعلیم۔ کب، کہاں اور کن کن اساتذہ سے پڑھا؟

ج: ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۵ء تک انجنیئر شید کے پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کی۔ پندرہ سال کی عمر میں جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں اپنے والد محترم مولانا محمد عبدالغفار ظفر صاحبی مدظلہ العالی کی ترغیب پر داخل ہوا۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء تک فارسی، صرف اور ادب کی کتابیں پڑھیں۔

۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۱ء تک جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں پڑھتا رہا۔ یہاں ابتدائی کتب سے لیکر فقہ میں "کنز الدقائق"۔۔۔۔۔ اصول فقہ میں "نور الانوار"۔۔۔۔۔ بلاغت میں "مختصر المعانی"۔۔۔۔۔ منطق میں "لما حسن" اور "لما جلال"۔۔۔۔۔ نحو میں "کافیہ" صرف میں "فصول اکبری" اور ادب میں "متنبی" تک کتابیں پڑھیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا کرم شامل ہوا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد شفیع سیالوی مدظلہ العالی کی ترغیب پر ۱۹۶۱ء میں جامعہ ادبیہ مظہریہ، ہندیاں شریف ضلع خوشاب میں عصر حاضر کے فقید المثال مدرس، ملک الدرسین حضرت مولانا علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل درج نظامی کی سعادت حاصل کی۔ فقہ میں "ہدایہ" مکمل، اصول فقہ میں "مسلم الثبوت"، منطق میں "قاضی" اور "محمد اللہ"، فلسفہ میں "صدر" اور "شمس باغ"، نحو میں "عبدالغفور" اور "حکمد"، حدیث میں "تقریح ہندسہ"، جیومیٹری میں "اقلیدس"، کلام میں "شرح عقائد"، "خیالی" اور "امور عامہ"۔۔۔۔۔ تفسیر میں "جہالین" اور "تفسیر چٹاوی"۔۔۔۔۔ اور حدیث

میں ”مکتوبہ شریف“، ”نور ترمذی شریف“ تک کتابیں پڑھیں اور ۱۹۶۴ء میں فراغت حاصل کی۔

س: کن کن اساتذہ سے اکتسابِ علم کا موقع ملا۔ مشہور اور اہم اساتذہ کے اسمائے گرامی؟

ج: منطق کا ابتدائی رسالہ ”حضرت عبدالمطہر طریقت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول رضوی مدظلہ العالی (فیصل آباد) کی معیت میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد) سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔“ ایک دفعہ بخاری شریف کے درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

☆ ملک المدین حسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی (دھوکہ دھن، خوشاب)

☆ مفسر قرآن، شارح بخاری مولانا علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ العالی (فیصل آباد)

☆ محسن اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی (لاہور)

☆ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی (سیال شریف)

☆ حضرت مولانا علامہ حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

☆ حضرت مولانا سید منصور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

☆ حضرت فقیہ العصر مولانا مفتی محمد امین مدظلہ العالی (فیصل آباد)

☆ حضرت مولانا شمس الزماں قادری مدظلہ العالی (لاہور)

س: استاذ اکل مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کی ذات گرامی کو آپ

نے کیسا پایا؟

ج: حضرت استاذ گرامی، ملک المدین حسین مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی تاریخِ سائنس مدرس ہیں۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ”بہار شریعت“) کے بعد درسِ نظامی پڑھانے اور مدین تیار کرنے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ مجھے تسلیم ہے کہ آپ کے معاصرین میں دورہ حدیث یادورہ قرآن پڑھانے والے جلیل القدر فضلاء تھے۔ لیکن اندازے اعتبار سے انتہائی دور رس نظامی پڑھا کر ٹھوس قابلیت کے حامل مدرسین تیار کرنے میں کوئی آپ کا مد مقابل نہیں ہے۔ آج پاکستان کے مدارس آپ ہی کے فیض یافتہ مدرسین کے دم قدم سے گزرتے ہیں۔ آپ اس طرح گرامی ہیں جا کر پڑھاتے تھے جیسے مصنف خود پڑھا رہا ہو۔ آپ کی شاگردی کی نسبت اس قدر فیض بخش تھی کہ طلباء میں علم کا شوق ہی نہیں عشق پیدا ہو جاتا تھا۔ آج جبکہ آپ صاحبِ فراش ہیں۔ مولانا نذر حسین، محض آپ کی خدمت کرنے کے جذبے سے آپ کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور ”شرح و قایہ“، ”نور الانوار“، اور ”منا حسن“ ایسی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ کمال کے مولانا عبدالباری ساٹھ سال سے زیادہ عمر کے ہوئے باوجود منطق و حکمت پڑھنے کیلئے آپ کے در و دولت پر پڑے ہوئے ہیں۔

س: بیعت و خلافت؟

ج: مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوں۔ حضرت مولانا ربیع رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دوسرے بزرگوں سے خلافت حاصل ہے۔

س: مریدین کی تعداد؟

ج: ابھی خود ہی صحیح طور پر غریب نہیں بن سکا اور نہ ہی سلوک کی تکمیل کر سکا ہوں۔

س: اپنی اولاد کے مستقبل اور علم دین کے حصول کے حوالے سے آپ کچھ بتانا پسند کریں گے؟

ج: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسان کا اظہار کرنے کے ارادے سے عرض کرتا ہوں کہ:

میرے بڑے بیٹے ممتاز احمد سیدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں درس نظامی کی تکمیل کی اور تنظیم المدارس کے درجہ عالیہ کے امتحان میں پورے ملک میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے ایم۔ اے عربی کرنے کے بعد عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ اذہر شریف میں ایم فل کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔ جس کا عنوان ہے "الشیخ احمد رضا شاعر اعربیا"

☆ شیخ محمود سعید ممدوح (دہلوی) کے عربی رسالے "الاعلام" کا اردو ترجمہ "اصل نرا" حاضری اس پاک ور کی ہے "کے نام سے کرچکے ہیں۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ اور معروف اسکالر مولانا کوثر نیازی کے مقالات کا عربی ترجمہ کرچکے ہیں۔ یہ تراجم چھپ چکے ہیں۔

☆ امام احمد رضا علیہ السلام کی رسالے "امام القیامہ" اور "طرد الافاعی" کا عربی میں ترجمہ کرچکے ہیں۔

☆ عزیزم مشتاق احمد قادری دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ گزشتہ سال (۱۹۹۷ء) انھوں نے میٹرک (کرسٹ) میں سرگودھا بورڈ میں ٹاپ کیا اور دو گولڈ میڈل حاصل کیے۔

☆ عزیزم شہزاد احمد قادری حافظہ اور قادری ہیں۔ کلام اقبال کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ منتخبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور میں میرے ساتھ معاون ہیں۔

س: آپ نے کن کن مدارس میں تدریس فرمائی؟ کل تدریسی مدت؟

ج: الحمد للہ مجھے ۳۳ سال دینی علوم اور ۲۴ سال سے بالخصوص حدیث شریف پڑھانے کی سعادت حاصل ہے۔ ۱۹۶۵ء میں تدریس کا آغاز جامعہ نعیمیہ، لاہور سے کیا۔ پھر دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور۔ اسی دوران رمضان شریف کی تعطیلات میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ چار سال دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور۔ دو سال مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال میں پڑھاتا رہا۔ ۱۹۷۳ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور آگیا اور ہنوز دسمبر ۱۹۹۷ء اسی جامعہ میں ہوں۔

س: اہم تلامذہ کے نام؟ کُل کتنے طلباء نے آپ سے اکتساب فیض کیا؟

ج: تمام تلامذہ کی تعداد تو محفوظ نہیں البتہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے فارغ ہونے والے علماء کی تعداد تین سو چھتر (۳۷۶) ہے۔ ان سب نے فقیر سے بھی حدیث شریف پڑھی۔

☆ مولانا مفتی محمد خان قادری، شیخ الجامعہ، جامعہ اسلامیہ، لاہور

☆ مولانا محمد صدیق ہزاروی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ مولانا محمد عبدالستار سعیدی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ مولانا خادم حسین، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ مولانا صاحبزادہ سردار احمد، ناظم اعلیٰ جامعہ حبیبیہ، حبیب آباد (وال راہارام)

☆ صاحبزادہ حبیب احمد، مدرس جامعہ امینیہ، فیصل آباد

☆ مولانا غلام نصیر الدین، جامعہ نعیمیہ، لاہور

☆ مولانا حافظ عبدالغفور، ناظم اعلیٰ جامعہ حنفیہ غوثیہ، چیمپان روڈ، لاہور

☆ مولانا حافظ محمد شاہد اقبال، مدرس جامعہ حزب الاحناف، لاہور

☆ مولانا عبدالرشید قریشی، مدرس جامعہ رضویہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
☆ مولانا عبدالرزاق بھٹراوی، مدرس جامعہ رضویہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
وغیرہم

س: تصنیف و تالیف کے آغاز کا سبب؟

ج: حضرت استاد العصر ملک المدرسین مولانا علامہ محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کے ملاحظہ میں یہ رواج تھا کہ جو کچھ پڑھتے، اسے یاد کر کے قلمبند کر لیتے۔ جامعہ امدادیہ مظہریہ، ندیال شریف میں پڑھتا تھا۔ وہاں ایک دفعہ مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی نے تقریر کی اور علماء دیوبند کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے علماء نے تصنیف و تالیف کے میدان میں اتنا کام کیا ہے کہ بریلوی مدارس میں بھی وہ کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں، جن پر ہمارے علماء نے شرح اور حواشی لکھے ہیں، تم نے کیا کام کیا ہے؟ اس کی یہ بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے تیبہ کیا کہ انشاء اللہ العزیز تصنیف و اشاعت کے میدان میں کام کروں گا اور مخالفین کے اس الزام کا ازالہ کروں گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے علماء نے تصنیف کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن اول تو ان کی اشاعت ہی نہیں ہوئی۔ اور جو تصانیف شائع بھی ہوئیں انکی اشاعت کا تسلسل جاری نہ رہ سکا۔ حضرت مولانا سید غلام بیلائی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ”بیر اکمل“ وغیرہ) اور مولانا عبدالرزاق بھٹراوی بھی کسی دیوبندی کے طبع کے رد عمل کے طور پر تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے۔

س: کل کتنی کتابیں لکھیں؟

ج: تقریباً چالیس چھوٹی بڑی کتابیں لکھ چکا ہوں۔ جن میں کچھ عربی، فارسی میں اور باقی اردو میں۔

س: اہم ترین کتاب۔ جو سب سے زیادہ مقبول ہوئی؟

ج: ”تذکرہ اکابر اہل سنت“ کے چار ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

”اندھیرے سے اُجالے تک“ کی پاکستان اور ہندوستان میں اشاعت تیرہ ہزار سے زیادہ ہے۔ اس پر بہت تاثراتی خطوط موصول ہوئے۔

عربی میں ”من عقائد اہل السنہ“ کو بہت پسند کیا گیا۔ پاکستان میں اشاعت کے دو تین ماہ بعد ”رضا کیڈمی، ممبئی، انڈیا“ نے اسے شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔

س: ”البریلویہ“ کا رد آپ نے لکھا۔ اسکی پذیرائی اور مقبولیت کیسی رہی؟ کیا عرب دنیا میں اسکو سمجھنے سے ”البریلویہ“ کے زہر پلے اثرات ختم ہوئے؟

ج: الحمد للہ! ”من عقائد اہل السنہ“ عربی تصنیف کے متعدد نسخے حرمین شریفین، بیروت، مصر، دہلی، ترکی، انگلینڈ، ہندوستان اور خاص طور پر کیرالا گئے۔ اور اس کتاب کو پسند کیا گیا۔ بعض حضرات نے کھلے دل سے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔ حضرت ملک التحریر علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی نے لکھا کہ ہم اسے اپنے نظریات کی اساسی کتاب قرار دے سکتے ہیں۔ رہا ”البریلویہ“ کے زہر پلے اثرات ختم کرنے کا تو اس بارے میں ہندوستان میں اہل سنت کے سب سے بڑے دارالعلوم جامعہ اشرفیہ، مبارکپور کے شیخ الادب مولانا محمد احمد مصباحی مدظلہ نے لکھا تھا کہ:

”البریلویہ“ ایک لاکھ کی تعداد میں غیر ملکی امداد کی بنیاد پر شائع ہوئی۔ اسکے زہر پلے اثرات کا ازالہ تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ”من عقائد اہل السنہ“ دو لاکھ کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کی جائے۔“

اور یہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب اہل سنت و جماعت حیثیت جماعت اور خاص طور پر منقول طبقہ اس طرف متوجہ ہو۔

س: غیر ملکی اہم سنٹی ادارے اور علماء جن سے آپ کے رابطے قائم ہو چکے

ہیں ؟

ج : علامہ اسلام کے نامور عالم حضرت شیخ سید یوسف ہاشم رفاعی

ؒ مکہ معظمہ کے شہرہ آفاق عالم سید محمد بن علوی مابکی

ؒ جامعہ ازہر کے شیخ سید حازم محمد احمد المحفوظ

ؒ مجلہ ”منار الہدیٰ“ بیروت کے رئیس التحریر شیخ عبدالقادر فاکہانی

ؒ بیروت ہی کے شیخ کمال یوسف الحوت حسینی

ؒ مدینہ منورہ کے شیخ فضل الرحمن مدنی

ؒ انگلینڈ کے مولانا علامہ فروغ القادری، مولانا مفتی محمد گل رحمن قادری، مولانا

عبدالحمید برٹل

ؒ شکاگو، امریکہ کے ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں

ؒ انڈیا کے بین الاقوامی شہرت کے حامل علامہ ارشد القادری

ؒ جامعہ اشرفیہ، مہارکپور (انڈیا) کے مولانا محمد احمد مصباحی

ؒ جامعہ قادریہ چریاکوٹ (انڈیا) کے مولانا محمد عبدالمبین نعمانی

ؒ دہلی کے مولانا قاری غلام رسول

ؒ فرانس کے مبلغ المہدویت جناب اقرار خان

وغیرہم سے روابط قائم ہیں۔ فالحمد للہ تعالیٰ

س : دورانِ تعلیم آپ نے مدارس کے ماحول کو کیسا پایا؟

ج : بہت اچھا ماحول تھا۔ آج کی بہ نسبت بحرِ تقویٰ و اخلاص اور مجسمہٴ محبت و شفقت

اساتذہ کی برکت سے طلبہ میں علم دین کا شوق زیادہ تھا اور دین اسلام کی خدمت کا جذبہ بھی

فزون تر تھا۔

س : دورانِ تدریس مدارس کے ماحول کو درست کرنے میں آپ کس قدر کامیاب رہے؟

ج : میری آرزو تھی کہ وطنِ مبین اور مسلکِ اہل سنت کی خدمت کا جو جذبہ اور علم دین کی جو کواستادہ نے ہمیں عطا کی ہے وہ طلبہ میں بھی عام کی جائے۔ الحمد للہ! اس میں کسی حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔

س : ہمارے مدارس کے نظام میں اصلاح طلب پہلو کون کونسے ہیں اور انہیں کیسے درست کیا جاسکتا ہے؟

ج : مدارس کے کئی پہلو اصلاح طلب ہیں :-

پہلا فہرست مدارس کے مضمین کی اصلاح ہے۔ سرکاری سکولوں کے اساتذہ کی طرح ان کے ریفریٹر کورس رکھے جائیں اور ماہرینِ منتظمین انہیں بتائیں کہ مدارس کو کس طرح کامیابی سے ہمکنار کیا جائے۔ اور ہمارے مدارس دن بدن تنزلی کی طرف کیوں جا رہے ہیں۔

پہلا اس امر کا جائزہ لیا جائے کہ ہمارے مدارس میں مدرسین کی تیاری کیوں سہولتی پذیر ہے اور اسکا علاج کیا ہے

تیسرا مدارس میں اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ طلباء مساجد میں امامت نہیں کریں گے اور لوگوں کے گھروں میں ختم پڑھنے نہیں جائیں گے۔

چوتھا نیز عوامِ لاتماں کا اجتماعی سطح پر شعور بیدار کیا جائے کہ میلاد شریف، گیارہویں شریف اور ایصالِ ثواب کی مدوں میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔ وہ مدارس پر خرچ کریں تاکہ ہمارے مدارس ترقی کر سکیں۔ ہمیں بروٹی امداد تو مل نہیں رہی، یہ ذمہ داری بھی قوم ہی کی

ہے۔ مدرسین، مدارس کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، انکی حق تلفی کا ازالہ نہایت ضروری ہے۔

س: کیا آپ موجودہ درس نظامی کے نصاب سے مطمئن ہیں؟

ج: اگرچہ نصاب میں بہت سی تراش تراش کر دی گئی ہے اور معقولات کی اکثر کتابیں خارج کر دی گئی ہیں، جن سے فکر و فکر کی گہرائی حاصل ہوتی تھی۔ اس کے باوجود نصاب تعلیم تو کسی حد تک تسلی بخش ہے البتہ نظام تعلیم بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ مدرسین کو معاشی طور پر مطمئن کر کے انھیں احساس دلایا جائے کہ جو علم و فکر اساتذہ نے انھیں عطا کیا ہے وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ طلباء میں منتقل کریں۔ نیز طلباء کو احساس دلایا جائے کہ علم دین کا حصول کس قدر اہم فریضہ ہے جس کیلئے وہ مصروف کوشش ہیں۔ طلبہ کی بے دلی اور بے رغبتی کا علاج بہت ضروری ہے اس کیلئے ماہرین تعلیم کے خصوصی لیکچرر کا اہتمام ضروری ہے نیز انکی علمی، اخلاقی اور روحانی تربیت کا نہ صرف انتظام ہونا چاہئے بلکہ ماحول بھی سازگار بنانا چاہئے۔ درس نظامی کے موجودہ نصاب کا تسلی بخش پہلو یہ ہے کہ ہمارے طلباء جب یونیورسٹی میں جاتے ہیں تو ان کا معیار تعلیم کالج کے طلباء سے بہتر ہوتا ہے۔

س: جدید اور قدیم علوم کے امتزاج کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

ج: بظہر امتحان دیکھتا ہوں۔ دینی مدارس و مسائل کی کمی کے باوجود طلباء کی ذہنی صلاحیتوں اور رجحانات کے پیش نظر طلباء کو وہ حصوں میں تقسیم کریں۔

جن طلباء میں دینی مدرسے کی صلاحیت ہے، انکی حوصلہ افزائی کی جائے اور انھیں ٹھوس قابلیت کا مدرسہ دیا جائے۔

بہا صلاحیت اور تصنیف و تبلیغ سے دلچسپی رکھنے والے طلباء کو قابل ادیان و مذاہب، جدید عربی اور انگریزی کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ تعلیم یافتہ سامعین کی ذہنی سطح

کے مطابق مؤثر گفتگو کر سکیں۔

س: کیا آپ نے دینی مدارس کے نظام میں خامیوں کو دور کرنے کیلئے خود کوئی عملی کوشش بھی فرمائی؟

ج: یہ تو مدارس کے ناظمین اور تنظیم المدارس کا مسئلہ ہے۔ ایک مدرس تو صرف مشورہ ہی دے سکتا ہے۔

س: طلباء کی تربیت کے حوالے سے آپ کے ذہن میں کیا خاکہ ہے؟

ج: درس نظامی کے اساتذہ صرف علوم و فنون ہی نہیں پڑھاتے بلکہ اپنی استعداد کے مطابق انکی علمی، اخلاقی اور روحانی تربیت بھی کرتے ہیں۔ تاہم ہفتہ وار یا ماہانہ تربیتی اجتماعات کا اہتمام بھی ہونا چاہئے۔ جن میں دیگر علماء مدارس اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ طلبہ کو تربیتی خطاب کریں، انھیں تائیں علم دین کا حاصل کرنا ایک فریضہ ہے جسے وہ تمام قوم کی طرف سے ادا کر رہے ہیں۔ تبلیغ دین (تدریس ہو یا وعظ و خطابت) پیشہ اور حصول دنیا کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ بھی ایک فریضہ ہے اور انبیاء کرام کا ورثہ ہے نیز انھیں حالات حاضرہ کے تقاضوں سے روشناس کرانیں اور للہیت کا درس دیں اور "مخلصین لہ الدین" کا مطلب ان کے رگ و پے تک پہنچائیں۔

س: آپ اپنے تدریسی تجربات کی روشنی میں طلبہ و اساتذہ کو تفہیم دین کا مقام حاصل کرنے کے حوالے سے کیا مشورہ ارشاد فرماتے ہیں؟

ج: غلطی سے سوال کے جواب میں عرض کر چکا ہوں کہ دین کا مقصد یہ ہے کہ انسان اخلاص کا پیکر ہو۔ جو کام کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی کیلئے کرے اور ہر وقت یہ امر پیش نظر رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ﷺ کے احکام انکے

ہندوں تک پہنچانے ہیں۔ اور یہ کام ہمہ وقتی ہے جزوقتی نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے :

”بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً“

”ہماری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔“

س : دینی اور مسلمانی کام کے حوالے سے آپ کسی شخصییت یا ادارے سے متاثر بھی ہیں ؟

ج : کیوں نہیں ؟

پہلے حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سیّد احمد قادری

پہلے مفتی احمد یار خاں نعیمی

پہلے غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی

پہلے شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی

پہلے شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی

پہلے اور سب سے زیادہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد چشتی قادری

موجودہ حضرات میں

پہلے استاذ الاساتذہ ملک بدر حسین مولانا عطا محمد چشتی گونڈوی مدظلہ

پہلے حضرت عبید محمد کرم شاہ الازہری، پہلے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

پہلے علامہ ارشد القادری

پہلے اور مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی

سے متاثر ہیں۔

س : آپ کو روحانی طور پر ساری زندگی میں کس شخصییت نے سب سے زیادہ

متاثر کیا ؟

ج : پہلے حضرت سیّدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، پہلے امام ربانی مجدد الف ثانی اور
پہلے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ہم۔

س : عالمی دعوتِ اسلامیہ اور اسکے مرکزی امیر مفتی محمد خاں قادری صاحب کے تحقیقی و علمی کام کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں ؟ اور اسکی ثقافت کے حوالے سے آپ کا نقطہ نظر کیا ہے ؟

ج : مفتی محمد خاں قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کا کام قابلِ قدر اور انقلابی ہے۔ انھوں نے مختصر عرصے میں جس مشنری جذبے سے صالح اور دیدہ زیب لٹریچر پیش کیا ہے، قابلِ رشک ہے۔ انھوں نے اپنی ذات کو عالمی دعوتِ اسلامیہ کیلئے ”صنم اکبر“ نہیں بنایا بلکہ دوسرے اربابِ علم و قلم کے علمی جواہر پاروں کو منظرِ عام پر لا کر انکی حوصلہ افزائی کی ہے۔ انکا یہ اقدام انکی تحسین ہے۔ وہ عصرِ حاضر کے نقاشوں اور بین الاقوامی علمی شخصییات سے رولہ کی اہمیت سے غولی آگاہ ہیں۔ البتہ بعض معاملات میں انھیں محتاط انداز اختیار کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ جلد کامیابیوں کے ذیعے طے کرتے جائیں گے۔

س : موجودہ دور کے نقاضوں کے حوالے سے آپ کی رائے میں کن کن موضوعات پر تحقیقی و علمی کام ہماری قومی ضرورت ہے ؟

ج : تفسیر قرآن، مطالب قرآن، شروح حدیث عربی اور اردو میں، فقہ حنفی قرآن و حدیث کی روشنی میں، حیات صحابہ و اہل بیت، فرقہ باطلہ کے رد میں، قتال اور مدلل لٹریچر در سب نظام کی شروح اور حواشی، سکول اور کالج کی امدادی کتب، سیرتِ طیبہ، تاریخ اسلام اور تذکرہ علماء و مشائخ، اسکے علاوہ محدثین علماء اہل سنت اور اس وقت دیگر ممالک میں کام کرنے والے علماء اہل سنت کی تصانیف کی اشاعت۔

س: آپ خود مستقبل میں کن کن موضوعات پر کام کرنا چاہتے ہیں؟

ج: اس وقت "دلائل الخیرات" کی شرح "مطالع المسرات" کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ دو تہائی حصے کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو مطالب قرآن اور تفسیر قرآن پر کام کرنا چاہتا ہوں۔ (اس انٹرویو کے) قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہت اور توفیق عطا فرمائے۔

س: کیا ایسا ممکن ہے کہ مسلک اہل سنت کے واسطیگان کو ایک ایسا پلیٹ فارم دیا جائے جس سے باصلاحیت افراد کی تصنیف و تالیف اور تقریر و وعظ کی صلاحیتیں اجاگر ہو سکیں؟

ج: ضرور ممکن ہے۔ ہر طبقہ تمام اراکین پورے غلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کام کریں۔ ۱۹۷۸ میں ایک ادارہ "سنفی رائٹرز گھڈ" کے نام سے قائم کیا گیا تھا جو مولوی اور مسٹر کی تفریق کی نذر ہو گیا۔ حال ہی میں جامعہ اسلامیہ، فصیح روڈ، اسلامیہ پارک میں ان ہی مقاصد کے پیش نظر "مرکز تحقیقات اسلامیہ" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ ادارہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔

س: اہل سنت کی گروہی تفریق کو ختم کرنا کیسے ممکن ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب اکرم ﷺ کی رضا و خوشنودی اور مسلک اہل سنت کے مفادات کو ذاتیات سے مقدمہ رکھنے سے۔

س: سیاسی اعتبار سے آپ کس سنفی گروہ کو بہتر خیال فرماتے ہیں؟

ج: کس کا نام لوں؟ سب جمود کا شکار ہیں۔

س: مزارات کو بوسہ دینے کے حوالے سے شریعت مطہرہ کے احکام کیا ہیں؟

ج: اولیاء کرام کے مزار کو ازراہ ادب و سہ نہیں دینا چاہیئے۔ بلکہ چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہو کر ایصالِ ثواب کریں۔ رکوع کی حد تک جھک کر سلام کرنا اور سجدہ کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

س: قبروں پر درجنوں چادریں چڑھانا کیسا ہے؟

ج: اسراف ہے اور اسراف از روئے قرآن پاک ناجائز ہے۔ پھر ایسی چادریں چڑھانا جن پر قرآن پاک کی سورتیں لکھی ہوئی ہوں، کسی طرح درست نہیں۔ ایسی چادریں کسی طریقہ کے استعمال میں بھی نہیں آسکتیں۔ دراصل مسلمان بھائیوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ نذر و نیاز کے طور پر صرف کی جانے والی رقم جہاد کشمیر، ہسپتالوں یا دینی مدارس کو دیں۔

س: موجودہ خانقاہی نظام کو درست کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اسکو کیسے ٹھیک کیا جائے؟

ج: ایک وقت تھا کہ خانقاہیں ذکر و فکر سے کلبا ہوتی تھیں۔ رشد و ہدایت اور اتباع شریعت و سنت کی تربیت گاہیں تھیں۔ انکی بدولت شیطانیات اور لادینیت کے حملے پسپا کئے جاتے رہے۔ آج ہماری تباہی کا بڑا سبب یہ ہے کہ خانقاہی نظام تعلیم و تربیت تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ مشائخ اور علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ سر جوڑ بیٹھیں اور اسلاف کے خانقاہی نظام کو دوبارہ حال کریں نیز دراشقی سلسلے کو ختم کریں۔ ایک نرشد کے رحمت فرمانے کے بعد ان شخص کو انکا خلیفہ بنائیں جو تقویٰ اور پرہیزگاری میں سب سے بہتر ہو۔ اسلامی کاذ کے ساتھ دالمان لگاؤ رکھتا ہو، فعال ہو اور صاحب علم ہونے کے ساتھ وقت بھی دے سکتا ہو۔

س: آج کل عملاً کرامت کا وجود کیوں مفقود ہے؟

ج: ہماری ہے عملی بلکہ عملی کی وجہ سے۔

س: قوالی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: سازوں کے ساتھ قوالی کے بارے میں اختلاف ہے۔ مشائخ قادریہ اور نقشبندیہ اسے ناجائز کہتے ہیں۔ مشائخ چشت اس کے جواز کے قائل ہیں۔ لیکن آج کل کی وہ قوالی جس کے شرکاء کو نماز روزے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض، نبی اکرم ﷺ کی سنتوں سے کوئی تعلق اور دلچسپی نہیں اسے تو مشائخ چشت بھی ناجائز قرار دیں گے۔ سلاسل طریقت اپنے معمولات کے کسی قدر اختلاف کے باوجود اس پر متفق ہیں کہ مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ سے اپنے تعلق کو مستحکم کرنا اور اطاعت و فرماں برداری کے راستے پر چلنا ہے۔

س: اہل سنت و جماعت کے نام آپ کا پیغام؟

ج: ذاتیات کے خول سے نکل کر دنیا اسلام کی بالادستی کیلئے متحد ہو جائیں۔

۱۰ میلااد شریف، گیارہویں شریف اور ایصال ثواب پر کئے جانے والے اخراجات صرف کھانے پینے پر صرف نہ کریں بلکہ ان اخراجات کا معتد بہ حصہ علماء اہل سنت کے لڑیچہ کی تقسیم میں صرف کریں۔ خیرک کے طور پر صرف مٹائی ہی نہیں کتابیں بھی تقسیم کی جاسکتی ہیں۔

۱۰ اپنے مدارس اور لڑیچہ فری تقسیم کرنے والی تنظیموں کی بھرپور سرپرستی کریں۔

مایہ ناز شیخ الحدیث

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ اہل سنت و جماعت کے مشہور عالم دین کئی کتابوں کے مصنف، محقق، مترجم اور دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ کے مایہ ناز شیخ الحدیث ہیں ان کی تصنیفات، حاشیے اور تراجم خاص و عام میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

حضرت شرف صاحب سے راقم کے دیرینہ تعلقات ہیں آپ جیسے علامہ کے متعلق ایک کم علم تاثرات کا کیا اظہار کر سکتا ہے؟ مجھے انکی منکسر مزاجی اور درویشانہ طبیعت نے انتہائی متاثر کیا، انہوں نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت علامہ سید ابو البرکات سید احمد اشرفی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر وصیت کی۔ شیخ کی توجہ اور برکت سے حضرت شرف صاحب ہمہ وقت مشغول حق رہتے ہیں۔

احقر

خورشید عالم مخدوم سیدی، لاہور

۱۴ جون ۱۹۹۵ء

علمی اور فکری شخصیت

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب عصر حاضر کی عظیم علمی و فکری شخصیت کے حامل ہیں، آپ کی تحقیق سے برصغیر پاک و ہند کے سنی علماء و عوام یکساں طور پر مستفیض ہو رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا خاص فضل ہے کہ آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں پڑھنے والا عیش و عش کر اٹھتا ہے۔ غلو و ولہیت، تقویٰ و تواضع، علم و فکر آپ کے خصوصی اوصاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر اہل سنت پر قائم رکھے، مزید نظر مقالہ (روح اعظم ﷺ کی کائنات میں جلوہ گری) حضرت شرف نے عقیدہ حاضر و ناظر پر رقم فرمایا ہے۔ حسب عادت مستند و معتبر کتابوں سے استفادہ کر کے مخالفین اہل سنت کی طرف سے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات کے دامن کو ہر تار کر دیا ہے، الحمد للہ حرف حرف سے عشق مصطفیٰ ﷺ کے سوتے ابل رہے ہیں۔

مقالہ ہذا کی گونا گوں اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اولاد تعلیمات مجددیہ نے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ امید ہے قارئین کرام اولاد کی دیگر مطبوعات کی طرح اسے بھی محبوب سراہیں گے۔

نیاز کیش

قلام مصطفیٰ مجددی

یکم رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا)

میں استقبال

مولانا مبارک حسین مصباحی

برصغیر کی مشہور شخصیت عظیم محقق و قلم کار حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ پاکستان سے ممبئی اور دہلی ہوتے ہوئے نومبر ۱۹۹۸ء کو جامعہ اشرفیہ میں تشریف لائے۔ اساتذہ اور طلبہ جامعہ نے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج میں اپنے معزز مہمان کا استقبال کیا۔

موصوف نے قریباً ساٹھ کتابیں لکھی ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں صعب اوّل کے ماہ قراستاد ہیں، دینی علمی اور تحقیقی و تعلیمی کاموں میں شب و روز مصروف عمل نظر آتے ہیں وہ یقیناً اہل سنت و جماعت کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہیں۔

موصوف نے طلبہ سے خطاب بھی فرمایا اور اہل علم اور اساتذہ جامعہ اور اراکین نے ان سے ملاقاتیں کیں اور دین و دانش اور علم و قلم کے بہت سے گوشوں پر تبادلہ خیالات ہوا۔ آپ کی چند کتابیں ہندوستان کے مکتبوں سے بھی شائع ہو چکی ہیں۔ آپ اردو کے ساتھ عربی کے بھی بلند پایہ قلم کار ہیں، عربی زبان میں بھی آپ کی کئی کتابیں چھپ کر مقبول نام ہو چکی ہیں۔ اب بھی ان کا شہب قلم رواں دواں ہے۔

ماہنامہ اشرفیہ کے لئے چار وقیع مضامین عنایت فرمائے جو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ماہ سے مسلسل قارئین اشرفیہ کے دست خوان مطالعہ پر پیش کئے جاتے رہیں گے۔ پروردگار ان کا سایہ کرم و راز فرمائے۔ آمین۔

عظیم دینی رہنما

مخدومی و محترمی حضرت علامہ محمد عبدالکظیم شرف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد حمد و ستائش و قدم ہدیٰ عرض ایں کہ احقر العباد عبد عام شہو کرم اللہ و مصطفیٰ (جل)
جلالہ و علیہ السلام خیر و عافیت ہے۔ امید کمال ہے کہ حضور وال بھی ضرور خیر و عافیت ہونگے۔
رب قدیر حضور کے سایہ عاطفت کو اہم گنہگاروں پر دراز فرمائے اور امت مسلمہ کو استفادہ کی
توفیق نصیب فرمائے۔ آمین جہاں النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام

ممبئی کے سنٹی اجتماع میں حضور نے خطاب فرما کر اہم کمزوروں کے حوصلوں کو بلند
فرمایا اور قوم مسلم کو اپنے عظیم دینی رہنما کے دیدار سے مشرف ہونے کا موقع عطا فرما کر ان
کی نیکیوں میں اضافہ فرمایا۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ آپ کے فیوض و برکات کو چار دانگ
عالم میں پہنچائے۔ مصروفیت کی وجہ سے حضور کب ممبئی سے روانہ ہو گئے پتہ تک نہ چلا اور نہ
کچھ خدمت کر پائے جس کا احساس قلب کو پریشان کر رہا تھا، آج الحمد للہ مدینہ منورہ میں
تاجدار کائنات علیہ السلام کے دربار گوہر بار میں آپ کی طرف سے درود و سلام کے تحفے پیش کر کے نیز
حضور کے متعلق شفاعت کا سوال کر کے دل کا بوجھ ہلکا کیا ہوں۔ اللہ عزوجل میرے
معروضہ کو سرکار رحمت عالم علیہ السلام کے صدقے میں قبول فرمائے۔

امام احمد رضا اور اجتماع نماز "یہ کتاچہ پیش خدمت ہے عبادت میں کاتب کی طرف سے کئی جگہ
کو تباہی ہوئی ہے مزید کوتاہی کی نشاندہی اور تصحیح و تنبیہ فرما کر کرم کا سلسلہ جاری رہے میں
نوازش ہوگی۔ اپنی نیم شبہی کی دعاؤں میں ضرور از ضرور یاد رکھیں۔ والسلام مع الاکرام
خاکپائے علماء و صلحاء

۱۷ اررمضان المبارک ۱۴۱۹ھ نزیل معہ معتمد
عبد اللہ ذنب فقیر محمد شاکر نورانی

مکتوب گرامی امیر سنٹی دعوت اسلامی، ممبئی، انڈیا

شرف ملت، مسعود ملت کی نظر میں

مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ اور
محسن المسلمین حضرت علامہ محمد عبدالکظیم شرف قادری زید لطفہ کے دیرینہ تعلقات ہیں
علمی و ادبی نے دونوں کو قریب کر دیا۔ بے لوث اور مخلصانہ رولہا نے محبتوں کو فروغ
عطا ہے

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فاضل لاہوری علامہ شرف قادری صاحب کے بارے میں
لکھا ہے اظہار خیال فرمایا ہے۔ ان کے نام محررہ مکتوب میں ان کی علمیت کو سراہا ہے۔
ان کی علمی فتوحات پر بے ساختہ دعاؤں کے تحائف پیش فرمائے ہیں۔ آپ نے علامہ صاحب
کا تعارف یوں کرایا ہے کہ "علامہ محمد عبدالکظیم شرف قادری اہل سنت کے مشہور و معروف
فکر کار ہیں۔ وہ گزشتہ ۳۰، ۲۵ سال سے مسلسل لکھ رہے ہیں۔ ان کی نگارشات کی تعداد ۳۰۰
سے تجاوز کر چکی ہوگی۔۔۔۔۔ وہ محدث بھی ہیں، محقق بھی۔۔۔۔۔ مدرس بھی ہیں، معلم
بھی۔۔۔۔۔ مصنف بھی ہیں اور مؤلف و مترجم بھی۔۔۔۔۔ زبان و بیان پر ان کو پوری قدرت
حاصل ہے۔ وہ اہل سنت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر اس
پراجے عظیم عطا فرمائے۔ آمین اللہ

ایک جگہ قدرے تفصیل سے یوں فرمایا ہے:

"فاضل جلیل علامہ محمد عبدالکظیم شرف قادری زید لطفہ بہت سی خوبیوں کے مالک
ہیں۔ علم و فضل کے باوجود بہت ہی سادہ، منکسر المزاج اور منسار ہیں۔ حرص و ہوس سے پاک
ہیں۔ سخی صفتی ہیں اور مسلک مجددین دین و ملت کے پابند ہیں۔ مسائل میں اکابر اہل سنت کے
عبور ہیں، اس لئے آپ کی شخصیت کے بارے میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں۔ آپ کا عمل اس
حدیث پاک پر ہے

البوكة مع اکابرکم

یہی محتاط اور محفوظ راستہ ہے۔ علامہ شرف صاحب اپنی نگارشات میں دلائل و شواہد سے اہل سنت و جماعت کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں۔ اور کسی ایسی تحقیق میں نہیں الجھتے جس سے اہل سنت میں افتراق کی راہ ہموار ہو۔۔۔۔۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے احیاء سنت کے لیے بھی اپنے مخلصین کو یہ ہدایت کی کہ سنت کو اس طرح زندہ کیا جائے کہ کسی قسم کا فساد نہ پھیلے۔ کار تبلیغ و ارشاد نہایت ہی دشوار ہے۔۔۔۔۔ اکثر علماء میں سیاست کی جھلک نظر آتی ہے مگر علامہ شرف صاحب کی تحقیق اور تحریر و تقریر میں فقیر کو کوئی سیاست نظر نہیں آتی۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں اور شب و روز دین و مسلک کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔

علامہ شرف صاحب متعدد دینی مدارس سے منسلک رہے اور درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آجکل جامعہ نظامیہ رضویہ دلاور میں شیخ الحدیث ہیں۔ اور یہاں ایک عرصے سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ اہل سنت و جماعت کے مدارس عربیہ میں نہایت ہی ممتاز ہے اور اس امتیاز کا سر اجامہ کے منتظم و مہتمم علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی کے سر ہے۔ جو سراپا عمل ہیں۔ فقیر جب کبھی یہاں حاضر ہوا، استاد و شاگرد سب ہی کو مصروف پایا۔ یہ دارالعلوم ہمارے کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ و اساتذہ کے لیے ایک مثال ہے جو وقت کو بے دریغ ضائع کرتے ہیں۔

علامہ شرف صاحب درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ اور طباعت و اشاعت کی ذمہ داریاں اس پر مستزاد ہیں وہ زندگی سے بھر پور فائدہ اٹھاتے ہیں وہ اہل سنت و جماعت کے ان چنیدہ محققین میں ہیں جن پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ علامہ شرف صاحب اہل سنت کے ممتاز قلم کار ہیں جنہوں نے تقریر سے زیادہ لوح و قلم کی طرف توجہ فرمائی آپ کا علمی فیضان ملک و بیرون ملک جاری و ساری ہے۔

تقریباً ۲۶ سال پہلے علامہ شرف صاحب سے فقیر کا رابطہ ہوا جب وہ

”تذکرہ اکابر اہل سنت“ (مطبوعہ ۱۹۷۶ء) قلم بند فرما رہے تھے۔ حکیم اہل سنت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ اس تعلق کے محرک تھے۔ الحمد للہ یہ مخلصانہ تعلق روز بروز بڑھتا ہی جاتا ہے۔ علامہ شرف صاحب پاک و حند کے ان علماء میں ہیں جن سے فقیر کی ملاقات یا مراسلت رہتی ہے اور جن سے فقیر استفادہ کرتا ہے۔ علامہ شرف صاحب نے کبھی فقیر کی بات نہیں مانی اور جو علمی کام سرزد کیا پورا کر کے عنایت فرمایا۔ اس سے آپ کی مخلصانہ محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ فقیر ہمیشہ کرم فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

علامہ شرف صاحب کی یعنی قدر کی جانی چاہیے تھی، اس قدر نہ کی جاسکی مگر قول نقاس کار لائل، مقاصد جلیلہ کا حاصل ہو جانا ہی بجائے خود انعام ہے۔۔۔۔۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔ کج فرمایا، حق فرمایا۔۔۔۔۔

اليه يصعد الكلم الطيب و العمل الصالح يرفعه (۱۰/فاطر ۳۵)

اچھی باتیں اس کریم کی طرف بلند ہو کر رہتی ہیں اور اچھے کام ان کو اور بلند کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔ اور پھر تمہارے محبت عطا فرمایا جاتا ہے:

سيجعل لهم الرحمن ودا (۹۶/مریم ۱۹)

اس میں شک نہیں علامہ شرف صاحب کی خدمات جلیلہ کو اس کریم نے قبول فرمایا اور اپنے کرم سے تمہارے محبت عطا فرمایا۔۔۔۔۔

بانشاء اللہ علامہ شرف صاحب کی اولاد بھی لائق ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا ممتاز احمد سیدی بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے فارغ ہو کر آج کل جامعہ ازہر، قاہرہ (مصر) میں تحقیق کر رہے ہیں۔ انہوں نے فقیر کے بعض مقالات کا عربی ترجمہ بھی کیا ہے۔ عادات و اخلاق میں اپنے والد ماجد کا عکس جمیل معلوم ہوتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ صاحبزادگان کو دارین میں سرفراز فرمائے۔ آمین! ع

”آپ جس اخلاص اور بندگی سے کام کر رہے ہیں، اس کا صلہ وہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔“ ۳۱

اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوگی کہ وہ کریم اپنے کرم سے دینی و علمی مشاغل میں متمک رکھے اور اوقات میں برکت عطا فرمائے۔ بلاشبہ یہ آپ کی مقبولیت و محبوبیت کی نشانی ہے، منعم حقیقی اپنی بے کراں نعمتوں سے نوازے اور مزید ہمت و استقامت ارزانی فرمائے۔ آمین! ۳۲

”مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔ آمین! یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص کرم ہے کہ عین (انتلاء) میں دین و مسلک کی خدمت فرما رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کی پریشانیوں دور فرمائے۔ آمین! ۳۳

آپ جن حالات میں کام کر رہے ہیں، ان حالات میں اہل عزیمت ہی کام کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ آپ کو ہمت و استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

آپ ان ممتاز اہل قلم میں سے ایک ہیں، جن سے فقیر استفادہ کرتا ہے، آپ کی مساعی لائق تحسین و آفرین ہیں۔“ ۳۴

”اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور وہ تمغہ محبت عطا فرمائے جس کا سورہ مریم میں وعدہ فرمایا ہے۔ آمین اللہ اعلم! ۳۵

”مولیٰ تعالیٰ آپ کو اپنی رضا پر راضی رکھے اور اپنی معیت کے احساس سے ہر غم کو بھلا دے۔ آمین! ۳۶

- ۳۳۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ یکم جون ۱۹۸۵ء از مکتبہ
- ۳۴۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۲۲ جنوری ۱۹۹۰ء از سکس
- ۳۵۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۲۹ جون ۱۹۸۸ء از مکتبہ
- ۳۶۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۱۳ نومبر ۱۹۸۵ء از مکتبہ
- ۳۷۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ یکم جون ۱۹۹۵ء از کراچی
- ۳۸۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۱۹ مئی ۱۹۸۹ء از مکتبہ

”مولیٰ تعالیٰ آپ کا مبارک سایہ قائم رکھے۔ آمین! ۳۹

”مولیٰ تعالیٰ آپ کے فیض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین! ۴۰

”مولائے کریم آپ کے علمی و روحانی فیض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین! ۴۱

”مولیٰ تعالیٰ آپ کا مبارک سایہ قائم و دائم رکھے اور علمی فیض جاری و ساری رہے۔ آمین! ۴۲

آپ کی حقیقی اور گراں قدر کتب کے بارے میں رائے کا اظہار فرمایا!

فاصل مکتوب کو ولی مبارک باوقیش کرتا ہوں کہ انھوں نے گونا گوں مصروفیات کے باوجود ”تذکرہ اکابر اہل سنت“ کے لیے توجہ فرمائی اور وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا اور عقل و دانش دونوں کے لیے متاع عزیز فراہم کی۔ امید ہے کہ ان کی یہ کوشش قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔“ ۴۳

”آپ نے بڑے اہم علمی کام کیے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور مزید استقامت ارزانی فرمائے۔ آمین! ۴۴

ایک دروغ و افتراء کے پلندہ کے زد کے لیے یوں تحریک فرمائی:-

”اہل سنت کی مثبت مساعی سے مخالفین گھبرائے ہوئے ہیں۔ یہ حرکت مذہبی اسی گھبراہٹ کا نتیجہ ہے۔ جواب معقول، مدلل اور مختصر ہونا چاہیے۔ اور انداز ایسا دل پذیر کہ شدید

- ۹۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۲۹ ستمبر ۱۹۸۶ء از مکتبہ
- ۱۰۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۳ء از کراچی
- ۱۱۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۶ء از کراچی
- ۱۲۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۲۷ فروری ۱۹۹۳ء از کراچی
- ۱۳۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم ”تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان“ مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء
- ۱۴۔ محمد مسود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محرمہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء از مکتبہ

مخالف بھی پڑھنے پر مجبور ہو جائے۔۔۔۔۔ یہ کام آپ ہی کر سکتے ہیں۔“ ۱۵۔

”تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان“ طباعت کے بعد جب آپ تک پہنچی تو بے ساختہ فرمایا:

”دل پسند دل پذیر، دلکش و دل زبا تھو نظر لواز ہوا۔۔۔۔۔ کتاب زندگی کھول کر رکھ دی۔۔۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔۔۔ دل نکال کر رکھ دیا۔۔۔۔۔ مر حیا! مر حیا!۔۔۔۔۔ یہاں حسن و جمال کا ایک نیا عالم ہے۔۔۔۔۔ گل و یاسمین کی ایک نئی بہار ہے۔

دماغوں میں، سینوں میں، ر سالوں میں، اخیاروں میں جو کچھ غفلت، سامنے لا کر رکھ دیا۔۔۔۔۔ بکھرے ہوئے اور ارق کو سمیٹ کر رکھ دیا۔۔۔۔۔ منتشر دلوں کو پرو کر رکھ دیا۔۔۔۔۔ پھتوریوں سے گل ہی نہیں ایک گلشن بنا دیا۔۔۔۔۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

عالم برزخ سے آب و گل میں لانا کوئی آسان کام نہ تھا۔۔۔۔۔ آپ نے اس مشکل کو آسان کر دکھایا اور ایک حشر پھا کر دیا۔۔۔۔۔ اس صحت مردانہ کو آفریں، صد آفریں! آج ہر اور ہر اور جہتیں ہوں اس والد ماجد پر جس کے چمن میں ایسے پھل پھول گئے۔۔۔۔۔ آج ہر اور ہر اور ہر اور سلام ہوں اس فرزند دل بند پر، جس نے اسلام اور علماء اسلام کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔۔۔۔۔

آج اہل حال و شہیدوں کا سلام ہو

آج ولیوں کا سلام ہو

آج عالموں کا سلام ہو

آج اور ہم جیسے گنہ گاروں اور سیہ کاروں کا بھی سلام ہو۔

خدا کرے ”تذکرہ اکابر اہل سنت“ کی دوسری جلد بھی اسی شان و شکوہ سے منظر عام پر آئے، دلوں میں دھجائی جائے، آنکھوں پر لگائی جائے۔ آمین! اللہ آمین!

یہ احقر اس شاندار تالیف پر آپ کو اور تمام معاونین کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعاؤں کے گلدستے پیش کرتا ہے۔“ ۱۶۔

ایک اور مختصر مگر جامع کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

حیات جاودانی“ میں آپ نے خوب تحقیق فرمائی ہے، جزاکم اللہ! مخالف کے لیے دو راہوں میں سے ایک راہ اختیار کیے بغیر چارہ نہیں:

یا تو حقائق و شواہد کو تسلیم کرے،۔۔۔۔۔ یا مر کر دیکھ لے۔۔۔۔۔ لیکن پھر دیکھا تو کیا دیکھا اور پھر یقین کیا تو کس کام کا؟ مولیٰ تعالیٰ زمرہ صالحین میں ہمارا حشر فرمائے اور صراطِ مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین! ۱۷۔

”بص احباب کی خواہش ہے کہ آپ تفسیر کی طرف توجہ فرمائیں۔ فقیر بھی اس کی تائید کرتا ہے“ ۱۸۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے علامہ شرف قادری صاحب کی تدریسی و تصنیفی خدمات کے پیش نظر ان کی سوانح کی ضرورت کو محسوس کیا اور یہ کہ ان کی علمی و قلمی خدمات کا احاطہ کیا جانا چاہیے، چنانچہ اس کے لیے احقر کو ذمہ داری سونپی گئی۔۔۔۔۔ ”حسن اہل سنت“ کی تقدیم میں آپ فرماتے ہیں:

”علامہ شرف صاحب جیسے جلیل القدر عالم، استاذ، محقق و قلم کار کا حق تھا کہ ان کی سوانح مرتب کی جاتی۔ الحمد للہ یہ کام بر اور م جناب محمد عبدالستار طاہر صاحب زید مجدد نے حسن و خوبی انجام دیا اور سوانح میں تجزیات تک کو سمیٹ لیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین! ۱۹۔

۱۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۲۵ نومبر ۱۹۷۶ء، لاہور

۱۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، محررہ ۱۶ اپریل ۱۹۸۹ء، لاہور

۱۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، مکتوب نام علامہ محمد عبدالحکیم شرف، قادری، محررہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۶ء، لاہور

۱۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تقدیم ”حسن اہل سنت“ (ذریعہ طبع)

الحمد للہ قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں ان کی توجہات و التفات کریمانہ کے سبب فاضل لاہوری علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری صاحب کے احوال و آثار، حالات و خدمات پر ایک کتاب "حسن المصنعت" وجود میں آئی۔۔۔۔۔ اسکی تکمیل پر قبلہ ڈاکٹر صاحب نے علامہ صاحب کو لکھا: "فقیر نے سوچا کہ ایک اور آئینہ تیار کر لیا جائے اور وہ الحمد للہ تیار ہو گیا۔"۔۔۔

محبت کا یہ تعلق اور مستحکم ہوتا ہے جب قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

"فقیر گنہ گار و سید کار ہے، کسی لائق نہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت دینا چاہتا ہے۔ بیروزاں اہل الخیرات شریف اور حصن حصین شریف اور دیگر مختصر خاندانی تعویذات کی۔۔۔۔۔ اگر کسی دوسرے بزرگ سے اجازت نہ ملی ہو تو فقیر پیش کر دے۔"۔۔۔

جواب میں صدق و وفا کے پیکر نے یوں رائے کا اظہار کیا:

"آپ کا ار سال فرمودہ دوسرا ایکٹ بھی موصول ہوا، ممنون لطف و کرم ہوں کہ آپ نے اس خاکسار کو نوازا، اللہ تعالیٰ اس فقیر اور اس کے متعقیقین کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل کے مشائخ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور آپ کا سایہ تاویر سلامت رکھے"۔۔۔

علامہ شرف صاحب کے اس مکتوب پر قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

"۔۔۔۔۔ آپ نے کمال مجز و اکسار فرمایا، یہی عظمت کی نشانی ہے۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ آپ

کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر اس پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین"۔۔۔

۲۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، مکتوب، نام علامہ شرف قادری، عمرہ ۲۲ اگست ۱۹۹۸ء، لاہور

۲۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، مکتوب، نام علامہ شرف قادری، عمرہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۹ء، لاہور

۲۲۔ محمد عبدالکلیم شرف قادری، علامہ، مکتوب، نام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، عمرہ ۱۸ جون ۱۹۹۹ء، لاہور

۲۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، مکتوب، نام علامہ شرف قادری، عمرہ ۲۶ مئی ۱۹۹۹ء، لاہور

اگلے مکتوب میں علامہ شرف صاحب کو سلسلہ عالیہ مسعودیہ مظہریہ نقشبندیہ

محمدیہ میں اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"سند اجازت ارسال کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ تعویذات بھی ارسال کر رہا ہوں اور شجرہ

شریف بھی۔۔۔۔۔ فقیر کی طرف سے اجازت ہے۔"۔۔۔

حیات علامہ شرف قادری --- ایک نظر میں

از محمد عبدالستار طاہر

- ۱۔ ولادت باسعادت بمقام مرزا پور ضلع بوشہر پور
- ۱۳۔ ۲۳ شعبان ۱۳۶۳ھ / اگست ۱۹۴۳ء
- ۴۔ قیام پاکستان پر تین سال کی عمر میں لاہور ہجرت کی
- ۵۔ شیلیق ترین "سچی ماں" کی جنت "بی بی کاو صل"
- ۶۔ ایم سی پرائمری سکول انجمن شیعہ لاہور سے پرائمری تعلیم کا آغاز
- ۷۔ چھوٹی بھتیجی کا وصال
- ۱۹۵۲ء
- ۸۔ تحصیل پرائمری تعلیم
- ۹۔ جامعہ رضویہ "فیصل آباد میں داخلہ لیا اور شیخ الحدیث مولانا محمد سرور احمد چشتی قادری سے متعلق کلام الہی و رسالہ "مغربی" پڑھا
- ۸۔ دارالعلوم ضیاء الحق اسلام سیال شرف جنوری
- ۱۰۔ میں داخلہ لیا۔ وہاں مولانا صوفی حامد علی سے "نحو میر" کا درس لیا۔
- ۱۱۔ جامعہ نظامیہ رضویہ "لاہور میں داخلہ لیا جس میں مفتی محمد عبدالقیوم بزازوی، مولانا غلام رسول رضوی، مولانا محسن الزماں قادری وغیرہ ہم سے استفادہ کیا
- ۱۲۔ والدہ صاحبہ رابعہ بی بی رحمہما اللہ تعالیٰ کی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد علیہ الرحمہ سے بیعت
- ۱۳۔ حامد مظفریہ ایدو پور بدھ پال میں داخلہ لیا اور استاذ الاسلام
- ۱۹۵۶ء
- ۱۹۵۷ء
- ۱۹۵۸ء
- ۱۹۵۹ء
- ۱۹۶۰ء
- ۱۹۶۱ء
- ۱۹۶۲ء
- ۱۹۶۳ء
- ۱۹۶۴ء
- ۱۹۶۵ء
- ۱۹۶۶ء
- ۱۹۶۷ء
- ۱۹۶۸ء
- ۱۹۶۹ء
- ۱۹۷۰ء
- ۱۹۷۱ء
- ۱۹۷۲ء
- ۱۹۷۳ء
- ۱۹۷۴ء
- ۱۹۷۵ء
- ۱۹۷۶ء
- ۱۹۷۷ء
- ۱۹۷۸ء
- ۱۹۷۹ء
- ۱۹۸۰ء
- ۱۹۸۱ء
- ۱۹۸۲ء
- ۱۹۸۳ء
- ۱۹۸۴ء
- ۱۹۸۵ء
- ۱۹۸۶ء
- ۱۹۸۷ء
- ۱۹۸۸ء
- ۱۹۸۹ء
- ۱۹۹۰ء
- ۱۹۹۱ء
- ۱۹۹۲ء
- ۱۹۹۳ء
- ۱۹۹۴ء
- ۱۹۹۵ء
- ۱۹۹۶ء
- ۱۹۹۷ء
- ۱۹۹۸ء
- ۱۹۹۹ء
- ۲۰۰۰ء
- ۲۰۰۱ء
- ۲۰۰۲ء
- ۲۰۰۳ء
- ۲۰۰۴ء
- ۲۰۰۵ء
- ۲۰۰۶ء
- ۲۰۰۷ء
- ۲۰۰۸ء
- ۲۰۰۹ء
- ۲۰۱۰ء
- ۲۰۱۱ء
- ۲۰۱۲ء
- ۲۰۱۳ء
- ۲۰۱۴ء
- ۲۰۱۵ء
- ۲۰۱۶ء
- ۲۰۱۷ء
- ۲۰۱۸ء
- ۲۰۱۹ء
- ۲۰۲۰ء
- ۲۰۲۱ء
- ۲۰۲۲ء
- ۲۰۲۳ء
- ۲۰۲۴ء
- ۲۰۲۵ء
- ۲۰۲۶ء
- ۲۰۲۷ء
- ۲۰۲۸ء
- ۲۰۲۹ء
- ۲۰۳۰ء

مولانا علامہ عبدالقادر چشتی کولروی مدظلہ اور علامہ محمد

محمد اشرف سیالوی مدظلہ سے استفادہ کیا

۱۴۔ شادی خانہ آبادی

۱۵۔ روزہ اقرار

۱۶۔ منہ فضیلت

۱۷۔ جامعہ نظامیہ رضویہ "لاہور سے تدریسی زندگی کا آغاز

۱۸۔ جامعہ نظامیہ رضویہ "لاہور میں آغاز تدریس

۱۹۔ ولادت صاحبزادہ ممتاز احمد سیدی

۱۹۶۶ء

۲۰۔ دارالعلوم محمدیہ تحفہ "میر شریف دین" کا

(تفسیر شعبان اور پورا رمضان المبارک میں) تدریس

۲۱۔ کثیرہ رضویہ انجمن شیعہ "لاہور کا قیام

۲۲۔ دارالعلوم اسلامیہ رضویہ "ہری پور بزارہ میں

علی اور صدر مدرس کی حیثیت سے چار سال خدمات

۲۳۔ ہری پور بزارہ میں جمعیت علمائے سرحد پاکستان کا قیام

۲۴۔ "قائمت الاقطار فی حلیہ" بواز الاقطار کی ہری پور سے اشاعت

۲۵۔ "حسن الکلام فی مسئلہ القیام" کی ہری پور سے اشاعت

۲۶۔ امام احمد رضا کے فارسی رسائل "المعینۃ القاکہ" اور "ایمان الازواج"

کا اردو ترجمہ ہری پور بزارہ سے شائع کیا

۲۷۔ "یاد اعلیٰ حضرت" کی ہری پور بزارہ سے اشاعت

۲۸۔ امام احمد رضا کا مکتبہ "شرح الحقوق" کی ہری پور سے شائع کیا

۲۹۔ حضرت ابو البرکات سید احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ

سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت

۱۹۵۰ء

۳۰۔ ہری پور بزارہ میں "مجموع رضا" کا آغاز کیا

ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ / ۱۹۶۱ء

۱۳ شوال ۱۳۹۳ھ / ۱۰ مارچ ۱۹۷۳ء

۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

۲۳ شعبان ۱۳۹۶ھ / ۸ دسمبر

بجمرات

۱۳۹۸ء / ۱۳۹۸ء کے درمیان

۱۹۹۰ء

۱۳۹۸ھ / ۱۳۹۸ء

۱۹۹۹ء

۱۹۹۹ء

۱۹۹۸ء

۱۹۹۹ء

۱۹۹۹ء

۱۹۹۰ء

۱۹۹۰ء

۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / ۲۵ مارچ

۲۵ مارچ

۱۹۹۱ء

۶۰۔ عرس مبارک امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ

۱۲۵۰/۱۳ اگست ۱۹۹۲ء

الرحمہ سہند شرف میں شرکت (نچہ روزہ دورہ)

۶۱۔ سیرت پاک کے حوالے سے عمرہ مقامات کے مجموعہ

۱۹۹۲ء

"مقامات سیرت طیبہ" کی لاہور سے اشاعت

۶۲۔ علامہ شیخ محمد صالح الفوزان و مفتی کی کتاب "من

۱۹۹۳ء

لغسلات المصلود" کا اردو ترجمہ "زبدہ جاوید"

خوشبوئیں" کیا اور اسے کتب خانہ قادریہ سے شائع بھی کیا

۶۳۔ دو سہری بار والدہ ماجدہ کی طرف سے حج بدل کیا۔ اس

۱۹۹۳ء / ۱۹۹۳ء

سال حج انہی کی سعادت نصیب ہوئی

۶۴۔ "دہشتہ العلم" عربی اور "شریاء علم"

۱۹۹۳ء

اردو کی رضا کیڑی لاہور سے کچھ اشاعت

۶۵۔ علمی مکتوں میں ہاتھوں ہاتھ کی جانے والی تحقیقی عربی کتاب

۱۹۹۶ء

"من عقائد اہل السنہ" کی لاہور سے اشاعت

۱۹۹۷ء

۶۶۔ "ذو نور چرے" کی لاہور سے اشاعت

۶۷۔ مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور کے صدر کی

۱۹۹۷ء

ذہبت سے منتخب کیا گیا

۶۸۔ محکمہ جیٹے مشتاق احمد قادری کی بیڑک کے

۱۹۹۷ء

انتھان میں پاور سے سرگودھا پورڈ میں اوّل پے زینٹن

۶۹۔ "المنہج المصنوع" کے اردو ترجمہ کی جلد ہجتم

۱۹۹۷ء

اور چشمہ کی لاہور سے اشاعت

۷۰۔ انٹرنیشنل امام ابو حنیفہ کانفرنس اسلام آباد میں عربی مقالہ

۱۹۹۸ء / ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء

"فی نظام الفتاویٰ الوضوہ" پڑھا

۷۱۔ "من عقائد اہل السنہ" کا اردو ترجمہ "مفاتیح و نظریات" کی

۱۹۹۸ء

لاہور سے طبعیت

۷۲۔ مختلف سوانح مقامات کے مجموعہ "مکتوبات کے پاساں" کی لاہور سے اشاعت

۱۹۹۸ء

مکتوب گرامی مولانا کوکب نورانی مدظلہ العالی (کراچی)

محترم جناب شاہانہجم قادری، بانی و مدیر مجلۃ المصداق، حیدرآباد

سلام مسنون! اللہ کریم جلّ شانہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے صدقے

م سب کو مسلک حق اہل سنت و جماعت پر استقامت اور دیرین میں رحمت و مغفرت عطا فرمائے، آمین

"المصداق" کو اپنی سلسلہ ۲ اور آپ کا مکتوب مجھے ملا، یاد فرمائی کہ بہت شکریہ ادا فقیر حال ہی میں ہرون ملک تبلیغی دورے سے واپس آیا ہے اور مشاغل اس قدر ہیں کہ مصلحت ہی نہیں ملتی، ایسے میں آپ کی خواہش کی تعمیل میں کوئی تحقیقی مقالہ فوری پیش نہیں کیا جاسکتا، مجھے خوشی ہے کہ آپ ملت اسلامیہ کے ایک محسن اور منتظر عالم حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی کی شخصیت اور خدمات سے اہل ایمان کو متعارف کروانے کے لئے محاسن قائم کر کے عنت کر رہے ہیں یہ بلاشبہ گراں قدر خدمت ہے، اللہ کریم آپ کی خالصانہ مساعی کو مقبول زندہ فرمائے۔

مدارج البدو، اشعۃ المصنوعات، تکمیل الایمان، ماہیت من السنۃ، اخبار الاخیار، زبدۃ الامار، سفر السعاده، جذب القلوب وغیرہ میرے پاس ہیں، یقیناً مانگے حضرت شیخ کی تحریریں اہل علم اور اہل محبت کے لئے مرہم ہیں۔

آپ کو شاید یہ بات معلوم نہ ہو کہ ہم اپنے اداروں اور تنظیموں کی رجسٹریشن کرواتے ہوئے اپنے عقائد و نظریات کو یوں بیان کرتے ہیں کہ "حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں دہلوی کی تحریرات و تعلیمات کے مطابق"۔۔۔۔۔ کیوں کہ ان مہشیوں نے قرآن و سنت کی ترجمانی جس صحت و صداقت سے کی ہے وہ امت مسلمہ پر ان کا احسان ہے، اللہ کریم ہمیں اس پر قائم و ثابت رکھے کبھی عت کر سکا تو آپ کے لکھنا کی تعمیل میں ضرور کچھ نکلے گا۔ حضرت مولانا شرف قادری صاحب نے خوب لکھا ہے، اس سے زیادہ کی مجھ میں تاب و مجال کہاں؟ وہ جتنی جس کی خوش چینی کر کے ہم خود کو معتبر مانتے ہیں اس کی رخصت علم اور مرتبت کو سلام، اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے

والسلام

مخلص! کوکب نورانی اوکلاوی غفرلہ

۲۸/۱۲/۱۳۱۸ھ

کوکب گرامی مولانا کوکب نورانی مدظلہ العالی (کراچی) کے نام پر سلسلہ تکمیل المصداق (۳-۴) کے ذریعہ دیکھ

کتب :-

- ۱- محمد عالم آسی امر تسری، مولانا: انکلیب علی الغلوۃ
- ۲- اقبال احمد فاروقی، میرزادہ: تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
- ۳- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: تذکرہ انکلیب اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۴- محمد منشاہد انش، قصوری، علامہ: تحریک نظام مصطفیٰ اور جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۱۹۷۸ء
- ۵- محمد صدیق ہزاروی، علامہ: نقادان علمائے اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء
- ۶- شرافت نوشاہی، سید: شریف الشواہج، جلد نمبر ۱۲، مطبوعہ لاہور اکتوبر ۱۹۸۳ء
- ۷- محمد عبد الرحمن الحسنی، انقوشات پارویہ، مطبوعہ فتح پور شعلیہ، ۱۹۸۵ء
- ۸- اردو جامع انسائیکلو پیڈیا حصہ اول، مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور ۱۹۸۷ء
- ۹- اردو جامع انسائیکلو پیڈیا حصہ دوم، مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور ۱۹۸۸ء
- ۱۰- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: اشعۃ اللمعات مترجم جلد چہارم، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء
- ۱۱- محبوب احمد چشتی، مولانا: علمائے اہل سنت کی قلمی خدمات، غیر مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء
- ۱۲- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: ازحدہ چلید خوشبوئیں، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء
- ۱۳- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: مقالات سیرت طیبہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء
- ۱۴- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: نقد علی الوحیدہ اور امام احمد رضا، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء
- ۱۵- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: نور نور چہرے، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء
- ۱۶- محمد عبدالستار طاہر: عسکری اہل سنت، علامہ محمد عبدالحکیم شرف، غیر مطبوعہ ۱۹۹۸ء

رسائل :-

- ۱- ماہنامہ عرفات، لاہور، نومبر ۱۹۷۵ء
- ۲- ماہنامہ المؤمن، سائیوال، اکتوبر ۱۹۸۴ء
- ۳- حصہ دانش، اسلام آباد شمارہ ۳۱
- ۴- ماہنامہ استقلال، لاہور اکتوبر ۱۹۹۶ء
- ۵- ماہنامہ سوسائٹیز، لاہور جنوری ۱۹۹۸ء
- ۶- ماہنامہ اخبار اہل سنت، لاہور جولائی اگست ۱۹۹۷ء

پہلی مرتبہ منظر عام پر

تعارف فقہ و تصوف

ترجمہ

شرف اہل سنت
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تألیف

شیخ محقق امام اہل سنت
شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

الممتاز بیلی کیشنز لاہور